اُردو کا کلاسیکی ادب

وِکرم اُروسی

مصنفہ :-

مہاکوی کالی داس

ترجمہ

محمد عزیز مرزا لکھنوی

مرتبہ

عشرت رحمانی

مجلسِ ترقی ادب لاہور

بعونِ صناعِ مکین و مکان بفضلِ خلاقِ زمین و زمان

۵

اُردو کا کلاسیکی ادب

وِکرم اُروسی

مصنفہ:- مہاکوی کالیداس ؒ

ترجمہ: محمد عزیز مرزا لکھنوی ؒ

ناشر

مجلسِ ترقیِ ادب ۲۔ نرسنگھ داس گارڈن کلب روڈ لاہور

جملہ حقوق محفوظ

ناشر
سید امتیاز علی تاج
ناظم
مجلس ترقی ادب - لاہو
مطبع
کتاب :- اپل پریس - لاہور
اور
سرورق :- نوروز پرنٹنگ پریس - لاہور

۱۹۶۱

طبع اول ۲۰۰۰

قیمت ایک روپیہ پچھتر پیسے

دیباچہ

ڈراما ”وکرم اُروسی“ سنسکرت کے شہرۂ آفاق شاعر مہا کوئی کالی داس کی نہایت دلکش اور اعلیٰ تصنیف ہے - اس ڈرامے کے دنیا کی مختلف زبانوں میں متعدد ترجمے ہو چکے ہیں -

فارسی کے علاوہ اردو زبان میں بھی اس ڈرامے کا کئی فاضل ادیبوں نے ترجمہ کیا ہے - چند اُردو تراجم براہ راست سنسکرت زبان سے نہیں کیے گئے بلکہ ان میں سے بعض فارسی سے اور بعض انگریزی سے اُردو کے قالب میں ڈھالے گئے ہیں - چنانچہ لاہور میں جب یہ ڈراما السنۂ شرقیہ (پنجاب یونیورسٹی) کے اردو امتحانات میں داخل کیا گیا تو اس کے دو ترجمے علیحدہ علیحدہ شائع کیے گئے لیکن یہ دونوں فارسی ترجمے سے لیے گئے اور عزیز مرزا مرحوم کے زیر نظر نسخے سے بھی معقول استفادہ کیا گیا ہے؛ خصوصاً ہندی ڈرامے اور فن ڈراما وغیرہ کے سلسلے میں زیادہ تر معلومات عزیز مرزا کے ترجمے کے مقدمے سے اخذ کی گئی ہیں مگر دونوں میں سے کسی میں بھی اس کا حوالہ نہیں دیا گیا -

جس طرح کالی داس کو سنسکرت ڈراما نویسوں کی صف میں برتری حاصل ہے، اسی طرح زیر نظر اُردو ترجمے کو دوسرے تراجم پر فوقیت حاصل ہے - اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ یہ ترجمہ براہ راست اصل سنسکرت ڈرامے سے کیا گیا ہے اور ترجمہ در ترجمہ کے نقائص سے پاک ہونے کے علاوہ بڑی حد تک اصلیت کے لطف اور دلکشی کا حامل ہے - اس کے علاوہ چونکہ عزیز مرزا کی نظر ہندی، انگریزی اور اُردو ڈرامے پر بہت وسیع و عمیق ہے اس لیے اس کتاب کے دیباچے میں ہندی ڈراما اور کالی داس کے فن پر بسیط تبصرہ کر کے مفید و بیش بہا معلومات جمع کر دی

ہیں؛ غرض یہ ترجمہ مکمل و مستند تسلیم کیا جاتا ہے اور آردو کے ڈرامائی ادب میں قابل قدر اضافہ ہے۔

سنسکرت یا قدیم ہندی ڈراما جیسا کہ عزیز مرزا مرحوم نے اپنے مقدمے میں بیان کیا ہے، دیوی دیوتاؤں کی داستانوں کی اساس پر شروع ہوا اور شاہی محلات کی زینت رہا لیکن جب بدھ مت کے مبلغین نے رقص و نغمہ اور تمثیل کو مذہبی تبلیغ کا اہم ذریعہ بنانا چاہا تو اس دور سے ڈرامے کو مذہبی تبلیغ و تلقین اور اصلاح اعمال کا ذریعہ سمجھا جانے لگا۔ بدھ مت کو اس سلسلے میں بڑی کامیابی ہوئی؛ اعلیٰ ذات کے لوگ اور اہل کمال ناٹک کے فن کار اور ادا کار بن گئے حتیٰ کہ مذہبی پیشوا اسٹیج پر اداکاری کے جوہر دکھانے لگے اور فن تمثیل نے ایک مقدس اور بلند مقام حاصل کر کے بے حد مقبولیت حاصل کی، ساتھ ہی تمثیل گری کے ذریعے بدھ مت کو بہت فروغ ہوا۔

بدھ عقیدے کے راجوں مہاراجوں نے اس سلسلے میں خاص دلچسپی لی، فن کاروں کی ہمت افزائی اور قدر و منزلت ہوئی، مہاراجہ اشوک کا نام اس ضمن میں خاص ہے۔ لیکن جب یہ فن اپنے عروج کمال پر پہنچ گیا تو اس کا انحطاط شروع ہو گیا؛ اس کا سبب یہ ہوا کہ بدھوں کی دیکھا دیکھی ہندو برہمنوں نے بھی تبلیغی مقاصد کے لیے اسٹیج سے زیادہ کام لینا شروع کیا اور دھارمک ناٹک لکھنا اور خاص اہتام سے تمثیل کرنا شروع کیے۔ ابتدا میں انہیں بھی خاصی کامیابی ہوئی لیکن کچھ مدت بعد پیشہ ور لوگوں نے تجارتی مقاصد کے تحت ناٹک منڈلیاں بنا کر جگہ جگہ کھیل دکھانے شروع کیے اور یہ فن جو اعلیٰ نصب العین کو پیش نظر رکھتا تھا، سستی تجارت کا ذریعہ بننے لگا۔ رفتہ رفتہ نیچ ذات آوارہ منش اور پیشہ ور مردوں اور عورتوں نے اسٹیج پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے اعلیٰ ذات ہندو برہمن اپنی بدنامی کے خوف سے اس سے کنارہ کش ہونے لگے۔ ادنیٰ درجے کے ڈراما نگاروں نے اپنے ڈراموں کی بنیاد فحش قصے کہانیوں پر رکھی اور اسٹیج و ڈرامے کو اسفلی درجے کی عیاشی اور فحاشی کے لیے استعمال کیا جانے لگا؛ چنانچہ یہ

فن شریف فحاشی و عیاشی کا میدان بن گیا ، ہندی اسٹیج ارذل طبقے کے ہاتھوں کثیف و ذلیل حالت میں دم توڑتا نظر آیا اور اخلاق سوزی عام ہوگئی ؛ آخر یہ تذلیل تنزل کا باعث ہوئی اور قدیم ہندی اور سنسکرت ڈراما زوال پذیر ہو گیا ۔

محققین کا بیان ہے کہ قدیم ہند میں کوئی عمارت اسٹیج کے لیے علیحدہ تعمیر نہیں کی گئی ؛ شاہی محلات میں سنگیت شالہ (رقص وسرود کی عمارت) تھی جس میں گانے بجانے کی محفلیں منعقد ہوا کرتی تھیں اور یہیں ناٹک کے لیے اسٹیج سجایا جاتا تھا ، جس طرح انگلستان میں الزبتھین تھیٹر سے پہلے کوئی عمارت اس مقصد کے لیے مخصوص نہیں ہوئی تھی - سب سے پہلے اسٹیج عمارت ملکہ الزبتھ کے عہد میں تعمیر ہوئی اسی طرح ہندوستان قدیم میں مہاراجہ بکرماجیت کے عہد میں سب سے پہلا تھیٹر آراستہ کیا گیا لیکن اسے عوامی تھیٹر سے کوئی تعلق نہ تھا بلکہ شاہی محل کا وہی حصہ جو سنگیت شالہ کہلاتا تھا ، اس کام کے لیے منتخب کیا گیا تھا ۔

اسی مصنف کے ایک دوسرے ناٹک شکنتلا کے پیش کیے جانے کا حال پروفیسر ہوروٹز نے یوں بیان کیا ہے :—

''مہا کوی کالی داس نے بکرماجیت کے زمانے میں اوجین میں ایک نیا ڈراما 'شکنتلا' تیار کیا جس کو پہلی بار موسم بہار میں (اب سے تقریباً پندرہ سو برس پہلے) تمثیل کیا گیا - اس پیش کش کے اعلان پر اہل اوجین بے حد مسرور و نازاں تھے اور اپنے شاعر پر فخر کرکے فرط ارادت سے پھولے نہیں سماتے تھے - ان کا کہنا تھا کہ سلاست زبان اور صداقت جذبات کے لحاظ سے ہندوستان کا کوئی ڈراما مہا کوی کے ناٹک کا مقابلہ نہیں کرتا - اس ناٹک کو مہاراج کی فرمائش پر شاہی محل میں تمثیل کیا جانا قرار پایا ، اس عہد کے مشاہیر اداکار اس کی ادائیگی کے لیے منتخب کیے گئے - یگانۂ روزگار شاعر کی اعلیٰ تصنیف اور علم پرور دربار کی قدر افضائی نے موسم بہار کی شگفتگی کے ایام میں اس پیش کش کے سلسلے میں جو کیفیت پیدا کی، وہ قابل دید و لائق داد تھی : تماشائیوں کو نہایت ذوق و شوق سے اس دن کا انتظار تھا جب کہ یہ تمثیل منظر عام پر آنے کو تھی ، شاہی سنگیت شالہ اس

اہم و عظیم پیش کش کے لیے بڑے اہتمام و شان سے آراستہ کیا گیا تھا ۔

''عمارت کے بڑے بڑے دروازوں کی جگہ عین وسط میں اسٹیج کا زرکار پردہ لٹکا ہوا ہے ، اس کے سامنے ایک کشادہ صحن میں تماشائیوں کی نشست کا انتظام ہے ، صحن کے گرداگرد سنگ مرمر کے خوبصورت ستون حلقہ باندھے کھڑے ہیں جن پر تازہ پھولوں کے ہار چڑھائے جا رہے ہیں ، صحن کے عین وسط میں شاہی شامیانہ نصب ہے جس کی سنہری جھالریں چکا چوند کا عالم پیدا کر رہی ہیں ، شامیانہ چھ نقرئی چوبوں پر قائم ہے اور چوبیں بجائے زمین کے پھولوں کے ڈھیروں پر رکھی ہیں ، اسٹیج کے سامنے بھی پھول بکثرت مگر نہایت سلیقے سے سجائے گئے ہیں ، تھیٹر کے پہلو میں شاہی جھنڈا ہوا میں لہرا رہا ہے ، اسٹیج کا پردہ لعل و الماس کی زنجیر سے لٹکا ہوا ہے ؛ یہ گراں بہا زنجیر شاعر کی نذر کی جائے گی کیونکہ مہاراجہ بکرماجیت خوب جانتا ہے کہ ادبیات کی قدر کیسے کرتے ہیں -

''سپیدۂ صبح کی نمود کے ساتھ اسٹیج کے عقب میں ساز چھڑتے ہیں اور مہاراجہ بکرماجیت تاج سر پر رکھے شاہی لباس پہنے اپنے خدم و خشم کے جھرمٹ میں جلوہ افروز ہوتا ہے، ماتحت راجاؤں کو تخت کے بائیں اور مہارانی اور کنیزوں کو دائیں ہاتھ پر جگہ ملتی ہے ، مہارانی کی خواص کے ہاتھ میں ایک سونے کی بانسری اور سدا بہار پھولوں کا گلدستہ ہے جو مہارانی مہا کوئی کو تحفہ دے گی ، سیاہ فام غلام سرخ وردیاں پہنے ، ارغوانی کمر بند لٹکائے فواکہات تقسیم کرتے پھرتے ہیں یا اس کالی گھٹا میں سفید گردنوں والی ماہجبین عورتیں موتیوں کی مالا پہنے الماس کا نیم تاج سر پر رکھے ، بجلی کی طرح چمکتی پھر رہی ہیں -

''دور دراز مقاموں سے آئے ہوئے معزز مہمان اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے باتوں میں مشغول ہیں ، وزراء سلطنت ، مذہبی پیشوا برہمن ، چھتری ، غرض اوجین کی سوسائٹی کی روح اس مجلس میں موجود ہے ، کہیں چند مدبر نیپال کی بغاوت کے استیصال کی تدابیر

پر بحث کر رہے ہیں ، کہیں شوقین مزاج کسی معشوق کی باتوں یا مرغوں کی پالی کا ذکر کر رہے ہیں ، ایک سکون پرور گوشے میں شاہی جوتشی 'ورھامید' ایک سفید ریش ایرانی سفیر سے سرگرم کلام ہے -

''شاہی مدبر سنسکرت لغات کے آخری جزو اپنے اس چینی دوست کے حوالے کر رہا تھا جو جنوبی چین سے محض اسی غرض کے لیے آیا ہے - یکایک سارنگی ستار اور بانسری ہم آہنگ ہو کر کوئی خوش آئند چیز بجاتے ہیں اور چند خوش گلو نوجوان سامنے آ کر بھجن گاتے اور مہاراج اور برہمنوں کا خیر مقدم کرتے ہیں - اس کے بعد سوتر دھارا شیر باد دیتا ہے اور ظرافت آمیز نظم میں حاضرین سے توجہ کی التماس کرتا ہے - شاہی حاجب جواہرات کی زنجیر کھول کر کالیداس کے سر پر رکھ دیتا ہے اور پردہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر پھٹ جاتا ہے - تالیوں اور تحسین کے نعروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگل کا سین جس سے ڈرامے کا افتتاح ہوتا ہے ، بہت مقبول ہوا ہے - پہاڑ سے آبشار گرنے کی آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے اور نو طلوع آفتاب کی سنہری شعاعیں سر سبز درخت کے پتوں سے چھن چھن کر مہاراجہ وشودنت (ایک کیرکٹر) کے چہرے پر پڑ رہی ہیں - مہاراجہ دہقانی لباس پہنے تیر اور کمان ہاتھ میں لیے اپنے شکاری رتھ سے اترتا ہے اور رتھ بان سے فصیح سنسکرت نظم میں مخاطب ہوتا ہے - اب اسٹیج کے پچھلے حصہ کو بلند کیا جاتا ہے اور ایک چراگاہ نظر آتی ہے جس میں دو سانولے رنگ کی لڑکیاں پودوں کو سینچ رہی ہیں ، سوتردھارا اپنے لمبے عصا کو 'گردش دے کر شکنتلا کے اسٹیج پر آنے کا اعلان کرتا ہے - دم بخود حاضرین یہ دیکھنے کے لیے بیتاب ہیں کہ آیا ایکٹرس اپنے فرض سے عہدہ برآ ہوتی ہے یا نہیں ، وہ اپنے لب کھولتی ہے اور اُس کے منہ سے ہر لفظ موسیقی میں ڈوب کر نکلتا ہے ، اُس کے سینے کا اُبھار اس کی رعنائی اور بلا تصنع حرکات حاضرین کے دل پر قبضہ کر لیتی ہیں ، محو حیرت تماشائیوں کو تالی بجانے کا ہوش تک نہیں رہتا اور اس طرح یہ ناٹک اختتام پذیر ہوتا ہے ''-

کالی داس کے کھیل 'وکرم آروسی' کی تفصیل فاضل مترجم کے مقدمے میں اور اس کے بعد اصل سنسکرت کے ترجمے میں ملاحظہ فرمائیے جو بعد تصحیح و تجدید پیش کیا جا رہا ہے۔

عشرت رحمانی
۱۸ وبٹیگن روڈ ، لاہور

۲۷ جولائی ۱۹٦۰ء

وکرم اروسی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

مقدمہ

ڈرامے کی اصل

خود پسندی بقائے حیات کے لیے لازم ہے اور اُسی کا یہ کرشمہ ہے کہ انسان ابتدا ہی سے اپنی صورت، اپنی سیرت، وضع‌قطع اور اپنی روش کا دلدادہ ہوتا ہے اور اُس کے بعد اگر کوئی چیز اُس کو پسند آتی ہے تو وہ وہی ہے جو اُس سے کسی طرح منسوب یا متعلق ہو یا جس میں خود اُس کی جھلک جنت نگاہ یا فردوس ہوش ہو۔ چوں کہ اس درجے خود پرستی خانہ بر انداز معاشرت ہے اس لیے بانیانِ مذاہب ابتداء سے اُس کی بیخ کنی یا کم سے کم کاٹ چھانٹ میں سرگرم رہے ہیں اور فلاسفہ کی کوششوں کا رخ بھی یہی رہا ہے۔ جس طرح بچے کو خود اُسی کی مرغوب باتوں سے بہلایا، پھسلایا کرتے ہیں اُسی طرح ان ہادیانِ خلق اللہ نے بھی انسان کو راہ راست پر لانے کا سب سے بہتر ذریعہ یہی پایا کہ اُس کو خود اُسی کی تصویر مختلف صورتوں میں دکھائی جائے۔ مذہب نے اُن تصویروں کا نام احسن القصص اور فلسفے نے حدیث و تمثیل اور ادب نے نثر میں قصہ کہانی یا ناول اور شاعری میں ڈراما رکھا۔

قلب انسانی نگاہ اور عالم خارجی سیرگاہ ہے ، اگرچہ اس سیرگاہ میں کوئی ایسی شے نہیں ہے جو نگاہ کے سامنے سے نہ گزرتی ہو مگر مختلف اشیا کا اثر بھی مختلف ہوتا ہے ؛ کسی میں کشش مقناطیسی ہوتی ہے اور کسی میں سالبہ ، کوئی تو نگاہ کو مقید کر لیتی ہے اور کوئی پیچھے ہٹاتی ہے ، کوئی خیرہ کر دیتی ہے اور کوئی منوّر ۔ اسی وجہ سے قلب انسانی مختلف جذبات کا جولانگاہ بنا رہتا ہے اور آن میں سے جو جذبات اس قدر قوی ہوتے ہیں کہ نہ روکے سے رکتے ہیں اور نہ نکالے سے نکلتے ہیں ، آن کے اظہار کا نام ، بشرطیکہ وہ بھی پر جوش ہو ، شاعری ہے ۔ اگرچہ یہ جذبات تمام بنی نوع انسان میں مشترک ہیں لیکن ہر شخص آن کے اظہار پر قدرت نہیں رکھتا ؛ یہ کام شاعر ہی کے دماغ اور قلم اور نقاش کی نگاہ اور برش کا ہے کہ وہ اپنی محسوسات اور مدرکات سے ایک ایسا آئینہ بنا کر پیش کر دیتے ہیں جس میں دوسروں کو بعینہ اپنے ہی جذبات اندرونی کی تصویر نظر آتی ہے ۔

اگرچہ شاعری کے تمام اقسام کی یہی کیفیت ہے لیکن ڈراما تو گویا اُس کا نچوڑ ہے کیوں کہ شاعری کے دوسرے اقسام مختلف جذبات انسانی کے اظہار سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے ڈرامے میں ایک ہی جگہ مختلف طبقے اور درجے کے لوگوں کی حالتوں کی تصویر جو آن پر مختلف جذبات کے غلبہ پانے سے طاری ہوتی ہیں ، دکھائی جاتی ہے ؛ گویا کہ جو لا نگاہ جذبات انسانی کا لقب جس طرح کہ ڈرامے پر صادق آتا ہے ، اُس طرح دوسری اقسام پر نہیں آتا ۔

هندو ڈرامے کی اصلیت اور اس کا تعلق یونانی ڈرامے کے ساتھ

نفس ذہن کا مطالعہ جس باریکی سے قدیم یونانیوں نے کیا ،

ویسا کسی قوم کو نصیب نہیں ہوا اور اس لیے جس طرح کہ آن کو دوسرے علوم کی ایجاد کا شرف حاصل ہے ، آسی طرح ڈرامے کا تصوّر بھی صحیح طور پر سب سے پہلے آنھوں نے قائم کیا ۔ اگرچہ نقّالی اور جستہ جستہ مکالمے کا رواج قدیم ہندوؤں میں بھی جاتراؤں اور راس لیلاؤں کی شکل میں دوسری اقوام کی طرح پایا جاتا ہے ؛ مثلاً ویدوں اور برھمنا اور ویدانتا اور خاص کر رامائن و مہابھارت میں بہت سے مکالمے موجود ہیں جو ڈرامے کی بنیاد بن سکتے ہیں اور گو آنھوں نے ڈرامے کی ایجاد کو بھی اپنے دوسرے علوم کی طرح خالق اکبر برھما سے منسوب کر کے غیر حقیقی روشنی کے ہالے سے ایسا چھپا دیا ہے کہ نظر کام نہیں کرتی لیکن جرمن محقّقوں کی دقیقہ سنج جفاکشی کو سنسکرت ناٹک میں یونانی ڈرامے کا جلوہ نظر آیا اور جب یہ خیال کیا جائے کہ اسکندراعظم کے جنرل سلیوکس نے عین ہندوستان کی سرحد پر ، ایک عظیم الشّان یونانی سلطنت بنام بیکٹریا یا بختاریا قائم کی جو چار صدی تک نہایت زور و قوّت کے ساتھ قائم اور سلاطین ہند کے ساتھ کبھی دست و گریباں اور کبھی دست بداماں رہی ، یہاں تک کہ سلیوکس نکٹیریا نے اپنی لڑکی بھی چندر گپت راجہ مگدھ کو دینے میں تامل نہیں کیا تو یہ امر بہ آسانی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ امتداد زمانہ اور باھمی میل جول اور تبادلۂ خیالات کی وجہ سے ہندوؤں اور یونانیوں میں بہت قوی تعلقات پیدا ہو گئے ہوں گے ۔ پس کیا عجب ہے کہ قدیم ہندوؤں کو خواہ سلیوکس نکٹیریا کی بیٹی کی وجہ سے دربار چندر گپت میں خواہ باھمی آمد و رفت کی وجہ سے خاص بیکٹریا میں یونانی ناٹک دیکھنے کا اتفاق ہوا ہو ۔

اس کے علاوہ ایک اور قوی وجہ اس خیال کی یہ بھی ہے کہ ہندوؤں میں ڈرامے کا نشو و نما آس زمانے میں ہوا جب کہ

مذہب بدھ کے داعی تمام اکناف عالم میں پھیل گئے تھے اور آن کی وجہ سے اقوام غیر سے ہندوؤں کے نہایت مضبوط تعلقات پیدا ہو گئے تھے ۔ اس کے علاوہ ان امور پر غور کرنے سے بھی یہی نتیجہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے : اولاً یہ کہ ڈرامے کا نشو و نما پہلے پہل درباران اونتی یعنی اوجین و مالوہ ھی میں ہوا جن کے تعلقات شاہان بیکٹریا کے ساتھ نہایت قوی تھے ؛ دوسرے زبان سنسکرت میں پردے کو "یون کا" یعنی منسوب بہ یون اور "یون" زبان سنسکرت میں یونانیوں کو کہتے ھیں، گو کہ بعد میں دوسری اقوام پر بھی اس کا اطلاق ہونے لگا ؛ تیسرا امر یہ ہے کہ مذہب ہندوؤں کے جذبات و خیالات پر اس قدر چھایا ہوا ہے کہ آن کا کوئی فعل ، کوئی حرکت ، کوئی علم ، کوئی فن ایسا نہیں جس پر مذہبی روغن نہ چڑھا ہوا ہو ۔ برخلاف اس کے ڈرامے کے ایسے بہت سے اقسام ھیں جن کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے ، اس سے بھی پایا جاتا ہے کہ اس فن کی اصلیت کسی اور ملک سے ہوگی ۔

یونانی و ہندو ڈرامے میں فرق

لیکن جہاں تک غور کیا جاتا ہے قدیم ہندوؤں نے اگر یونانی ڈرامے سے فائدہ آٹھایا تو صرف تماشے ھی دیکھ کر آٹھایا ۔ یہ فن بطور علم کے آن تک نہیں پہنچا کیوں کہ ان کے ناٹکوں میں ارسطو کے اتحاد ثلاثہ[1] یا دوگانہ تقسیم[2] یا یونانی کورس[3] یعنی ہم آہنگی کا

---

۱ - ارسطو کے نزدیک ناٹک کے لیے تین چیزوں کا ہونا ضوری ہے یعنی اتحاد زمانی و اتحاد مکانی و اتحاد عمل یعنی تمام ناٹک کا ایک ھی زمانہ اور ایک ھی مقام اور ایک ھی قصے پر مشتمل ہونا ۔

۲ - یونانیوں میں ڈرامے کی دو قسمیں ھیں ، ایک وہ جن کا خاتمہ کسی پر درد واقعے پر ہو اور دوسرے وہ جو بخیر و خوبی انجام کو پہنچیں اور آن کے نام (ٹریجڈی و کامیڈی) یعنی مرثیہ و بزمیہ ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵ پر)

پتا بھی نہیں ہے بلکہ ہندوؤں کے ذہن رسا اور فکر باریک نظر نے وہ وہ موشگافی فن ناٹک کی تدوین میں کی ہے جو کبھی یونانیوں کے خیال میں بھی نہ گزری ہوگی ۔ سچ یہ ہے کہ آن کی دقیقہ سنجی نے ابتدا ہی میں آس کو ایسے درجۂ کمال پر پہنچا دیا کہ وہ یورپ میں ہزار ڈیڑھ ہزار برس کی کوشش کے بعد نصیب ہوا ۔

یونانیوں نے جو اتحاد زمانی و مکانی کی قید لگائی تھی ، آس کی غایت اس سے زیادہ نہ تھی کہ آس ابتدائی زمانے میں مختلف مقامات کے سین دکھانا آن کی قدرت سے باہر تھا ۔ اسی طرح ٹریجڈی و کامیڈی کی تقسیم اگرچہ منطقی طور پر درست ہے لیکن ڈرامے کی اصل غرض کے منافی ہے جو اس سے زیادہ نہیں ہے کہ دیکھنے والوں کو لطف کا لطف آئے اور نصیحت کی نصیحت ہو اور یہ ظاہر ہے کہ ٹریجڈی میں وفور جذبات اندوہ و غم کی وجہ سے نصیحت تو ہوتی ہے مگر لطف بہت کم آتا ہے ۔ اسی طرح کورس یعنی ہم آہنگی کی آسی وقت تک ضرورت تھی جب تک کہ قصے کو خود اشخاص متعلقہ کے ذریعے سے سلجھانا نہ آتا تھا اور جب زور طبیعت نے یہ معما حل کر کے دوسرے راستے بتا دے تو پھر آس کی ضرورت نہ رہی ۔ پس گو یونانیوں کی جدت طرازی ''الفخر للمتقدمین'' کے لحاظ سے قابل شکر گزاری ہے لیکن ہندو ڈراما اسکائیلس اور سوفوکلیز اور 'یوری پیڈیز' کی زیادہ ممنون احسان نہیں ہے ۔ وہ برخلاف اس کے شکسپیر اور بن جان سن کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴ :

۳ - کورس سے مراد چند لوگوں کا آواز ملا کر گانا ہے اور اس سے یونانی یہ کام لیتے تھے کہ جو ذیلی واقعات قصے کے اہم واقعات میں جوڑ ملانے کے لیے ضروری ہوتے تھے، آن کا اظہار کورس کی زبانی کیا کرتے تھے ۔

ناٹکوں سے زیادہ ملتی جلتی ہے جن کی بنیاد اُس کے ڈیڑھ ہزار برس بعد پڑی ۔

ڈرامے کی قسمیں

ہندوؤں کی قدامت پرستی نے ڈرامے کی ایجاد ایک مُنی بھرت سے منسوب کی ہے لیکن بعض اس سے بھی اُونچے اُڑ کر کہتے ہیں کہ در اصل یہ فن خالق اکبر برھما نے ویدوں سے اخذ کر کے بھرت کو سکھایا تھا ؛ پس اس فن کی ابتدا دوسرے فنون کی طرح وید سے نہ ہوئی تھی لیکن ہندوؤں کے مذہبی طرز خیال نے کھینچ تان کر اس کا ماخذ بھی وید ہی کو قرار دیا ، خواہ اس فن کی ابتدا کسی طرح ہوئی ہو ۔

اس میں شک نہیں کہ باریک نظر ہندوؤں نے اس فن میں وہ وہ موشگافی کی ہے کہ آج تک حیرت میں ڈالتی ہے ۔ اُن کے منطقی دماغ نے شاعری کی دو قسمیں کی ہیں: ایک "درشیے یعنی "جو دیکھا جا سکے" اور دوسرے سروّے یعنی "جو سنا جا سکے" اور اس لیے ڈراما دوسری قسم میں داخل ہے ۔ خود فن ڈراما کو 'روپک' کے اسم کُلّی سے زینت دی گئی ہے جو ایک ادنیٰ قسم 'اُپ روپک' پر بھی حاوی ہے ۔

سب سے پہلے 'روپک' کی تین قسمیں نکلیں: 'ناٹیہ' 'نرتیہ' 'ونرت' اور یہ تماشے دیوتاؤں کے سامنے گندھرب[1] اور اپسرس[2] کیا کرتے[3] تھے لیکن شیو نے بعد میں دو قسمیں 'تانڈو' اور 'لاسیہ' کے نام سے اور بڑھائیں ۔ ان پانچوں قسموں میں سے صرف ناٹیہ ہی پر اصلی ڈرامے کی تعریف صادق آ سکتی ہے کیوں کہ اُس میں مکالمے کے

---

۱ - آسمانی گویے -
۲ - آسمانی پریاں -
۳ - اندر سبھا کی اصلیت یہی ہے -

ساتھ بتانا بھی داخل ہے ، باقی 'نرتئے' نام ہے بتانے کا بلا زبان ہلانے کے اور 'نرت' کا اطلاق صرف ناچنے پر ہوتا ہے اور 'تانڈو' اور 'لاسئے' بھی ناچنے کی قسمیں ہیں ۔

روپک کی قسمیں

'روپک' کی دس قسمیں ہوتی ہیں جن میں 'ناٹک' سب سے پہلی قسم ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ڈرامے کا سب سے مکمل اور اعلیٰ نمونہ ہے ۔ 'ناٹک' میں ضرور ہے کہ جو قصہ بیان کیا جائے وہ یا تو دیوبانی سے تعلق رکھتا ہو یا تاریخ سے یا کچھ فرضی اور کچھ تاریخی ہو اور قصے کا موضوع یا تو کوئی اولوالعزم بادشاہ ہو یا دیوتا یا اوتار اور ایک ہی 'رس' یعنی جذبہ مثلاً عشق یا جرأت و ہمت وغیرہ سے سروکار رکھتا ہو ؛ قصہ بھی سیدھا سادہ ہو اور اس سے واقعات اسی طرح بے تکلفی سے پیدا ہوتے ہوں جیسے بیج سے درخت ؛ قصے کا زمانہ بھی چند دن یا زیادہ سے زیادہ ایک سال سے متجاوز نہ ہونا چاہیے اور طرز ادا بھی مرغوب ہو ؛ اس میں بہ ہیئت مجموعی پانچ ایکٹ سے کم اور دس ایکٹ سے زیادہ نہیں ہو سکتے ۔ 'ناٹک' کی مثالیں 'شکنتلا' و 'مدرا راکشش' و 'وینی سنبھار' وغیرہ ہیں ۔

'روپک' کی دوسری قسم 'پرکرن' ہے ۔ یہ بالکل 'ناٹک' کے مشابہ ہے مگر اس کے مضامین اس قدر اعلیٰ نہیں ہوتے ؛ قصہ محض فرضی ہونا چاہیے اور مضمون عشق اور موضوع خواہ کوئی امیر ہو یا برہمن یا سوداگر اور ہیروان خواہ کوئی خاندانی لڑکی ہو یا 'ویشیا' (بیسوا) ۔

تیسری قسم 'بھانہ' ہے ۔ اس میں صرف ایک ایکٹ میں کسی ایک شخص کے ذریعے سے مختلف قسم کے واقعات خواہ آپ بیتے ہوں یا جگ بیتے ، بیان کیے جاتے ہیں ۔

چوتھی قسم 'ویایوگ' ہے جس میں صرف کسی جنگی معرکے کا بیان کیا جاتا ہے اور عورتوں کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔

پانچویں قسم 'سموکار' میں تین ایکٹوں میں کوئی دیوتاؤں کا قصہ بیان کیا جاتا ہے۔

چھٹی قسم 'ڈیم' کی بھی یہی کیفیت ہے مگر ضرور ہے کہ مضمون زیادہ ڈراؤنا یا عبرت انگیز ہو۔

ساتویں قسم 'اہام رگ' ہے؛ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ایک ایکٹ پر محدود ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ 'ناٹک' کی تمہید یا اختتام پر مشتمل ہے مگر ضرور ہے کہ درد انگیز ہو۔

نویں قسم 'وٹھی' ہے اور یہ تیسری قسم 'بہانہ' سے مشابہ ہے لیکن اس میں دو ایکٹ ہو سکتے ہیں اور گفتگو ظرافت اور ابہام سے مالا مال ہونی چاہیے۔

دسویں قسم 'پرھسن' ہے جو بطور تمسخر یا ہجو کے ہوتی ہے۔

آپ روپک کی قسمیں

یہ تو دس قسمیں 'روپک' کی ہوئیں، برخلاف اُس کے 'آپ روپک' کی اٹھارہ قسمیں ہوتی ہیں۔

پہلی قسم 'ناٹکا' ہے جس کی دو قسمیں ہیں جن میں ایک 'ناٹک' کے مشابہ ہوتی ہے، دوسری 'پرکرن' کے اور فرق صرف اتنا ہے کہ 'ناٹکا' صرف چار ایکٹوں پر محدود ہے۔

دوسری قسم 'ترویک' ہے جس میں پانچ ایکٹ سے لے کر نو ایکٹ تک ہو سکتے ہیں اور اُس کا قصہ کچھ انسانوں اور کچھ دیوتاؤں سے متعلق ہوتا ہے؛ وکرم اُروسی جس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے اسی قسم میں داخل ہے۔

تیسری قسم کا نام 'گشتہی' ہے جو صرف ایک ایکٹ پر محدود ہوتی ہے مگر آس میں دس بارہ مرد اور پانچ چھ عورتیں شریک ہو سکتی ہیں اور مضمون عاشقانہ ہوتا ہے۔

چوتھی قسم 'سٹک' میں کوئی حیرت انگیز قصہ بیان کیا جاتا ہے مگر اس کی زبان پوری طور پر پراکرت ہونی چاہیے۔

پانچویں قسم 'ناٹئے راشک' میں سوائے گانے، ناچنے اور عشق بازی اور عیش پرستی کے کچھ نہیں ہوتا۔

اور چھٹی قسم 'پرستھان' کی بھی وہی حالت ہے جو پانچویں قسم کی لیکن اشخاص ناٹک نہایت ہی ادنیٰ درجے کے ہوتے ہیں یہاں تک کہ ہیرو اور ہیروان لونڈی غلام ہوتے ہیں اور ان کے معین و مددگار ذات سے خارج لوگ۔

اور ساتویں قسم 'الاپئے' ایک ایکٹ میں ہوتی ہے اور اس کا مضمون دیوبانی سے متعلق ہوتا ہے اور اس میں عشق و محبت و عیش و عشرت و درد و کلفت کے جذبات دکھائے جاتے ہیں۔

آٹھویں قسم 'کاویا' میں ایک ایکٹ میں شاعرانہ تخیّلات اور سریلے گیتوں کا سما دکھایا جاتا ہے۔

اور نویں قسم 'پرنکھان' میں جنگ و جدل کی تصویر ایک ایکٹ میں آتاری جاتی ہے۔

دسویں قسم 'راسک' پانچ ایکٹ میں ہوتی ہے جن میں کوئی ظرافت آمیز قصہ جس کا ہیرو عالی خاندان مگر عقل کا پورا لیکن ہیروان عقل و ہوش سے مزیّن ہو، بیان کیا جاتا ہے۔

گیارھویں قسم 'سنلاپک' ہے آس کا ہیرو کوئی مرتد ہوتا ہے اور آس میں مذہبی مناظروں اور دغا و فریب اور جنگ و جدل کا لطف دکھایا جاتا ہے۔

بارھویں قسم 'سری گدت' ہے جس میں قسمت کی دیوی 'سری' کو پیش کیا جاتا ہے یا ہیروان آس کی نقل آتارتی ہے ، اس کا کچھ حصّہ پڑھا اور کچھ گایا جاتا ہے ۔

تیرھویں قسم 'سلپک' ہے جو چار ایکٹ میں ھوتی ہے اور جس کا سین مرگھٹ میں رکھا جاتا ہے اور جادو اور طلسمات کے کرشمے دکھائے جاتے ھیں ۔

چودھویں قسم 'ولاسکا' ایک ایکٹ میں ھوتی ہے جس کا مضمون عاشقانہ بطرز استہزا ھوتا ہے ۔

پندرھویں قسم 'درملیکا' چار ایکٹ میں ھوتی ہے جس میں ھیرو اور آس کے یار دوست ھنسی مذاق کرتے ھیں ۔

سولھویں قسم 'پرکرنی کا' ہے مگر یہ در اصل 'ناٹکا' کی ایک قسم ہے ۔

سترھویں قسم 'ھلّس' ، صرف گانے بجانے کے جلسے کا نام ہے اور اس میں ایک مرد اور آٹھ دس عورتیں شریک ھوا کرتی ھیں ۔

اٹھارھویں قسم 'بھانے کا' میں رشک و حسد اور طعن و تشنیع کو ھنسی دل لگی کے پیرایے میں دکھایا جاتا ہے ۔

اگرچہ ھندوؤں کی نازک خیالی نے 'آپ روپک' کی اتنی قسمیں تھوڑے تھوڑے فرق سے بنا دی ھیں لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف دو ھی قسمیں قرار پاتی ھیں یعنی اعلیٰ یا ادنیٰ جو صرف مضامین کی رفعت یا پستی یا متانت یا ظرافت یا ترتیب کی خوش اسلوبی یا خرابی کے لحاظ سے متمیز ھیں مگر اس تفصیل سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ کسی زمانے میں ھندوؤں میں کہاں تک ڈرامے کا رواج ھوگا ۔

ترتیب مضامین ڈراما

اگر ڈرامے پر ترتیب مضامین کے اعتبار سے نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ایک نظم بطور مناجات کے ہوتی ہے جس میں حاضرین جلسہ کے لیے دعا کی جاتی ہے ، اس مناجات کا 'نااندی' ہے اور عموماً 'ستردھار' (مینجر) یا کوئی دوسرا ایکٹر اس کو پڑھا کرتا ہے ۔

'نااندی' کے بعد مصنف ڈراما کا ذکر کسی قدر تعریف کے پیرایے میں کیا جاتا ہے، اس کا نام 'پرستاونا' ہے اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں ، 'پروچنا' اور 'آموکہ' ۔

اور پھر 'آموکہ' کی بھی تین قسمیں ہیں جن کی تصریح کی کوئی ضرورت نہیں ہے ؛ تمہید کے بعد اصل قصہ شروع ہوتا ہے اور موجودہ ناٹکوں کی طرح سین کے بعد سین اور ایکٹ کے بعد ایکٹ دکھایا جاتا ہے ۔

ایک ہی ایکٹ کے مختلف سینوں میں وقفہ دینا جایز نہیں ہے اور اس لیے دو تدبیریں اختیار کی گئی ہیں یعنی ایک شخص بطور شارح کے قایم کیا گیا ہے اور دوسرا بطور پیش کرنے والے کے ۔

شارح کا نام 'وشکم بھک' ہے اور پیش کرنے والے کو 'پرویسک' کہتے ہیں : ان لوگوں کا گویا عملاً یہ کام ہے کہ جب کوئی وقفہ ہو تو ناظرین کے سامنے آ کر اس کی وجہ ظاہر کر دیں اور ان کا دل بہلاتے رہیں ۔

'پرویسک' کا کام تو صرف اتنا ہے کہ جب کوئی سین ختم ہو تو اس کا اعلان کر دے اور یہ بتا دے کہ اس کے بعد کون آئیگا مگر 'وشکم بھک' کے فرایض زیادہ اہم ہیں ؛ وہ نہ صرف قصے کے مختلف حصوں میں جوڑ ملاتا ہے بلکہ اپنی

ظرافت و خوش طبعی سے سامعین کا دل بھی بہلایا کرتا ہے ۔

ایکٹوں کو 'انک' کہتے ہیں اور پہلے ایکٹ کا نام 'انک مکہ' ہے جس میں کنایۃً ناٹک کی اصلی غایت بتا دی جاتی ہے ، بعد کے جس قدر ایکٹ ہیں وہ قصے کی تکمیل کے لیے ہیں ۔ ہندو ڈرامے میں ایک ایکٹ سے لےکر دس ایکٹ تک ہو سکتے ہیں اور جس طور پر کہ دعا سے شروع ہوتی ہے ، اسی طرح دعا ہی پر ختم بھی ہوتی ہے جس کو اصطلاح میں 'بھرت کاوئے' لکھتے ہیں ۔

اقسام مضامین ڈراما

اب اگر مضمون کے اعتبار سے دیکھا جائے تو ڈرامے کے تین حصے ہو سکتے ہیں: (۱) 'وستو' یعنی مادہ یا پلاٹ (۲) 'نیتو' یعنی ہیرو اور (۳) 'رس' یعنی جذبہ ۔ 'دستو' کی در اصل دو قسمیں ہیں، ایک 'ادھی کارک' یعنی اصلی، دوسری 'پرسنگک' یعنی فروعی؛ 'ادھی کارک' تو وہ ہے جو سوائے ہیرو اور ہیروان کے دوسرے اشخاص سے متعلق ہو مگر اس سے بھی قصے کی توسیع ہوتی ہو ۔

'پرسنگک' کی بھی دو قسمیں ہیں،ایک 'پتاکا' دوسری 'پرکری'، 'پتاکا' یعنی ٹنڈی اس واقعے کو کہتے ہیں جس سے قصے کی توضیح یا توسیع ہو یا اس میں کھنڈت پڑے اور 'پرکری' ایک ایسا واقعہ ہے جس میں اصل اشخاص ڈرامے کا کوئی حصہ نہ ہو ۔ اس کے علاوہ تین اور اجزا بھی ہیں جو قصے کے چڑھاؤ آتار کے لیے ضروری ہیں یعنی (۱) 'بیج' (۲) 'بندو' یا قطرہ (۳) 'کارئے' یا انجام۔ 'بیج' در اصل قصے کی بنیاد ہوتا ہے اور اسی سے ساری شاخیں پھوٹتی ہیں ۔

'بندو' کا یہ کام ہے کہ سلسلۂ بیان کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے

قصے میں جو خرابی پڑتی ہے ، اُس کو کسی غیر متعلق واقعے کا ذکر کر کے رفع کیا جائے اور 'کارئے' گویا قصے کا نتیجہ ہے جس کے حصول کے بعد وہ اختتام پذیر ہوتا ہے ۔ ان تین قسموں کا اصطلاحی نام 'ارتھ پرکرتے' ہے ۔

حصول مقصد کے لیے پانچ منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں جن کا نام 'اوستھا' اور اُن کی تفصیل اس طرح پر ہے: (۱) 'آرمبھہ' یعنی ابتدا (۲) 'تین' یعنی ترق (۳) 'پرلیاشا' یعنی امید کامیابی (۴) 'نئے تاسی' یعنی مزاحمتوں کے رفع ہونے کے بعد کامیابی کا متیقن ہونا اور (۵) 'پھلاگم' یعنی حصول مرام ۔

یہ تو گویا ناٹک کے اصل اجزا ہوئے ۔ اب بعض ایسی کڑیاں بھی ہونی چاہئیں جو اجزاء اصلی کو فروعی سے چسپاں کریں اور وہ بھی 'ارتھ پرکرتیوں' کے طور پر پانچ ہیں اور 'سندھی' کہلاتی ہیں : پہلی قسم کا نام 'مکھ' ہے جو بیج کو 'ارمبھہ' یعنی ابتدا سے ملاتی ہے مثلاً 'وکرم اُروسی' میں پریوں کے 'کوبیر' کے دربار سے آتے ہوئے 'کیشی' کا 'اُروسی' کو اُڑا لے جانا اور راجہ پروراوس کا اُس کو چھڑانا ؛ 'پرتی مکھ' کا تعلق 'تین' یعنی ترق سے ہے کیوں کہ اس کے ذریعے سے 'بیج' میں کوپل پھوٹتی ہے مثلاً 'وکرم اُروسی' میں اُروسی کا راجہ سے آ کر خانہ باغ میں ملنا اور پوری بات چیت بھی نہ ہو سکنا کہ اندر کی خدمت میں حاضر ہونے پر مجبور ہونا ؛ تیسری قسم 'گربھ' ہے، اُس میں ایسے واقعات کو جمع کرتے ہیں کہ ظاہر میں اُن سے رکاوٹ پڑتی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر در اصل وہ مؤیّد حصول مرام ہوتے ہیں مثلاً 'وکرم اُروسی' میں اُروسی کا اندر کی محفل میں بھولے سے پرشوتم کے بجائے پروراوس کا نام لینا اور بھرت کا ناراض ہو کر بد دعا دینا ؛ 'اومرش' چوتھی قسم کا نام ہے اور اُس کے ذریعے سے کسی ایسے واقعہ کا اظہار کرتے ہیں جو خلاف توقع ہو

اور جس سے بظاہر روداد ھی بالکل بدل جائے مثلاً 'وکرم آروسی' میں آروسی کا بیل بن جانا ؛ آخری قسم کا نام 'نروھن' ہے جس میں تمام اجزا مل کر ایک نتیجۂ مقصود پیدا کرتے ھیں ۔

ھندوؤں کی موشگافی نے ان میں سے ھر ایک قسم کی بہت سی ذیلی تقسیمیں کی ھیں جن کا کلی نام 'انگ' یعنی اعضا ہے اور وہ اس کثرت سے ھیں کہ بقول مسٹر ولسن آن کی توضیح قدیم ھندوؤں کو چھوڑ کر سب کے لیے صبر آزما ھوگی ۔ مختصر یہ ہے کہ وہ فروعات ایسے واقعات سے متعلق ھیں جو ھر ڈرامے میں کثرت سے پائے جاتے ھیں اور جن کے حدود کا معین کرنا سخت دشوار ہے ۔

قدیم ھندوؤں نے اس قسم کی چونسٹھ قسمیں قرار دی ھیں جن میں سے بارہ قسمیں 'مکھ' کی ھیں جو 'مکھ انگ' کہلاتی ھیں اور بارہ دوسری قسم کی ھیں جو 'پرتی مکھ انگ' کہی جاتی ھیں ؛ اس طرح تیرہ تیرہ تیسری اور چوتھی قسموں کی ھیں اور چودہ پانچویں قسم کی جو علے الترتیب 'گربھ انگ'، اور 'اومرش انگ'، اور 'نروھن انگ' کہلاتی ھیں ۔

غالباً ھر ایک کی صرف ایک ایک مثال دینا کافی ھوگا ۔

'بکتی مکھ'، انگ کی ایک قسم ہے جو اصلی مقصد کو نتیجے سے ملانے کا نام ہے مثلاً پروراوس کا آروسی کو کیشی کی قید سے چھڑانا کیوں کہ اس سے غرض یہی تھی کہ پروراوس آس پر عاشق اور بالآخر وصال دائمی سے ھم آغوش ھو ۔

'پری سرپ'، ایک قسم 'پرتی مکھ' انگ کی ہے اور آس کے ذریعے سے واقعات کے ترقی پذیر ھونے کا اظہار کیا جاتا ہے مثلاً دوسرے ایکٹ میں از خود آروسی کا پروراوس سے ملنے کے لیے آنا اور نامۂ شوق کے ذریعے سے اظہار عشق کرنا ۔

'ابھوتا ھرن'، 'گربہ انگ'، کی ایک قسم ہے اور اس کے ذریعے سے کسی ایسے ماجرے کا بیان کیا جاتا ہے جس سے دوسرے غلط فہمی میں پڑیں مثلاً کوئی اطلاع دے کہ رستم مر گیا اور بعد کو معلوم ہو کہ اس نام کا کوئی آدمی نہیں مرا بلکہ گھوڑا مرا ہے -

'اومرش انگ'، کی ایک قسم 'دیوتی'، ہے جس میں جنگ کا پیام دیا جاتا ہے مثلاً رستم کا سہراب کو لڑنے کا پیام دینا -

پانچویں قسم 'نروھن انگ' سے ایک قسم 'گرھن'، ہے یعنی کسی خاص امر کا ابتدا سے آخر تک ذھن نشین رکھنا مثلاً 'وکرم آروسی' میں وصال عاشق و معشوق - اس کے علاوہ پورے قصے کے بیان کرنے کے لیے بعض امور کا اشارہ و کنایہ سے بتانا بھی ضرور ھوتا ہے -

اور اس کی بھی پانچ قسمیں ھیں : پہلی قسم کا نام 'رشکھمبھہ' ہے جس کے معنے جکڑنے کے ھیں ، یہ بطور قطع کلام کے ھوتا ہے جس میں اشخاص غیر کی زبانی بعض ایسے امور چند الفاظ میں بیان کیے جاتے ھیں جن سے گزشتہ و آیندہ واقعات میں ایک قسم کا تعلق قائم ھو جائے مثلاً 'وکرم آروسی' میں تیسرے ایکٹ کی ابتدا میں گالو اور پیلو کی گفتگو -

اس کی بھی دو قسمیں ھیں ایک 'شدہ' یعنی پاک جب کہ وہ اشخاص جن کو پیش کیا جائے اعلیٰ قوم کے ھوں -

اور دوسرے 'مسر' یا مخلوط جب کہ بعض اعلیٰ قوم اور بعض ادنیٰ قوم کے ھوں مثلاً 'وکرم آروسی' میں بھرت کے شاگردوں میں سے ایک اعلیٰ قوم کا ہے اور ایک ادنیٰ قوم کا -

دوسری قسم کا نام 'چولیکا' ہے اس میں پردوں کے پیچھے سے

کسی خاص واقعے کی طرف اشارہ کیا کرتے ہیں ۔

تیسری قسم کا نام 'انکاسئر' ہے جس میں ایک ایکٹ کے ختم ہونے پر دوسرے ایکٹ کے مضمون کا اشارہ کرتے ہیں تا کہ دونوں میں ایک قسم کا تعلق معلوم ہونے لگے ۔

چوتھی قسم 'انکاوتار' ہے جس کے ذریعے سے اگلے ایکٹ کی تحریک پچھلے ایکٹ کے اختتام سے پہلے ہی کنایۃً و اشارۃً کر دیتے ہیں ۔

اور پانچویں قسم کو 'پرویشک' کہتے ہیں جس کو کسی دو ایکٹوں کے مابین لا کر ادنیٰ درجے کے اشخاص کے ذریعے سے 'وشکھمبھہ' کی طرح کسی موجودہ یا آیندہ واقعے کا ذکر کرتے ہیں تا کہ قصے کے مختلف حصوں میں جوڑ مل جائے ۔

علاوہ ان اقسام کے ایک اور قسم بھی ہے جس کا نام 'اکاس بھاشہ' یعنی ندائے غیب ہے ، اُس کی مثال 'وکرم اُروسی' کے چوتھے ایکٹ میں موجود ہے جہاں 'پروراوس' سنگ مینا (جوہر وصال) دیکھ کر لینے میں تامل کرتا ہے مگر ندائے غیب اُس کو ہدایت کرتی ہے ۔

ہیرو

ڈرامے کے مضامین کی تقسیم سے فارغ ہو کر اب تھوڑی دیر کے لیے کیرکٹروں یعنی اشخاص ڈراما کی طرف توجہ کی جاتی ہے ۔

اشخاص ڈراما میں سب سے بڑا درجہ ہیرو یعنی موضوع قصے کا ہے جس کا نام سنسکرت میں 'نیتا' یا 'نائک' ہے ۔ چونکہ ہندو ڈرامے کے بہت سے اقسام ہیں اس لیے ہیرو تقریباً ہر طبقے اور ہر درجے کے اشخاص سے ہو سکتا ہے ؛ ممکن ہے کہ دیوتا ہو یا اوتار یا بنی نوع انسان کے اعلیٰ طبقے میں سے اور آخر شکل میں خواہ اُس کو تاریخ سے لیا جائے یا روایات مذہبی سے یا کسی قدیم

قصے سے چونکہ هندو ڈرامے کا دارومدار عشق پر ہے اس لیے 'نائک' یا هیرو میں ایسے صفات کا ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے جو جذبات عشق کے محسوس یا پیدا کرنے کے لیے ضروری هیں اور اس لیے شرم و حیا ، اخلاق ، حسن و جوانی ، مروت ، فیاضی ، بہادری ، فصاحت اور عالی خاندانی اُس کے جوهر سمجھے جاتے هیں ۔

اعتبارات فنّی کے لحاظ سے نائک یعنی هیرو چار طرح کے هوتے هیں : (۱) 'للت' یعنی خوش طبع ، بے پروا اور خلیق ۔ (۲) 'شانت' حلیم اور نیک مزاج (۳) 'دهیرودات' یعنی باهمت و مستقل مزاج اور (۴) 'یودات' پر جوش و حوصلہ مند ۔

ان چار اقسام کی پھر تقسیم در تقسیم هوتی چلی گئی ہے ، یہاں تک کہ هیرو کی ۴۸ قسمیں قرار پائی هیں اور اس اعتبار سے ممکن ہے کہ نائک انسان هو یا اوتار یا دیوتا ؛ ان اقسام کی تعداد بالآخر ایک سو پینتالیس تک ترقی کر جاتی ہے ۔ ان تمام اقسام کا بیان کرنا ناظرین کی پریشانی کا موجب هوگا اور اس لیے هم صرف تیسری قسم 'دهیرودات' کا جس کے تحت میں 'وکرم اُروسی' کا هیرو پروراوس آتا ہے، کسی قدر ذکر کرتے هیں ۔

اس قسم کے هیرو بھی چار قسم کے هو سکتے هیں ، یعنی ممکن ہے کہ وہ 'دکشن' هو گو اُس کا تعلق ایک هی عورت سے هو مگر دل بہتسی عورتوں پر مائل هو ، یا ممکن ہے کہ وہ 'شٹ' یعنی چالاک هو ، یعنی گو اُس کا تعلق ایک هی عورت سے هو مگر خفیہ طور پر ایسے افعال کا مرتکب هوتا هو جو اُس کی معشوقہ کو بالطبع ناگوار هوں، یا ممکن ہے کہ 'دهرشٹ' یعنی جری هو، جس کا مطلب یہ ہے کہ علانیہ دوسری عورتوں سے تعلقات رکھتا هو اور باوجود ملامت کے شرمندہ نہ هو ، یا ممکن ہے کہ وہ 'انو کول' یعنی مقبول هو ، جس سے یہ مراد ہے کہ صرف ایک هی عورت سے تعلق رکھتا هو ۔ 'دهیرودات' کے لیے آٹھ صفات مردانہ

لازم ھیں : (۱) حسن ، (۲) عیش پرستی ، (۳) خوش طبعی ، (۴) سلامت روی ، (۵) شجاعت ، (۶) روشن دماغی ، (۷) فصاحت ، (۸) فیاضی -

ھیرو کے مددگار

ھیرو کے خدم و حشم میں سب سے بڑا درجہ 'پٹھ مرد' کا ھوتا ھے جس پر کسی درمیانی قصے کا دارومدار ھو ، آس کے لیے ضرور ھے کہ وہ زبان کا طرّار اور اپنے آقا کا وفادار ھو اور دوسرے صفات میں کسی قدر اس سے کم ھو -

'پٹھ مرد' کے بعد 'ودوشک' کا درجہ ھے جو ھیرو کا ھمدم و دم ساز ھوتا ھے - اپنی واقعی یا مصنوعی سادگی اور ظرافت سے آس کا دل بھلاتا اور خوش تدبیری سے معاملات عشق میں مدد دیتا ھے -

'ودوشک' کے برابر ھی درجے کا 'ویٹ' یعنی ندیم خاص ھوتا ھے اور آس کے لیے ضرور ھے کہ وہ فنون موسیقی و شعر اور گانے میں مہارت تامہ رکھتا ھو اور موقع پر قرم ساق کا کام بھی انجام دے سکتا ھو - ان کے علاوہ امراء و وزرا و پروھت ورشی و خدمت گار و خواجہ سرا اور آفاقی (یون) بھی ڈرامے میں حصہ لے سکتے ھیں - بعض اوقات ایک شخص بطور ھیرو کے رقیب کے بھی پیش کیا جاتا ھے آس کا نام 'پرتی نائک جو' ھوتا ھے اور آس کے لیے ضرور ھے کہ وہ جری مگر حریص اور حوصلہ مند مگر بد روّیہ ھو - اس کی مثال ایسی ھے جیسے رام کے مقابلے میں راون -

ھیروئن

جیسی باریک نظری سے ھندو مصنفین نے ھیرو کے اقسام قرار

دینےمیںکام لیا ہے ویسی ہی موشگافی ہیروئن یعنی 'نائکہ'[1] کے حق میں بھی صرف کی ہے ۔

ہیروئن ممکن ہے کہ دیبی ہو یا آسمانی پری یا کسی اوتار کی بی‌بی یا کسی رشی کی زوجہ یا خودگوپی ہو یا فرضی قصوں میں جن کا کوئی جزو مذہب یا تاریخ سے نہ لیا گیا ہو، شہزادی یا شاہد بازاری ہو سکتی ہے ، یا محض عشق و بوالہوسی کے فسانوں میں حرم کی کسی عورت کو بھی ہیروئن بنایا جا سکتا ہے ۔

پہلی قسم کی ہیروئنیں تو شاعری یا تخیّلات مذہبی کی ایجاد ہیں اور باقی اقسام معاصرین کی تصویریں ہیں ۔

ہیروئن تین قسم کی ہوتی ہیں :- (۱) روّیا ، (۲) پرکیّا ، (۳) سامانیا ۔

'روّیا' ، خود ہیرو کی بی‌بی کو کہتے ہیں ، جیسے رام کی زوجہ سیتا اور 'پرکیّا' ، دوسرے شخص کی بی‌بی یا بیٹی اور سامانیا وہ عورت جس کا کوئی والی وارث نہ ہو ۔ اگرچہ 'پرکیّا' کا دوسرے شخص سے تعلق زوجیت رکھنا ممکن ہے لیکن یہ امر ہندو ڈرامے کے لیے باعث فخر ہے کہ بیاہی عورتوں کے بھکانے اور ورغلانے کی داستانوں کو برخلاف یورپ کے خاص طور پر ڈرامے سے خارج کیا گیا ہے ۔ ان میں سے ہر قسم کی ہیروئن ممکن ہے کہ تینوں قسموں میں سے ایک قسم کی ہو، یعنی‌خواہ 'مگدھا' یعنی نوخیز ہو، خواہ'پراودھا'یعنی شباب میں ڈوبی‌ہوئی ہو، یا 'پرگلبھا'یعنی پختہ‌کار ہو۔ ان میں سے بھی ہر ایک قسم کی بہت سی ذیلی قسمیں ہیں جن کی تصریح داخل تضیع اوقات ہوگی ۔ خاص خاص حالتوں کے

---

[1] - ہماری زبان میں نائکہ کے معنے کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں
ع ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا (مترجم) (یعنی نوجوان طوائف کی نگران کو نائکہ کہتے ہیں - مرتب)

اعتبار سے نائکہ کی آٹھ قسمیں قرار دی گئی ہیں :

(۱) 'سوادھین ٹپیکا' - یعنی جو اپنے شوہر کی وفادار ہو -

(۲) 'وسکا سجّا' - یعنی جو اپنے عاشق کے انتظار میں زیور و لباس سے آراستہ رہتی ہو -

(۳) 'دروھت کنتھیٹا' - یعنی جو اپنے عاشق کے ھجر سے ملول و محزون ہو -

(۴) 'کھنڈتیا' - جس کو عاشق کی بے وفائی کا حال معلوم ہونے سے سخت صدمہ ہو -

(۵) 'کلہان ترتیا' - جو حقیقی یا فرضی تغافل کے خیال سے غصّے میں یا ملول ہو -

(۶) 'بپرلبدھا' - جس کو مطلوب کا وعدہ وفا نہ کرنے سے مایوسی ہو -

(۷) 'پروشٹ بھرتریکا' - وہ ہے جس کا شوہر یا عاشق پردیس میں ہو -

(۸) 'ابھی ساریکا' - وہ عورت ہے جو پیش قدمی کر کے خود عاشق سے ملنے جائے یا اُس کو بلائے -

هیروئن کی تزئین

یہ تو هیروئن کے اقسام ہوئے، اب یہ دیکھنا چاهیے کہ عروس ڈراما کو سجانے کے لیے کیسے کیسے زیور و جواهر ایجاد کیے گئے ہیں -

اُستادانِ فن کے بموجب اُن کی قسمیں بیس ہیں - جن کا کلّی نام 'النکار' یعنی زیور ہے - اُن میں سے بہت سی تو بدیہی ہیں مثلاً حسن و جوانی یا خوش مزاجی یا وفاداری وغیرہ، لیکن بعض ایسی

هیں جو گویا ہندو ڈرامے سے مخصوص ہیں اور اس لیے غالباً اُن کی توضیح مناسب ہوگی ۔

'بھاؤ' جذبۂ فطری کے خفیف سے اظہار اور 'ھاؤ' قوی تر اظہار کو کہتے ہیں۔ مثلاً چہرے کا رنگ متغیر ہو جانا اور 'ھیلا' ہمہ تن اظہار ہونے کو کہتے ہیں ۔

ان کے بعد 'لیلا' کا درجہ ہے جو عاشق کی طرز و روش یا گفتگو یا لباس کی، خود اُس کی یا اپنی سہیلیوں کی دل لگی کے لیے، نقل اُتارنے کا نام ہے ۔

'ولاس' عیش طلبی کو کہتے ہیں اور 'وچھ چھٹی' تردد و افکار کی وجہ سے لباس اور زیور کی طرف سے بے پروائی کا نام ہے ۔

'وبھرم' کے یہ معنی ہیں کہ پریشان حالی یا عجلت کی وجہ سے سامان زیبائش کو غلط طور پر استعمال کیا جائے ، مثلاً کان کی بالی غلطی سے ناک میں پہن لی جائے یا گلے کا زیور پاؤں میں ۔

'کلنچتا' مخالف جذبات کی کشمکش کا نام ہے ، مثلاً خوشی و غم و غصہ و ندامت ۔

'کٹائیتا' کے معنی عاشق کے جواب میں خاموشی کو اپنے عشق کے اظہار کا ذریعہ بنانا ہیں ۔

'کٹ مست' محض بناوٹ کے طور پر عاشق کے اظہار محبت سے گریز کرنا ہے ۔

'وکرت' جذبات دلی کا شرم و حیا کی وجہ سے پوشیدہ کرنا اور

'للت' غرور حسن اور لذّت وصال کے حاصل ہونے کا نام ہے جس کا نتیجہ عمدہ لباس اور چہرے کی بشاشت ہے ۔

ہیروئن کے مددگار

ہیروان کی اعانت کے لیے کسی ایک نہ ایک محرم راز کا

ہونا ضرور ہے لیکن اگر وہ معمولی درجے کی ہوتی ہے تو یہ خدمت سوتیلی بہن یا کسی سکھی کے سپرد کی جاتی ہے اور اگر وہ رانی ہوتی ہے تو یہ کام عموماً کسی چھوکری سے لیا جاتا ہے ؛ ان کے علاوہ مہریاں اور گوپیاں وغیرہ بھی حسب موقع و ضرورت اسٹیج پر لائی جا سکتی ہیں ۔

ڈرامے کی علت غائی

ڈرامے کی ظاہری ترتیب و تزیین پر غور کرنے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس امر پر توجہ کی جائے کہ آس کی غرض و غایت کیا ہے ، لیکن اس کے لیے کچھ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ مولانا روم ہمارے لیے پہلے ہی یہ عقدہ حل فرما چکے ہیں :—

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

یعنی دل بہلانے کے پیرائے میں نتیجہ خیز سبق پڑھانا اور یہ غرض بجز اس کے حاصل نہیں ہو سکتی کہ کلام کے ذریعے سے ایک خاص اثر ناظرین کے قلب پر پیدا کیا جائے ، اس اثر کا نام ہندوؤں میں 'رس' ہے ۔

رس کی تعریف

'رس' کے معنے ذائقے یا مزے کے ہیں مگر آس کا اصلی ترجمہ ایک لفظ میں جذبہ ہے اور آس میں ہندوؤں کے خیال کے بموجب نہ صرف وہ خاص اثر داخل ہے جو سامعین یا ناظرین کے دل پر پیدا ہوتا ہے بلکہ کسی شے میں جو اس اثر خاص کے پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے وہ آس پر بھی حاوی ہے ۔ لیکن عرف عام میں اس لفظ کا استعمال علت کے لیے نہیں ہوتا جتنا کہ معلول یعنی اثر کے لیے ہوتا ہے ۔ اس اثر کے پیدا کرنے کا ذریعہ 'بھاؤ'

ہے، جس سے یہ مراد ہے کہ کسی شے کو دیکھنے سے کوئی خاص جذبۂ انسانی، خواہ‌خوشی‌سے متعلق ہو یا رنج سے، انسان کے دل پر مسلط ہو جائے گا ۔ گویا کہ 'انوبھاؤ' بھاؤ کے شواھد کا نام ہے ۔

برخلاف اس کے 'وے بھاؤ' موجبات ، یعنی اُن ابتدائی وجوہ تحریک کو کہتے ھیں جن سے اصلی جذبہ زور پکڑتا ہے ۔ اس کی دو قسمیں ھیں 'المبان' اور 'ادّی بان' : 'المبان' تو گویا اُس جذبے کی جڑ یا بنیاد ہے، یعنی اُس شخص یا شے کو کہتے ھیں جس کے متعلق جذبے کا ظہور ہو ، مثلاً ھیرو یا ھیروئن اور 'ادّی بان' اس شے کو کہتے ھیں جو اس جذبے کی ترقی میں ممّد و معاون ھو مثلاً چاندنی رات یا فضائے موسم بہار عشق کی ترقی کے لیے ۔

بھاؤ و انو بھاؤ

'بھاؤ' کیفیت قلبی کا نام ہے اور 'انوبھاؤ' اُس کے اظہار خارجی یا شواھد کا ، یعنی کیفیت قلبی کا بذریعۂ آنکھوں یا چہرے وغیرہ کے تغیّرات ظاہر کرنا اور 'ستوک' یا جذبات فطری 'انوبھاؤ' کی ایک قسم ہے ۔

بھاؤ کی بھی دو قسمیں ھیں : ایک 'وے بھی چاری بھاؤ' اور دوسرے 'ستھائی بھاؤ' یعنی عارضی و دائمی ۔

'وے بھی چاری' اُن 'بھاؤوں' کا نام ہے جو کسی خاص 'رس' پر محدود نہیں ھوتے بلکہ سمندر کی موجوں کی طرح آتے اور جاتے رھتے ھیں اور اصلی اثر کو مختلف طور پر تقویت پہنچاتے ھیں اور 'ستھائی بھاؤ' بطور کان نمک کے ہے کہ جو خیال یا جذبہ اُس سے ٹکر کھاتا ہے ، اُسی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے ۔

'ستوک بھاؤ' یعنی جذبات فطری کے شواھد خارجی کی بھی چند قسمیں ھیں مثلاً ۔

'ستمبہ' یعنی سکتہ ۔

'سوید' عرق عرق ھو جانا ۔

'ادمانچه' یعنی جسم کے رونگٹوں کا کھڑا ہو جانا ۔

'سوروکار' یعنی آواز کا متغیر ہو جانا ۔

'وپاتھو' یعنی جسم کا تھرتھر کانپنا ۔

'ورن وکار' چہرے کا رنگ بدل جانا ۔

'اسرو' آنسو ۔

'پرلئے' ہاتھ پاؤں کا کام نہ دینا ۔

چونکہ یہ جذبات کا نتیجہ ہوتے ہیں اس لیے یہی 'انوبھاؤ' بھی سمجھے جا سکتے ہیں ۔

'ستھائی بھاؤ' کی بعض مصنفین نے آٹھ قسمیں قرار دی ہیں اور بعض نے نو، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے :

(۱) 'رتی' ، کسی شے کی خواہش جو دیکھنے یا سننے یا یاد آ جانے سے پیدا ہو ۔

(۲) 'ھاس' ، خندہ یا خوشی ، یہ خندہ تضحیک سے متمیّز ہے ۔

(۳) 'شوک' ، معشوق کی جدائی کا رنج ، یعنی غم ہجر ۔

(۴) 'کرودھ' ، رنج دہ برتاؤ سے ناراض ہو کر علاحدگی اختیار کرنا ۔

(۵) 'آت ساہ'۔ عالی خیالی، یعنی وہ خیال جو بہادری یا فیّاضی یا رحم کا محرک ہوتا ہے ۔

(۶) 'بھے' ، خوف رسوائی ۔

(۷) 'جگپ سا' نفرت۔ قلب کی وہ کیفیت جو کسی بری شے کے دیکھنے یا سننے یا چھونے سے پیدا ہوتی ہے ۔

(۸) 'وسمے' ، قلب کی وہ کیفیت جو حیرت انگیز شے کے دیکھنے یا سننے یا چھونے سے پیدا ہو ۔

(۹) 'شانت'، رضا یعنی قلب کی وہ کیفیت جو دنیا کی تمام چیزوں کو رفتنی و گزاشتنی سمجھتی ہے۔

وے بھیچاری بھاؤ کی قسمیں

'وے بھیچاری بھاؤ' کی قسمیں سب سے زیادہ یعنی ۳۳ ھیں اور چونکہ یہ در اصل ڈرامے کے لیے بجائے آب و نمک کے ھیں اس لیے ان کا تفصیلی ذکر دلچسپی سے خالی نہ ھوگا۔ ہر ایک قسم کے ساتھ یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ اُس کے موجبات و شواھد کیا ھیں۔

(۱) 'نروید'۔ عجز و انکسار۔ 'وے بھاؤ' دنیا سے بیزاری اور علمِ الٰہی کے حصول کا شوق۔ 'انوبھاؤ' آنسو اور سرد آھیں اور طبیعت کے گرے جانے کی صورت۔

(۲) 'گلانی'۔ ضعف۔ تحمّل کی قوّت باقی نہ رھنا۔ 'وے بھاؤ' غم و اندوہ کی طولانی، ریاضت جسمانی یا خوشی یا بھوک یا پیاس میں شدّت۔ 'انوبھاو' کاھلی، رنگ کا متغیر ھونا اور ھاتھ پاؤں میں رعشہ پیدا ھونا۔

(۳) 'سنکا'۔ امر شدنی کا خوف یا جس شے کے حصول کی خواھش ھو اُس کے حاصل ھونے میں شک۔ 'وے بھاو' دوسرے شخص سے نفرت یا ذاتی بد اعالی۔ 'انوبھاؤ' کانپنا، چھرے سے فکر و تردّد کا ٹپکنا، چھپتے پھرنا۔

(۴) 'اسویا'۔ دوسرے کی عظمت کا تحمّل نہ کر سکنا اور اس کے خفیف کرنے کی کوشش کرنا۔ 'وے بھاو' چڑچڑا پن، دنائت۔ 'انو بھاو' غصّے کے تیور، عیب چینی۔

بعض لوگ 'ارشے' کو 'اسویا' کا مترادف سمجھتے ھیں لیکن ایک مصنّف اُس کو 'اسویا' کی ایک قسم قرار دے کر اُس کو رقیب کے رشک و حسد پر محدود کرتا ہے۔

(۵) 'مد'۔ بدمستی، خوشی سے بد حال ہو جانا اور رنج بھول جانا ۔ 'وے بھاو' نشہ پینا وغیرہ۔ انوبھاؤ چلنے میں لڑکھڑانا ، بہکی بہکی باتیں کرنا غنودگی کی کیفیت طاری ہونا ، ھنسنا ، رونا ۔

(٦) 'سرم' تھکن ۔ 'وے بھاؤ' ریاضت جسمانی یا حد سے زیادہ خواھشات نفسانی کی پیروی کرنا ۔ 'انوبھاؤ' پسینہ آنا، پستی وغیرہ ۔

(۷) السئے ۔ سستی و کاھلی ، محنت سے دل چرانا ۔ 'وے بھاؤ' تھکن، عیش پرستی، حاملہ ہونا، غور و خوض ۔ 'انوبھاو' رُک رُک کر بے دلی سے چلنا ، سر جھکائے رھنا ، جمائیاں لینا ، رنگ کا کالا پڑ جانا ۔

(۸) 'دینئے'۔ احتیاج یا تکلیف کی وجہ سے طبیعت کا پست ہو جانا ۔ وے بھاو نحوست برسنا ۔

(۹) 'چنتا' ۔ درد انگیز تصور، دل کا ناگوار باتوں کی یاد تازہ کرنے میں مستغرق ہونا ۔ وے بھاو ، کسی محبوب شے کا موجود نہ ہونا یا گم ہو جانا ۔ انوبھاؤ، رونا، آھیں بھرنا ، چہرے کا رنگ متغیر ہونا ، بخار جیسی گرمی محسوس ہونا ۔

(۱۰) موہ ۔ پریشانی ، شش و پنج کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے ۔ گھبراھٹ 'وے بھاو' ۔

(۱۱) 'سمرتی'۔ یاد ۔ وے بھاؤ ، یاد آنے کی کوشش کرنا ، تسلسل خیالات۔ انوبھاو تیوری پر بل ڈالنا ۔

(۱۲) 'دھریتی'۔ قناعت ، صبر و رضا ، تحمّل ، اطمینان قلب ۔ وے بھاؤ، علم ، قدرت ۔ انوبھاؤ ، مسرت ، بلا شور و شغب تکلیف کا خاموشی سے برداشت کرنا ۔

(۱۳) 'ویردا' شرم۔ تعریف یا ملامت سے بچنا۔ 'وےبھاؤ' اپنی حقیقت سے آگاہ ہونا ، توھین ، شکست ۔ انوبھاؤ آنکھ نیچی ہونا ، منہ چھپانا ، چہرے کا شرم آلودہ ہونا ۔

(۱۴) 'چپلتا'۔ تلّون ، جلد بازی ، جلدی جلدی ایک بات سے دوسری بات پر جا پڑنا ۔ 'وے بھاو' ، حسد ، نفرت ، غصّہ ، خوشی۔ انوبھاو ، چہرے پر غصّہ طاری ہونا ، گالی گلوچ ، مار پیٹ کرنا ، جو جی میں آئے کر گزرنا ۔

(۱۵) 'ھرش'۔ خوشی ، بحالیٔ دماغ ۔ 'وے بھاو' اپنے پیارے یا دوست سے ملنا ، بیٹے کا پیدا ہونا وغیرہ ۔ 'انوبھاؤ' لڑکھڑانا ، پسینہ آنا ، آنسو بہنا ، آہیں بھرنا ، آواز کا متغیّر ہو جانا ۔

(۱۶) 'اویگ' ۔ بے قراری یا تشویش ، کسی خلاف توقع یا ناگوار واقعے کے پیش آنے کی وجہ سے ۔ 'وے بھاؤ' کسی دوست یا دشمن کا قریب آنا ، حادثات فطری ، اندیشہ ناک خطرے کا قریب آنا ۔ 'انوبھاو' پھسل جانا ، گر پڑنا ، قلابازی کھانا ، جلدی چلنا مگر چل نہ سکنا ۔

(۱۷) 'جدتا' ۔ حواس کا گم ہو جانا یا کسی قسم کے کام کی قابلیت نہ رہنا ۔ 'وے بھاؤ' کسی خوش گوار یا ناگوار شے کا حد سے زیادہ پیش آنا ، یا دیکھنا ، یا سننا ۔ 'انوبھاؤ' خاموشی ، ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا ، چہ غمی ۔

(۱۸) 'گرب' ۔ غرور ، اپنے آپ کو سب سے بڑا سمجھنا ۔ 'وے بھاؤ' اپنے خاندان یا حسن یا مرتبے یا قوت کا خیال ۔ 'انوبھاؤ' تحقیر ، تیوری پر بل ڈال کر گھورنا ، جو جی میں آئے کر گزرنا ، ھنسنا اور زور آزمائی کرنا ۔

(۱۹) 'وشاد'۔ کامیابی سے مایوسی ، مصیبت کا اندیشہ ۔'وے بھاؤ' دولت یا ناموری یا اولاد کے حاصل ہونے میں نا امیدی یا آن کا جاتا رہنا ۔ 'انوبھاؤ' سرد آہیں بھرنا ، اختلاج قلب ، غائب رہنا ، دوستوں یا سرپرستوں کو بڑے اشتیاق سے ڈھونڈتے پھرنا وغیرہ ۔

(۲۰) 'اوت سکئے' ۔ بے صبری ۔ 'وے بھاؤ' اپنے پیارے کے

آنے کا انتظار - 'انوبھاؤ' بے قراری ، سستی، آہ و فغاں ۔

(۲۱) 'ندرا' - غنودگی ، قوائے دماغی کا معطّل ہونا ، یا اعضا سے احساس کا جاتا رہنا۔ 'وے بھاؤ' جسم یا قلب کا تھکا ہونا 'انوبھاؤ' رگوں کا ڈھیلا پڑ جانا ، پلک جلدی جلدی جھپکانا ، انگڑائی لینا ، اونگھنا ۔

(۲۲) 'اپسار' - بھوت کا سر پر چڑھنا یا ستاروں کا اثر ہونا ۔ 'وے بھاؤ' ناپاکی، تنہائی، شدّت خوف یا رنج وغیرہ - 'انوبھاؤ' کانپنا، آہ و فغاں ، منہ میں جھاگ لانا ، زبان منہ سے باہر نکال کر پھرانا ، تشنج کی حالت میں زمین پر گرنا ۔

(۲۳) 'سپت' - نیند - 'وے بھاو' ، غنودگی - 'انوبھاؤ' آنکھیں بند کرنا ، ساکت و صامت رهنا ، زور زور سے سانس یا خرّاٹے لینا ۔

(۲۴) 'ولودہ' - احساس کا کھلنا ، بیدار ہونا - 'وے بھاؤ' غنودگی کا رفع ہونا - 'انوبھاؤ' آنکھیں ملنا ، انگلیاں چٹخانا ، ہاتھ پاؤں جھٹکنا ۔

(۲۵) 'امرش'- رقابت یا مخالفت کی تاب نہ لا سکنا۔ 'وےبھاؤ' خفّت ، بے عزتی - 'انوبھاؤ' پسینہ آنا ، آنکھوں کا سرخ ہو جانا، سر کا ہلنے لگنا ، گالی گلوچ یا مار پیٹ کرنا ۔

(۲۶) 'اوھت تھا' - بھیس بدلنا ، افعال ظاہری سے مکنونات ذھنی کو چھپانے کی کوشش کرنا - 'وے بھاو' شرم، مکر و فریب ، شیخی خوری - 'انوبھاؤ' اپنے اصلی طریقے کے خلاف دیکھنا یا بات کرنا یا کار بند ہونا ۔

(۲۷) 'اُگرتا'- سختی یا ظلم - 'وے بھاؤ' قصور یا جرم کی تشہیر، خبث باطنی - 'انوبھاو' نام رکھنا ، گالیاں دینا ، مارنا ۔

(۲۸) 'متی'- اندیشہ ، پریشاں‌دماغی - 'وے بھاو' شاستروں کا

پڑھنا ۔ 'انوبھاو' سر ہلانا ، بھنویں چڑھانا ، نصیحت کرنا، یا مشورہ دینا ۔

(۲۹) 'ویادھی' ۔ بیماری ۔ 'وبے بھاؤ' اخلاط کا خراب ہو جانا، گرمی یا سردی کا اثر ، جذبات نفسانی کا ہیجان ۔ 'انوبھاؤ' مناسب حال تغیرات جسمانی ۔

(۳۰) 'اُنماد' ۔ غور و خوض ، یا قیود سے بری ہونا ۔ 'وبے بھاؤ' معشوق یا کسی محبوب شے کا ہاتھ سے جاتا رہنا ، قسمت کا پلٹ جانا ، اپنی خرابی کا خیال دل میں جم جانا ۔ 'انو بھاؤ' بے تکی باتیں کرنا ، یا بلا سبب ہنسنا ، رونا ، یا گانا ۔

(۳۱) 'مرن' ۔ موت ۔ 'وبے بھاؤ' دم کا نکل جانا ، زخمی ہونا ، یا کوئی اور صدمہ پہنچنا ۔ 'انو بھاؤ' زمین پر گرنا ، بے حس و حرکت ہو جانا ۔

(۳۲) 'ترس' ۔ بلا وجہ خوف کرنا ۔ 'وبے بھاؤ' دہشت ناک آوازیں سننا ، خوفناک اشیاء کا دیکھنا ۔ 'انو بھاؤ' ہل نہ سکنا ، کانپنا ، پسینہ آنا ، ہاتھ پاؤں کا ڈھیلا پڑ جانا ۔

(۳۳) 'وِترک' ۔ غور، بحث ۔ 'وبے بھاؤ' دل میں اشتباہ کا پیدا ہونا ۔ 'انو بھاؤ' سر ہلانا ، بھوین چڑھانا ۔

ہندو ڈرامے کی قدرت جذبات انسانی پر

خدا خدا کر کے جذبات اتفاق کی لامتناہی تقسیم سے نجات ملی ہے لیکن اگر ان کو سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ قدیم ہندوؤں نے جذبات انسانی کے طوفانی سمندر کے پوشیدہ خزانوں تک پوری طرح رسائی حاصل کر لی تھی اور اُن کی دسترس صرف رسائی ہی تک محدود نہ تھی بلکہ وہ اُن پر تصرّف کرنے کی بھی قدرت رکھتے تھے ۔

ایک تو مختلف جذبات کی تشریح ہی کیا کم ہے ، اس پر وجوہ تحریک کا پتا لگانا اور یہ معیّن کرنا کہ جذبات اندرونی کا اعضاء خارجی پر اثر کیا پڑتا ہے ، کتاب فطرت کے عمیق مطالعے کی خبر دیتا ہے ۔ یہ تفصیل و تشریح ڈرامے کی جان ہے اور اس نے شاعر اور ایکٹر دونوں کے لیے ایسا کار نامۂ ہدایت مہیا کر دیا ہے جس کی تعمیل زیادہ دشوار نہیں ہے ۔

رس کی قسمیں

یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اصطلاح 'رس' کا اصل اصول وہ تشابہ ہے جو حواس ظاہری و باطنی میں ہے ، مثلاً محبت یا نفرت کی مثال شیرینی یا تلخی کے ساتھ ۔ یہ انداز بیان کچھ سنسکرت ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اور زبانوں کی بھی یہی حالت ہے ۔ 'رسوں' کا اصل مقام تو خود کلام ہے لیکن وہ اس اثر سے جو ناظرین یا سامعین پر پڑتا ہے ، پہچانے جاتے ہیں ۔ اگرچہ بادی النظر میں وہ 'بھاؤ' یعنی جذبات دائمی سے مترادف معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے کیوں کہ وہ در اصل 'بھاؤ' کا اثر یا نتیجہ ہیں ۔

بھرت نے 'رس' کی آٹھ قسمیں قرار دی ہیں لیکن بعض لوگوں کے نزدیک اُن کی تعداد نو ہے :

(۱)'شرنگار' یعنی عشق ۔ (۲)'ہاسئے' ، خوش طبعی ۔ (۳)'کرونا' ، درد ۔ (۴) 'راودر' ، غصہ ۔ (۵) 'ویر' ، ہمّت ۔ (۶) 'بھیانک' ، خوف ۔ (۷)'بھبتس' ، نفرت ۔ (۸) 'ادبھوت' ، حیرت ۔ (۹) 'شانت' ، رضا ۔ اگرچہ اس فہرست کی توسیع اور بھی ہو سکتی ہے لیکن باقی تمام جذبات ان میں سے کسی ایک نہ ایک قسم کے تحت میں آجاتے ہیں ، مثلاً محبت پدری درد کے تحت میں آتی ہے اور حرص خوش طبعی کے ذیل میں ، کیوں کہ وہ ہنسی کے قابل ہے ۔ یونانی ڈراما

برخلاف اس کے صرف جذبات رحم و خوف پر محدود تھی ، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بھی تمام دوسرے جذبات پر حاوی ہو سکتے ہیں ۔

(شرنگار) ۔ عشق کا تصوّر

اس میں شک نہیں کہ عموماً ہندو ناٹک جذبات عشق سے بھرے ہوئے ہیں لیکن بہت سے ایسے ناٹک بھی ہیں جن میں عشق کا نام بھی نہیں ہے ۔

ہندوؤں کا عشق بقول مسٹر ولسن یونانیوں اور لاطینیوں کی کامیڈی سے بہیمیت میں کم درجے پر ہے ، مگر اتنا فلسفیانہ بھی نہیں ہے جتنا کہ فرانسیسی اور انگریزی ٹریجڈی میں ہے ۔ اُن کا عشق نہ تو اتنا گرا ہوا ہے کہ موجودہ زمانے کے انگریزی ناٹکوں کی طرح بے حیائی سے دوش بدوش ہو اور نہ اتنا بلند پرواز ہے کہ مجاز و حقیقت کی تمیز باقی نہ رہے ، لیکن اُسی کے ساتھ پھیکا اور ''بدنام کنندۂ نکونامے چند'' بھی نہیں ہے ۔

عاشق و معشوق کی حالتیں تین قسم کی قرار دی گئی ہیں (۱) 'سنبھوگ' ۔ وصل، یعنی عاشق و معشوق کا دل بھی ملا ہو اور رہتے بھی ایک دوسرے کے پاس ہوں ۔ (۲) 'ابوگ' یعنی نہ تو ابھی ملے ہوں اور نہ ایک دوسرے کے تعشّق سے خبردار ہوں اور (۳) 'وپریوگ' یعنی وصل کے بعد جدائی ہوئی ہو۔ لیکن حقیقت میں صرف دو قسمیں ہیں یعنی 'سنبھوگ' ، کامیاب ، اور 'وپرلمبھ' ناکام ۔

'رس روپک' میں پھر 'سنبھوگ' کی دو قسمیں قرار دی گئی ہیں ۔ ابوگ یعنی جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ، جدائی قبل وصال اور 'وپریوگ' یعنی جدائی بعد وصال ۔ 'ابوگ' کے موجبات دوسرے کی تابعداری یا فاصلہ دراز پر ہونا یا بدقسمتی ہیں اور اُس کی

دس منزلیں قرار دی گئی : 'ابھی لاش' یعنی اشتیاق ، 'چنتا' یعنی فکر و تردد وغیرہ ۔ برخلاف اس کے 'وپریوگ' کی وجہ تحریک 'مان' یعنی رشک و رقابت سے بے زار ہو جانا یا روٹھ جانا یا 'پرواس' یعنی سفر وغیرہ ہوتی ہے ، 'مان' ، 'پرتئے بھنگ' یعنی آئین محبت کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ دونوں طرف سے ہو مگر ہیرو اس سے عموماً بری ہوتے ہیں ۔

'مان' کی بھی کئی قسمیں ہیں مثلاً 'ارشیا مان' یعنی (دل ہی دل میں جلنا) یا 'انو مانک مان' بد ظنی وغیرہ اور اس کے رفع کرنے کی چھ تدبیریں ہیں: (۱) 'ساما' یعنی میٹھی میٹھی باتیں بنانا۔ (۲) 'دان' یعنی دینا ۔ (۳) 'ڈنڈ' یعنی سزا ۔ (۴) 'نتی' روزانہ آمد و رفت رکھنا اور (۵) 'اوپیکشا' یعنی چھوڑ بیٹھنا ۔ (۶) 'رسانترے' ۔ یعنی نئے نئے طریقوں سے اظہار عشق کرنا اور اگر مطلوب کو راہ راست پر لانے میں زیادہ دقت ہوتی ہے تو 'مان' کا درجہ 'گرد' سمجھا جاتا ہے اور اگر نہ زیادہ دقت ہوتی ہے اور نہ آسانی تو 'لدھو' اور اگر دقت کے مقابلے میں آسانی زیادہ ہوتی ہے تو اس کو 'مدھیم' کہا جاتا ہے ۔

'ویر' کے معنے ہمت کے ہیں اور ہمت کے شواھد تین ہیں : (۱) فیاضی (۲) رحم دلی (۳) شجاعت ، مگر شجاعت کا اظہار جوش و خروش سے نہ ہونا چاہیے بلکہ اس کے لیے حلم اور خاموشی اور استقلال شرط ہے ۔

'بھبتس' اس تنفّر کا نام ہے جو کسی ناپاک شے کے دیکھنے یا بری بو کے سونگھنے یا کسی بھیانک آواز کے سننے سے پیدا ہو ۔ اس مضمون پر آج تک کوئی پورا ناٹک نہیں لکھا گیا اور شاید لکھا جاتا تو وہ خود بھی قابل نفرت ہوتا ۔

'راودر' ۔ بے حد طیش میں آ جانے کا نام ہے جس کے شواھد

زور سے ھاتھ پاؤں مارنا یا گالی گلوچ یا مار پیٹ کرنا ھیں ۔ اس کے آثار بھی صرف بعض بعض اشخاص ڈراما میں پائے جاتے ھیں ۔

'ھاسئے' ۔ اُس خوشی کا نام ھے جو اپنے یا کسی اور کے جسم یا تقریر یا لباس وغیرہ کا مذاق اُڑانے سے پیدا ھوتی ھے اور اُس کے شواھد ھنسی کی مختلف قسمیں ھیں، مثلاً 'سمت'۔آنکھوں کے پپوٹوں کا پھیل جانا، 'ھست'۔دانت نکالنا یعنی تبسّم، 'وے ھست'۔جس میں ذرا سی آواز بھی نکلے ، یعنی قہقہہ لگانا ، 'اَپ ھست'۔یہاں تک ھنسنا کہ آنکھوں میں آنسوں بھر آئیں ، اَپ ھست۔ھنستے ھنستے آنسو اچھی طرح بہنے لگیں اور 'اَتی ھست'۔پیٹ دونوں طرف سے پکڑ کر قہقہہ لگانا ۔ پہلی دو قسم کی ھنسی شریفانہ ھے ، تیسری اور چوتھی قسم کی اگرچہ خلاف شان ھے مگر اُس کے ساتھ قابل معافی ، اور پانچویں اور چھٹی قسم رذالت پر دال سمجھی جاتی ھے ۔

'اوبھوت' ۔ حیرت و استعجاب کے اظہار کا نام ھے ۔ تعجب اُس خاص حالت کا نام ھے جو غیر معمولی یا فوق العادت اشیاء کے احساس سے پیدا ھوتی ھے اور اُس کے شواھد چیخ اُٹھنا ، کانپنا ، یا عرق عرق ھو جانا ھیں ۔

'بھیانک' ۔ خوف کے ذائقے کو کہتے ھیں اور اُس کے موجبات دھشت ناک واقعات ھیں اور شواھد بدن میں رعشہ یا پسینہ آنا یا منہ کا خشک یا قوت فیصلہ کا معطل ھو جانا ۔

'کرونا' ۔ اُس درد مندی یا رقّت کا نام ھے جو مصیبتوں کے پیش آنے سے پیدا ھو ۔ اشکِ رواں ، آہ وفغاں یا قوائے دماغی کے بے کار ھو جانے کا نظارہ اُس کے موجبات میں داخل ھے اور بدن کا گرا جانا یا جی کا بیٹھا جانا یا نذر اجل ھو جانا اُس کے شواھد ھیں ۔

'شانت' ۔ یعنی رضا و تسلیم ، گو یہ جذبہ اخلاق شاعری کے

نامناسب نہ ہو مگر ڈرامے کے حسب حال نہیں ، کیوں کہ ڈرامے کے ذریعے سے آنھیں جذبات کو آبھارا جاتا ہے جن کے رضا و تسلیم میں دبانے کی ضرورت ہوتی ہے ۔

بعض ایجاد پسند طبیعتوں نے مختلف رسوں کی رنگتیں قرار دے کر بھی داد ذہانت دی ہے اور آن کو ایک نہ ایک دیو کے تابع بھی بنا دیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

نام رس	رنگت	کس دیو کے تابع ہے
شرنگار	سیاہ	وشنو
ہاسئے	سفید	رام
راؤدر	سرخ	ردر
ویر	سرخ	سکز
کرون	خاکی	وردن
بھیانک	سیاہ	یم
بھبتس	نیلا	مہاکال
اوبھوت	زرد	برہما

مختلف رسوں کے ایک دوسرے کے ساتھ ملنے اور نیز یہ کہ مختلف بھاؤں سے ترکیب پانے سے آن پر کیا اثر پڑتا ہے ، یہ ایسے امور نہ تھے کہ ہندو طباعی کے سمند ناز پر ایک اور تازیانہ نہ ہوتا اور وہ بھر بال کی کھال نکالنے کے مرض میں مبتلا نہ ہو جاتی ۔ لیکن چونکہ ناٹکوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آن کے مصنفوں نے اس قسم کی موشگافیوں کی مطلق پروا نہیں کی ، اس لیے آن کی توضیح بے کار ہوگی ۔

ڈرامے کا طرز کیسا ہونا چاہیے

بھرت کے اصولوں کے بموجب ڈرامے کے طرز ادا چار ہو سکتے

ہیں جن میں سے پہلے تین طریقے تو واقعات سے متعلق ہیں اور چوتھا زبان سے ، وھوھذا ۔

(۱) 'کوسیکی'۔ یعنی طرز خوش آیند ہو، مثلاً عورت کے دلی جذبات کی کیفیت اس کے مطلوب کی تصویر کھینچنے سے ظاہر کرنا جس کو وہ اپنی سکھیوں سے چھپانا چاہتی ہو ۔

(۲) 'ساتوتی'۔ متین و سنجیدہ، مثلاً دغا کا خوف جعلی دستاویزوں یا مصنوعی شہادت کے ذریعے سے پیدا کرنا ۔

(۳) 'اربھتی'۔ خوفناک، وحشت خیز، یعنی لڑائی، ہنگامہ، فساد، حوادث فطری وغیرہ ۔

(۴) 'بھارتی' یعنی زبان کا مناسب حال ہونا ۔

ڈرامے کی زبان

اب اگر زبان کے اعتبار سے ہندو ڈرامے پر نظر ڈالی جائے تو اس میں مختلف قسم کے خصوصیات نظر آتے ہیں ۔

بھرت کی تاکید ہے کہ "شاعر کو صرف منتخب اور خوش آیند الفاظ کا استعمال کرنا چاہیے اور اس کا طرز ادا مرغوب و شاندار، جو فصاحت و بلاغت کے زیور سے بھی آراستہ ہو، ہونا چاہیے"۔

چنانچہ اس ہدایت کی پوری طرح تعمیل ہوئی ہے اور گو قدیم مصنّفین کالیداس ، بھاؤ بھوتی کا طرز بیان نہایت سادہ اور خوش آیند ہے مگر متاخرین نے تصنّع سے اس درجے کام لیا ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ زبان کا کام اظہار خیالات نہیں بلکہ اخفاء ہے ۔ ہندو ناٹکوں میں معمولی بات چیت نثر میں ہوتی ہے لیکن جہاں پرجوش جذبات کا اظہار یا کسی خاص دل فریب منظر کا

بیان یا شاعر کو خود اپنی بلند پروازی کا دکھانا مقصود ہوتا ہے تو نظم کو کام میں لایا جاتا ہے ۔

ڈرامے میں کن بحروں کا استعمال جائز ہے

نظم میں کسی خاص بحر کی قید نہیں ہے بلکه کسی بحر کو بھی 'انوش توبھ' یعنی آٹھ آٹھ اجزاً کے چار مصرعوں سے لے کر 'ڈنڈک' تک ، یعنی جس کا وزن ستائیس سے لے کر ایک سو ننانوے ارکان تک ہو ، استعمال کر سکتے ہیں ۔

اختلاف بحور کے ذریعے سے موسیقی کے تمام دلربا سروں کو ادا کرتے ہیں ۔

مثلاً 'وکرم آروسی' میں سترہ اٹھارہ بحروں کا استعمال ہوا ہے مگر سب کے اوزان خفیف ہیں ۔ زبان کے اعتبار سے ہندو ناٹک میں ایک ایسی بات ہے جو کسی قوم کے ڈرامے میں نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ اشخاص ڈراما میں سے ہر شخص اپنی حیثیت اور درجے کے مطابق ایک خاص زبان بولتا ہے ؛ زبان سنسکرت خاص ہیرو اور ہیروئن اور برھمنوں وغیرہ کے لیے مخصوص ہے اور باقی لوگ اپنے وطن اور درجے کے لحاظ سے کوئی نہ کوئی بولی از قسم 'پراکرت' بولتے ہیں ۔

اگرچہ ہر قوم اور ہر درجے کے لوگوں کے لیٔے ایک علٰحدہ بولی استادانِ فن نے مقرر کی ہے لیکن عملاً ہر ایک ڈرامے میں سنسکرت اور ایک قسم کی 'پراکرت' کا استعمال ہوتا ہے ۔

تماشے کا مقام اور طریقه اور سامان

یوروپین لوگ چونکه ہندوستان کے رسم و راج سے بالکل نا آشنا ہیں اس لیے اُن کو اس امر کے سمجھنے میں نہایت دقّت

ہوتی ہے کہ قدیم زمانے میں ناٹکوں کا تماشہ کیوں کر دکھایا جاتا تھا لیکن جن لوگوں نے بیس پچیس سال قبل پارسی ناٹکوں کے رواج سے پہلے 'اندر سبھا' کا تماشہ دیکھا ہے وہ طرز ادا کی نسبت باسانی رائے قائم کر سکتے ہیں ، کیوں کہ ہندی لوگ بالطبع ایسے لکیر کے فقیر ہیں کہ یہاں کوئی رسم کبھی سوائے خارجی دباؤ کے نہیں بدلتی - اس کی تائید 'سنگت رتنا' کے دیکھنے سے بھی ہوتی ہے ، جس میں درج ہے کہ ترتیب محفل کے بعد ساز والے آ کر کچھ دیر اپنا کمال دکھائیں ، اُس کے بعد ناچنے والے پردے کے پیچھے آ کر سلام کریں اور رقص و سرود شروع ہو -

ناٹکوں میں جو ہدایتیں جانے اور آنے یا کہیں کہیں پردے کو جھٹکا دے کر داخل ہونے کے متعلق درج ہیں ، اُن سے بھی یہی پایا جاتا ہے -

پس قدیم زمانے میں یہی طریقہ تھا کہ پہلے ایک پردہ تان دیا جاتا تھا اُس کے پیچھے ایکٹر اپنا لباس وغیرہ درست کرتے اور پھر سامنے آ کر اپنا اپنا کرتب دکھاتے تھے - ناٹک کے لیے نہ کوئی خاص مکان ہوتا تھا اور نہ کوئی سینری ، لیکن لباس کی پابندی عموماً کی جاتی تھی اور تخت اور ہتیار موجود رہتے اور بہلیاں مع زندہ بیلوں کے اسٹیج پر لائی جاتی تھیں ؛ عورتوں کا پارٹ عموماً عورتوں ہی کے سپرد ہوتا تھا لیکن بعض اوقات لڑکے بھی کرتے تھے - یہ امر کہ کس ایکٹر کو کیا کرنا چاہیے اس کے متعلق کافی ہدایتیں ہر ایک ناٹک میں موجود ہیں -

مسلمانوں نے کیوں ہندو ڈرامے سے فائدہ نہیں اُٹھایا

یہ ایک نہایت مختصر بیان ہندو ڈرامے کا ہے لیکن وہ بھی باوجود اختصار کے دیباچے کے حدود سے متجاوز ہو گیا ہے -

اب ہم اس مسئلے پر غور کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے کیوں ہندو ڈرامے سے فائدہ نہیں اٹھایا ۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہمیشہ سے اپنے علم ادب پر اس قدر ناز رہا ہے کہ گو انھوں نے اقوام غیر کے علوم و فنون پر ہر زمانے میں توجہ کی مگر کسی غیر قوم کے علم ادب کی طرف بھول کر بھی نہیں دیکھا ۔

یہی وجہ ہے کہ ہارون الرشید اور مامون کے زمانے میں یونانی علوم و فنون کی اچھی طرح اشاعت ہوئی لیکن علم ادب کے متعلق ہومر اور یورپیڈیز کا تو ذکر ہی کیا ہے ارسطو کے تصانیف کا بھی ترجمہ نہ ہوا ۔

اسی طرح گو مسلمانوں نے جہاں تک کہ علوم و فنون کا تعلق ہے ہندوؤں سے بہت کچھ سیکھا لیکن کبھی آن کے علم ادب کے پوشیدہ خزانوں سے مستفید نہ ہوئے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہماری ترقی تصنع میں جا کر ختم ہو گئی اور وسعت نظر نہ ہونے سے ان دیکھے ممالک کی تسخیر پر مائل نہ ہوئی ۔

اردو شاعری ہندوستان میں جس شان سے پیدا ہوئی وہ محتاج بیان نہیں ہے کیوں کہ ہر شخص جانتا ہے کہ آس کو فارسی شاعری سے نسبت دختری ہے اور آج تک آسی رنگ پر قائم ہے لیکن کاش اگر زبان اردو کی طرح آس کی بنیاد بھی سنسکرت یا کم سے کم بھاکا پر قائم کی گئی ہوتی تو آج دوسرا ہی سماں نظر آتا اور زور بیان اور مطابقت فطرت کی کیفیت ہی دوسری ہوتی اور وہ چیز جس کو اب ہماری آنکھیں بے فائدہ اردو شاعری میں ڈھونڈھتی ہیں اور جو ہر قوم کی شاعری کی جان ہے ، یعنی لوکل کلر یا مقامی رنگ وہ محض عدم موجودگی سے نمایاں نہ ہوتی ۔

ڈرامے ہی کو دیکھیے کہ گو ایسے ایسے اعلیٰ درجے کے نمونے قریب ہی موجود تھے کہ جن کی جدّت تلاش ، زور بیان اور اچھوتے

خیال پر آج یورپ کو بھی رشک آتا ہے اور گو شاہان اودھ کی عیش پرستی نے ایک آدھ بھونڈا نمونہ بھی پیدا کر دیا تھا لیکن آج تک ہمارے کسی مسلّم الثّبوت شاعر نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ ان میں سے بعض میں ڈراما نویسی کی اعلیٰ درجے کی قابلیت موجود تھی مثلاً : ھنسی اور دل لگی اور ھمت و جرأت کے جذبات کو سودا سے بہتر کون بیان کر سکتا تھا؟ یا مختلف پیشہ وروں کی تصویر اُس سے بڑھ کر کون کھینچ سکتا تھا؟ یا آلام و مصائب عشق کا عکس میر سے بہتر کون اتار سکتا تھا؟ یا بزم کے پُر لطف سین میر حسن اور غم و الم کے زھرہ شگاف مناظر ان کے پوتے میر انیس سے بہتر کون دکھا سکتا تھا؟ ادنیٰ قسم کے عشق کے جذبات اور عاشق و معشوق کی چھیڑ چھاڑ پر نواب مرزا شوق سے زیادہ حاوی کون ھو سکتا تھا اور ظرافت اور تمسخر کے متعلق مشیر کی چلبلی طبیعت کیا ستم نہ ڈھاتی؟

اگر نظیر اکبر الہ آبادی کی عالمگیر طبّاعی نے اس طرف توجہ کی ھوتی تو کیا کیا طلسم نہ بنا کر کھڑے کر دیے ھوتے؟ لیکن ہے یہ کہ ایسے امور کی طرف کسی کی توجہ ھی نہ گئی اور جو راستہ فارسی شاعروں نے ڈال دیا تھا سب اُسی پر ناک کی سیدھ چلے گئے؛ گو اس پر بھی طبیعت خدا داد باوجود اتنی زنجیروں میں جکڑے ھونے کے بغیر اپنا خاص رنگ دکھائے نہ رھی۔

مغربی خیالات کی اشاعت سے اگرچہ اردو شاعری میں بھی ہمارے بود و ماند کے طریقوں کی طرح ایک نیا رنگ آ گیا ہے لیکن وہ بھی اجنبیت کی وجہ سے جیسا کہ چاہیے، نہیں کھلتا۔

اردو شاعری میں نئے خون کی ضرورت

چوں کہ ابھی تک اُردو شاعری عنفوان شباب میں ہے اور اُس عمر کو نہیں پہنچی کہ تازہ خون پیدا ھونے کی امید منقطع ھو جائے،

اس لیے اس امر کی ضرورت ہے کہ دوسری زبانوں کے پوشیدہ خزانوں کی کنجیاں ہمارے شاعروں اور ادیبوں کے ہاتھ میں دی جائیں ۔

اگرچہ پارسیوں کی اولوالعزمی کی بدولت یا اُن کی دیکھا دیکھی چند ناٹک ہماری زبان میں موجود ہو گئے ہیں ، مگر وہ عموماً ایسے لوگوں کی تصنیف سے ہیں جو نہ اپنی زبان سے اچھی طرح واقف ہیں اور نہ دوسری زبانوں سے ، اور فن شعر یا ڈرامے کے اصولوں سے تو محض نا بلد ہی ہیں ۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ابھی تک ہماری زبان میں سوائے 'مرقع لیلی مجنوں' یا چند انگریزی ناٹکوں کے ترجموں کے ایک ڈراما بھی ایسا نہیں جس میں علم و ادب میں ذرا بھی اضافہ ہوا ہو ۔ انھیں وجوہ سے میں نے نہ صرف اس امر کی ضرورت سمجھی کہ سنسکرت کے مقبول ناٹکوں کا ترجمہ زبان اُردو میں کیا جائے بلکہ ڈراما نویسی کے اصول بھی کسی قدر شرح و بسط کے ساتھ بتا دیے جائیں تاکہ ہمارے شاعروں کے لیے جن کی ایرانی قطع کی نازک کشتیاں بحر ذخّار معانی کی طوفانی موجوں سے ٹکرا رہی ہیں ، رہنما مینار کا کام دیں ۔

اس کی ضرورت مجھے اس وجہ سے اور بھی محسوس ہوئی کہ اس زمانے میں ملک کی بد نصیبی سے ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندو مسلمانوں میں سخت اختلاف پیدا ہوتا جاتا ہے اور میرے خیال میں اگر کوئی تدبیر اس اختلاف کو روکنے یا آس کے بجائے ہمدردی پیدا کرنے کی ہے تو وہ یہی ہے کہ ایک دوسرے کے لٹریچر سے مستفیض ہونے کا موقع جو فارسی لٹریچر کے دونوں قوموں کی ترقی دماغی و دنیوی کے لیے لازمی ہونے کی وجہ سے تھا ، باقی نہیں رہا ۔

کالی داس کے حالات کا
پردۂ اخفا میں مستور ہونا

اصول و قواعد ڈراما کی توضیح و تصریح سے فارغ ہونے کے بعد اب اس امر کی ضرورت ہے کہ اُس شخص کے کچھ حالات لکھے جائیں جو آسمان ڈراما پر آفتاب ہو کر چمکا اور جس کی طباعی کی تیز شعاعوں نے مشرق کیا بلکہ مغرب کو بھی مطلع انوار بنا دیا ۔

وہ شخص جس کو نہ صرف اُس کے ہم وطن ، شاعروں کا سرتاج سمجھتے ہیں بلکہ جس کی اُستادی کا ذکر عنقا کی طرح ہر زبان پر ہے مگر وہ خود فضائے زمانہ کی تاریکی میں ایسا غائب ہو گیا ہے کہ کہیں نظر نہیں آتا ۔

یوروپین محّققین اور ہندو مبّصرین کی دقیقہ سنج محنتیں پردۂ عالم میں کالی داس کو سنہ ۳۰۰ قبل مسیح سے لے کر سنہ ۱۲۰۰ء تک ڈھونڈھتی پھریں مگر کہیں اُس کا سراغ نہیں لگا ۔

کیا یہ امر کچھ کم تعجب خیز نہیں ہے کہ جس شخص کی عالمگیر طباعی نے ریگ زمانہ پر ایسے پائدار نقش پا چھوڑے ہوں کہ وہ مٹانے سے نہ مٹ سکتے ہوں ، اُس کی تلاش میں بڑے بڑے سراغ رساں تقریباً ہزار ہزار سال کا سفر کریں مگر کامیابی کی صورت نہ دیکھیں ؟

اگرچہ علمائے ہند و یورپ نے کمیٔ علم کو داد ذہانت دے کر پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں شک نہیں کہ ایسی ایسی موشگافیاں کی ہیں کہ انسان کو آئینۂ حیرت بنا دیتی ہیں لیکن ہندوؤں کی روحانی محویت نے کالی داس کی ہستی فانی کے نشانات کو ایسا نہیں مٹایا کہ ہم اُن کی گرد کو بھی پہنچ سکیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود کالی داس نے بھی اپنے وجود خارجی کو اپنے جذبات اندرونی میں ایسا محو کر دیا تھا کہ گو اُس کے تصنیفات کے ہر لفظ ، ہر مصرع، ہر شعر ، ہر شلوک میں

اُس کے بوقلموں تخیل ، بلند پرواز فکر ، عالمگیری جذبات اور عمیق مطالعۂ فطرت کا پتا لگتا ہے لیکن اُس نے دنیا کے دوسرے مصنفین کی طرح کہیں اپنے وجود خارجی کے موجبات و شواھد نہیں چھوڑے ، ہمارے خیال میں یہی اُس کے اعلیٰ کمال کی دلیل ہے :

فروتنی است دلیل رسیدگان کمال
که چوں سوار به منزل رسد پیاده شود

قلب انسانی کے پیچیدہ رازوں اور مظاہر فطرت کی بوقلمونی کی تصویر تو وہ عجب گلکار قلم سے کھینچتا ہے لیکن خواہ اُس کی تصانیف کا مطالعہ کیسی ھی باریک نظری سے کیا جائے ، کہیں خود اُس کے کارنامہائے حیات کی طرف اشارہ بھی نہیں پایا جاتا ۔

صفحۂ ہستی پر اگر اُس نے کوئی اپنی یادگار چھوڑی ہے تو وہ اُس کی مقبول تصانیف ھیں جو فنا کے زبردست ھاتھوں کو بھی اپنے پاس نہیں پھٹکنے دیتیں ۔

کیا کالی داس بکرماجیت کے نورتن سے تھا ؟

ایک قدیم روایت نے کالی داس کو دربار راجہ 'بکرماجیت' والئی اُجین کے نورتن میں شریک کیا ہے اور جہاں تک اندرونی و بیرونی شہادت مدد دیتی ہے ، یہ روایت قرین صدق معلوم ہوتی ہے ۔

کالی داس نے جیسے پر جوش بلکہ محبت بار الفاظ میں اُجین کے 'مہاکال' اور 'سپرا' اور دوسری خوبیوں کا اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے ، اُس سے حب وطنی کی بو آتی ہے اور 'بکرم' کا نام بھی جہاں اُس نے لیا ہے عجب ادب اور توصیف کے ساتھ لیا ہے ، اس لیے تاوقتیکہ یہ خیال نہ کیا جائے کہ اُس نے اس ذریعے سے اپنے سرپرست کے نام کو زیور بقاے دوام سے آراستہ کرنے کی کوشش کی ہے اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی ۔

اس کے علاوہ کالی داس کو درباروں کے رسم و رواج سے پوری واقفیت معلوم ہوتی ہے اور اُس کی دائمی خوش دلی سے پایا جاتا ہے کہ اُس کی زندگی فارغ البالی سے گزری۔ پس ان سب امور سے یہ نتیجہ قطعی طور پر نکلتا ہے کہ وہ راجہ 'بکرماجیت' کے زمانے میں گزرا ہے اور اُس کے دربار کا ایک جوہر بے بہا تھا۔

محققین میں عرصۂ دراز تک اس امر میں سخت اختلاف رہا کہ راجہ 'بکرماجیت' کس زمانے میں ہوا کیوں کہ سنہ 'سمت' جس کی ابتدا بالاتفاق سنہ ۵۷ قبل مسیح میں ہوئی، اُس کے نام سے منسوب ہے، لیکن چوں کہ سمت ۶۰۰ کے قبل کا کوئی کتبہ ایک عرصۂ دراز تک کہیں میسر نہیں آیا اس لیے مسٹر فرگسن نے یہ 'بینہ' قائم کیا کہ چوں کہ تاریخ ہندوستان میں جنگ کورو جس میں 'بکرماجیت'، نے 'لمچھوں' کو شکست دی، ایک بہت بڑا واقعہ ہے اور ابوریحان البیرونی کے بموجب وہ جنگ سنہ ۵۴۴ء میں ہوئی، اس لیے اُسی زمانے میں سنہ 'سمت' بھی قائم ہوا ہوگا، لیکن اپنی عظمت بڑھانے کے لیے اُس کی ابتدا چھ سو سال قبل سے قرار دے دی گئی۔

اگرچہ چھ سو سال قبل سے سنہ کے شروع کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں معلوم ہوئی لیکن اس بینّہ کو اس سے قوت ملی کہ عرصۂ دراز تک کوئی کتبہ سمت کے چھٹی سے پہلے کا نہیں ملا۔ لیکن بالآخر ایک کتبہ منڈیسر میں مل گیا جس میں سمت ۴۹۳ درج ہے اور اُس سے اس بینّہ کا بھی خاتمہ ہوگیا[1]، کیوں کہ بکرماجیت جو فاتح کورو تھا بانی سمت ثابت نہیں ہوا۔

---

[1] - مسٹر فلیٹ دریافت کنندۂ کتبہ منڈیسر کا اس کے بعد بھی یہی خیال ہے کہ وکرماجیت چھٹی صدی ہی میں گزرا ہے اور اُس نے ایک قدیم سنہ کو اپنے نام سے منسوب کر لیا لیکن اکثر محققین کو اس سے اختلاف ہے۔

ایک جرمن محقق نے نورتن کی مشہور روایت سے کالیداس کا زمانہ معین کرنے کی بہت کچھ کوشش کی ہے مگر اس میں بھی کچھ کامیابی نہیں ہوئی ۔ اس نے خیال کیا کہ نورتن میں جو لوگ شریک ہیں اگر ممکن ہو تو انکا پتا لگایا جائے جس سے خود بخود یہ معلوم ہو جائے گا کہ ان کا ہم عصر کالی داس کس زمانے میں گزرا ہے ۔ ان میں سے 'امردیو' یا 'امر سمھ' کی نسبت یہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ چینی سیاحوں 'فاہیان' اور 'ہوین تھسانگ' کی سیاحتوں کے مابین یعنی ۴۱۰ء سے لے کر ۶۳۲ء تک گزرا ہے کیونکہ 'فاہیان' کے زمانے میں 'گیا' کے مندر میں وہ کتبہ موجود نہ تھا جس میں 'ہوین تھسانگ' کے بیان کے بموجب اس کی تعمیر 'امردیو' سے منسوب کی گئی تھی ۔

اس کے علاوہ دوسرے رتن وراھمیہر کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ۵۸۷ء میں فوت ہوا ۔ بس اس سے ڈاکٹر کرن نے یہ نتیجہ نکالا کہ کالیداس چھٹی صدی عیسوی کے اواخر میں گزرا ہے لیکن معلوم نہیں کہ خاک ہند سے کتنے امردیو اور وراھمیہر اٹھے اور ایک زمانے پر خفیف سے نقش پا چھوڑ کر پھر اسی میں مل گئے اور اس لیے 'گیا' کے مندر کے کتبے یا وراھمیہر کی تاریخ وفات سے یہ نتیجہ نکالنا کہ یہ وہی نامور لوگ ہیں جو کالی داس کے ساتھ دربار بکرماجیت کے نورتن میں شریک تھے ایسی جرأت ہے کہ جس کی عقل سلیم تائید نہیں کرتی اور خاص کر 'منڈیسر' کے کتبے سے تو ان لوگوں کا کالیداس کا ہمعصر ہونا بالکل ہی غلط ثابت ہوتا ہے ۔

اس کے علاوہ یہ اگر مان بھی لیا جائے کہ یہ وہی امردیو اور وراھمیہر ہیں جو شریک نورتن ہیں تو بھی یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ یہ لوگ کالی داس کے ہمعصر تھے، کیونکہ جہاں تک دیکھا جاتا ہے ہندوؤں کا ہمیشہ سے یہ میلان چلا آتا ہے کہ

تمام نامور لوگوں کو خواہ ایک دوسرے سے کتنے ہی آگے پیچھے گزرے ہوں ، کسی ایک قدر دان بادشاہ کے زمانے میں جمع کر دیتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ زمانہ نامور لوگوں کا دشمن نہیں ہوتا ۔

ڈاکٹر میکسملر کا خیال

ایک تیسری تھیوری ڈاکٹر میکسملر کی ایجاد ہے ، آنھوں نے کل سنسکرت لٹریچر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے :

پہلے حصے میں وید وغیرہ شریک ہیں اور وہ پہلی صدی عیسوی پر ختم ہوتا ہے اور دوسرا حصہ چھٹی صدی عیسوی میں وکرماجیت کے زمانے میں شروع ہوتا ہے ، کیوں کہ جو زمانہ ان دونوں حصوں کے بیچ میں گزرا اُس میں ہندوستان بیرونی حملوں کی وجہ سے امن و امان سے محروم رہا اور اس لیے وہ ادبی ترقی کا مؤید نہیں ہو سکتا تھا ؛ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے کیوں کہ ڈاکٹر بُہلر اور پیرسن نے ثابت کردیا ہے کہ وہ زمانہ بھی تصنیف و تالیف سے خالی نہ تھا اور چونکہ منڈیسر کے کتبے سے قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ وکرماجیت چھٹی صدی عیسوی کے قبل گزرا ہے اس لیے اُس تھیوری کی بھی وہی حالت ہے جو دوسری ذہانت آرائیوں کی ہوئی۔ اس کے علاوہ اس بحث میں اور بھی بہت سے جزوی امور لائے گئے ہیں لیکن پروفیسر آپٹے نے نہایت قابلیت سے ثابت کر دیا ہے کہ آن سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا ۔

واتس بھوتی مصنف کتبۂ منڈیسر نے کئی خیالات کالیداس سے نقل کئے ہیں اور اس لیے بالیقین کالیداس کا زمانہ ۴۷۲ء کے قبل ہوگا ۔

اس کے علاوہ اسوگھوش کی سوانح عمری گوتم بدھ میں بہت سی عبارتیں کالیداس سے ملتی جلتی ہیں اور چونکہ کالیداس کی

طبّاعی اور جدّت طرازی میں کوئی شک نہیں ہے اور اسوگھوش شاعر نہ تھا بلکہ فلسفی تھا اس لیے گمان غالب یہی ہے کہ وہی کالیداس کا ممنون احسان ہوگا ۔

اسوگھوش کی نسبت یہ متحقق ہو چکا ہے کہ وہ ۷۸ء میں گزرا ہے اس لیے اگر یہ سمجھا جائے کہ اُس نے کالیداس کے کلام سے فائدہ اُٹھایا ہوگا تو کالیداس کا زمانہ اُس سے قبل قرار دینا ہوگا ؛ اندرونی شہادت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیوں کہ شکنتلا کے چھٹے ایکٹ میں جہاں متر سوداگر کے مرنے کا ذکر کیا گیا ہے وہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ لاوارث مرا حالانکہ اُس کی زوجہ موجود تھی ۔

اس سے پروفیسر آپٹے نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ کالی داس ایسے زمانے میں گزرا ہے جب کہ بیوہ کو حق وراثت حاصل نہ تھا اور یہ زمانہ قبل ولادت مسیح تھا جب کہ منو اور اپستمبھ اور وشیشٹ کا دور دورہ تھا اور برھسپتی، شنکھ، لکھت پیدا ہوئے تھے۔ اسی طرح 'وکرم اُروسی' کے پانچویں ایکٹ میں چیل کے حق میں بوجہ جوھر وصال چرا لے جانے کے ، سزائے موت تجویز کی گئی ہے اور چوری کے لیے سزائے موت منو اور اپستمبھ نے قرار دی تھی مگر بعد میں برھسپتی نے اپنے 'سمرتی' میں اُس کو جرمانے سے بدل دیا ۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کالی داس کا زمانہ برھسپتی کے قبل تھا اور برھسپتی کی نسبت عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ وہ پہلی صدی عیسوی میں گزرا ہے ۔

پروفیسر آپٹے کی تحقیق

پروفیسر آپٹے نے اس امر سے بھی کہ کالی داس کے تصانیف میں کوئی اصطلاح فلسفہ 'نیائے' کی نہیں پائی جاتی ، یہی نتیجہ نکالا

ہے کہ وہ مذہب مذکور کے مدارج ترقی طے کرنے کے قبل گزرا ہے اور اُس کی سادگیٔ بیان سے بھی جو قدما کے خواص میں داخل ہے ، یہی سمجھا جاتا ہے کہ کالی داس پہلی صدی عیسوی میں گزرا ہوگا ۔

خود کالی داس کی تصانیف سے کیا معلوم ہوتا ہے

کالی داس کی تصانیف سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ قوم کا برھمن تھا اور 'گوشیو پنتھی' نہ تھا ، مگر شیو کو بہت مانتا تھا ۔

اُس کو سیاحت کا بھی شوق تھا اور خاص شمالی ہندوستان میں بہت پھرا تھا کیوں کہ بقول ڈاکٹر بھاؤ داجی صرف وہی ایک شاعر ہے جس نے زعفران کے پھول کی جیتی جاگتی تصویر کھینچی ہے اور ظاہر ہے کہ زعفران کشمیر میں ہوتی ہے ۔

کوہ ہمالیہ کا سماں بھی اُس نے عجب پر زور قلم سے چشم‌دید واقعات کے طور پر دکھایا ہے ۔ بظاہر وہ سیر و شکار کا بڑا دلدادہ تھا کیوں کہ اُس نے ان کے فوائد ایک شکاری کی صحت اور جوش کے ساتھ بیان کیے ھیں ۔ اگرچہ اُس کا میلان عیش پرستی کی طرف تھا مگر عیاش نہ تھا ، جیسا کہ بعض بیہودہ روایتوں میں بیان کیا گیا ہے ، کیوں کہ کوئی عیاش جذبات عشق و اخلاق کی اس بلندی پر نہیں پہنچ سکتا جو اُس کا ادنیٰ مرتبہ ہے ۔

گو عورتوں کی عزت اُس کی نگاہ میں کچھ کم نہیں ہے لیکن 'شکنتلا' کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عاشقانہ شادیوں کا طرف دار نہ تھا ۔ اُس کی تصنیفات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ویدوں کے مضامین پر اچھی طرح حاوی تھا اور فلسفۂ 'اُپ نیشد' و 'بھگوت گیتا' و 'پران' و مذہب 'سانکھیٔ و یوگ و ویدانت' سے ناواقف نہ تھا اور کسی قدر طب اور علم نجوم کے مبادیات میں بھی دخل رکھتا تھا ۔ تحقیقات کی جفاکشی اور ذہانت کی رسائی

اس سے زیادہ پتا نہیں لگ سکی اور صرف یہی چند واقعات ہیں جو کسی قدر تیقن کے ساتھ کالی داس کی نسبت معلوم ہو سکتے ہیں لیکن پھر بھی پردۂ خفا جیسا کہ چاہیے ہٹ نہ سکا اور کالی داس ابھی تک محققین کو 'قائم' کا ہم زبان ہو کر چڑا رہا ہے:

گیا نہیں ہوں میں یاں اس طریق سے قائم
کہ جستجو سے لگا لے کوئی سراغ مرا

کالی داس کی تصنیفات

چوں کہ کالی داس کی سوانحِ عمری ہمیشہ سے عنقا کی خاصیت رکھتی ہے اس لیے کم درجے کے شاعروں کو اپنا کلام اس کے سر منڈھنے کا اچھا موقع ملا اور اسی وجہ سے اس کی تصنیفات کی تعداد نہایت کثیر بتائی جاتی ہے لیکن نکتہ چینی کی کسوٹی پر پرکھنے سے فوراً کھرے کھوٹے کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

اگرچہ یوں تو اچھے اچھے لائق لوگوں نے بھی سولہ کتابیں کالی داس سے منسوب کی ہیں لیکن موشگاف نکتہ چینی کی آنچ میں صرف سات پوری اتری ہیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) 'رتو سنبھار' یعنی موسموں کے حالات۔

(۲) 'کمار سنبھو' یعنی جنگ کے دیوتا کارتکیا کی پیدائش کا حال۔

(۳) 'رگھوونش' یعنی خاندان 'راگھو' کی تاریخ۔

(۴) 'میگھ دوت' یعنی قاصد ابر، جس میں ایک ہجر کے مارے قیدی نے ابر کو قاصد محبت بنایا ہے۔

(۵) 'شکنتلا' - مشہور ناٹک جو محتاج تعریف نہیں۔

(۶) 'وکرم آروسی' - یہی ناٹک جس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

(۷) 'مالوی کاگنی متر' - یہ بھی ایک ناٹک ہے۔

پہلی چار مثنویاں ہیں اور اخیر تین جیسا کہ بیان کیا گیا، ناٹک ہیں ۔

کالی داس کی مقبولیت یورپ اور ہندوستان میں

اب اگر اس امر پر غور کیا جائے کہ کالی داس نے فن شعر کی کیا خدمت انجام دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان میں یہ امر قدیم سے مسلم چلا آتا ہے کہ کالی داس شعرائے سنسکرت کا سرتاج ہے اور اُس کی طباعی نے ہندی شاعری کو معراج کمال پر پہنچایا ، گویا کہ ہر شخص اُس کے کمال کا دم بھرتا بلکہ اپنے معبد دل میں اُس کی پرستش کرتا ہے ۔

اہل ہند کا اگر ایسا خیال کالی داس کی نسبت ہو تو عجب نہیں ہے لیکن ممالک غیر کے علماء جو اُس کے کلام سے مستفیض ہوئے ہیں ، اُن کا بھی یہی خیال ہے ۔

جرمنی کے سب سے بڑے شاعر گیٹے کو تو کالی داس کے زور طبیعت نے محو حیرت ہی کر دیا اور وہ بے اختیار کہ اُٹھا :

''سال نو کی کلیاں اور ختم سال کے میوے اور وہ سب چیزیں جو روح کے لیے غذا یا لذّت دہ کام و زبان ہیں ، جو اُس کو لُبھا یا وجد میں لا سکتی ہیں ، غرض جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب تو نے ایک نام میں جمع کر دیا ہے اور 'شکنتلا' تیرا نام زبان پر آیا اور وہ سب نعمتیں گویا کہ مل گئیں ''۔ مشہور سیاح اور فلاسفر 'وان ہمبولڈٹ' نے لکھا ہے کہ '' 'شکنتلا' کا مشہور مصنف کالی‌داس، فطرت کا جو اثر عشّاق کے دل پر پڑتا ہے، اُس کے بیان کرنے میں اُستاد ہے ، جذبات کے اظہار میں دل پگھلا دینے اور ایجاذ نثار تخیل کے مالا مال ہونے کی بدولت اُس کو تمام اقوام عالم کے شعرا میں اعلیٰ درجہ ملا ہے ''۔

مشہور نقاد سخن شلیگل نے بھی شعراً میں کالی داس کو بہت بلند مرتبہ قرار دیا ہے ۔ اسی طرح پروفیسر لیسن کا قول ہے کہ "کالی داس ہندی شاعری کے آسمان کا سب سے روشن تارا ہے"۔ انگریز تو بالاتفاق سر ولیم جونس سے لے کر سر مارنیرولیمس تک کالی داس کو شیکسپیر ہند کہتے چلے آئے ہیں اور اُن کے خیال میں ایک ناٹک نگار کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی تعریف نہیں ہو سکتی ۔

کالی داس کا کمال شاعری

اب یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کالی داس کے کلام میں ایسی کیا چیز ہے جس نے اُس کا نام دنیا کے چند نامور شاعروں ہومر ، ورجل ، فردوسی اور شیکسپیر میں شریک کر دیا ہے ۔ اس کا جواب پوری طرح تو وہی لوگ دے سکتے ہیں جو زبان سنسکرت کے ماہر ہیں لیکن اس قدر ہم بھی کہ سکتے ہیں کہ یورپ اور ہندوستان کے بڑے بڑے ماہران فن متفق ہیں کہ کالی داس ازل سے مصوّر کی نظر، شاعر کا دماغ اور نقاش کا ہاتھ لے کر آیا تھا ۔ اُس کی عالمگیر نظر نہ صرف فطرت انسانی کے پیچیدہ رازوں بلکہ تمام مظاہر قدرت کے دل‌فزا کرشموں یا ہوش ربا سانحوں کی تہ تک پہنچ گئی تھی اور وہ جو کچھ دیکھتا تھا اس کا قوی حافظہ اس کو بلا کم و کاست خزانۂ خیال میں جمع کر دیتا تھا اور متخیلہ کی بے چین جدّت طرازی اس کو نئی نئی صورتوں میں ذہن کے سامنے پیش کرتی تھی اور زور بیان ان کو اور بھی دل فریب زیوروں سے آراستہ کر کے عالم ظہور میں لاتا تھا ۔

گویا اس کی نظر کیمرا ، اس کا دماغ پلیٹ اور اس کا ہاتھ فوٹو گرافر تھا ۔ اُس کی فکر بلند اور خیالات عالی تھے اور دل اس قدر متاثر تھا کہ تمام جذبات خوشی و غم اس پر گویا کہ کاہی

کی سیاهی سے نقش هو جاتے تھے کہ جب چاهو نقل لے لو۔ باوجود اس درجہ طباعی کے کالی داس کا طرز بیان نہایت سادہ ہے مگر سادگی دل‌کشی اور جامعیت کا رنگ لیے ہوئے ہے، گویا کہ دوسرے الفاظ میں سہل ممتنع ہے۔

وہ پورانوں کی لفّاظی سے بھی اُسی طرح دور ہے جس طرح متاخرین کے تصنع سے۔ اور اعجاز نما ایجاز نے اُس میں ایک خاص خوبی پیدا کر دی ہے۔ اگرچہ اُس کے کلام میں بھی صنائع و بدائع موجود ھیں مگر اُن میں آورد کا نام نہیں ہے اور خاص کر تشبیہ میں اُس کو کمال ہے کہ ہر تشبیہ معنے کے لحاظ سے دل فریب اور باعتبار موزونیت تام ہے۔

اُس کا طرز ادا اُس کی پیاری گنگا کے مشابہ ہے جس کا صاف شفاف پانی عجب دل‌ربا شان سے گنگناتا، لہراتا، آهستہ آهستہ بہتا چلا جاتا ہے اور دونوں طرف هرے بھرے کناروں پر رنگ برنگ کے قدرتی پھول معشوقانہ انداز سے جلوہ فروشی کرتے ھیں۔

اُس کو دوسرے شعراً پر فکر کی بلند پروازی اور علوِ خیالات میں خاص ترجیح ہے۔ مناظر فطرت کے بیان میں اُس کو بڑی قدرت ہے اور اُس کے الفاظ طلسم کا کام کرتے ھیں کہ تھوڑی دیر کے لیے تو انسان ضرور علائق دنیا کو بھول کر کسی اور عالم میں پہنچ جاتا ہے۔

کالی داس کا مقابلہ شیکسپیر اور بھاؤ بھوتی اور میر انیس کے ساتھ

کالی داس کا مقابلہ اگر شیکسپیر کے ساتھ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ صحیفۂ فطرت کا مطالعہ دونوں نے غور سے کیا ہے اور گو شیکسپیر کی نظر زیادہ وسیع ہے لیکن هجر و وصال اور

راز و نیاز کے معاملات سمجھنے اور مناظر فطرت کی پر اثر تصویر کھینچنے میں کالی داس اس پر ترجیح رکھتا ہے ۔

سنسکرت شاعروں میں اُس کا مدّمقابل صرف بھاؤ بھوتی ہوا ہے ، مگر بھاؤ بھوتی کے طرز بیان میں کالی داس کی سادگی کا پتا بھی نہیں ہے بلکہ وہ ایک پہاڑی چشمہ ہے جو قدم قدم پر صنائع و بدائع کی چٹانوں سے ٹکراتا اور مرکّب الفاظ کے روڑوں سے ٹھوکریں کھاتا ہوا زور و شور سے بہ رہا ہے ، مگر طبع خداداد نے آمد کی خوبی سے اُس کو بھی محروم نہیں رکھا ۔

کالی داس کو متخیّلہ و واہمہ کے اعتبار سے بھاؤ بھوتی پر ترجیح ہے ، اور بھاؤ بھوتی فکر کی بلندی اور جذبات کے جوش و خروش کے لحاظ سے بے نظیر ہے ۔

کالی داس کو جذبات عشق پر خاص عبور ہے اور بھاؤ بھوتی کو درد و ھمت کے بیان کرنے میں خاص ملکہ ہے۔ کالی داس زیادہ تر کنایہ سے کام لیتا ہے اور بھاؤ بھوتی وھی اثر زور بیان سے پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ نقاشی فطرت کے اعتبار سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جا سکتی ۔

اگر اُن میں فرق ہے تو یہی ہے کہ کالی داس کی توّجہ دلفریب مناظر کی طرف زیادہ ہے اور بھاؤ بھوتی کو ہولناک اور پر شکوہ نظاروں کے بیان کرنے میں بہت لطف آتا ہے ۔ گویا کہ کالی داس کی نظر تفصیلی اور بھاؤ بھوتی کی اجمالی ہے ۔

اُردو شاعروں میں اگر کالی داس کو کسی سے تشبیہ دی جا سکتی ہے تو وہ میر انیس ھیں ۔

اُن کے کلام میں بھی وھی سادگی ، وھی شستگیٔ زبان ، وھی بے تکلفیٔ محاورات ، وھی برجستگیٔ تشبیہات اور زور بیان کی وھی آمد موجود ہے اور قلب انسانی کے تلاطم اور مناظر فطرت کے

حسن کا بھی آنھوں نے ویسی ھی باریک نظری سے مطالعہ کیا ھے -

مگر خرابی یہ ھے کہ مرثیہ گوئی نے آن کی طبع رسا کو پوری طرح بارآور نہ ھونے دیا - اگر یہ خیال کیا جائے کہ باوجود اتنی قیود کی پابندی کے آنھوں نے کیا کچھ کیا تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر آن کو وسیع میدان ملتا تو وہ کہاں سے کہاں نہ پہنچ جاتے -

وکرم آروسی کی خصوصیات

'وکرم آروسی'[۱] آن تین ناٹکوں میں جو کالیداس کی فکر بلند پرواز کا نتیجہ سمجھے جاتے ھیں ، دوسرا ھے - آس کا تعلق جذبات عشق سے ھے اور وہ از قسم 'تروتک' ھے -

جیسا کہ پہلے بیان کیا جائے چکا ھے ، حسن بیان اور شستگی و شیرینی زبان کے لحاظ سے آس کا درجہ'شکنتلا' کے برابر ھے-

پروفسیر ولسن لکھتے ھیں ''دونوں ناٹکوں کا مضمون دیوبانی سے لیا گیا ھے اور دونوں کے ھیرو شاھی دیوتا اور ھیروئنیں آسمان کی پریاں ھیں جو انسانی معیار سے بالا ھیں -

''دونوں میں ایک ھی سی شگفتگیٔ بیان اور رقتِ جذبات پائی جاتی ھے اور نازک خیالی کا حسن اور طرز ادا کی شائستگی کی بھی وھی کیفیت ھے کہ ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا کوئی آسان کام نہیں ھے -

''لیکن شکنتلا کے مقابلے میں 'وکرم آروسی' کے قصے کے

---

۱ - 'وکرم' کے معنے نامور کے ھیں یا اگر اس کو فعل سمجھا جائے تو اسکے معنے قوت بازو سے غلبہ حاصل کرنے کے بھی ھو سکتے ھیں- پس 'وکرم آروسی' کے معنے یا تو نامور اروسی ھوئے یا تسخیرآروسی -

واقعات غالباً زیادہ دقّت نظر سے مرتب کیے گئے ہیں اور ایک واقعہ دوسرے واقعے سے زیادہ قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے، لیکن برخلاف اس کے اس میں ایک شخص بھی اتنا دل رُبا نہیں ہے جتنی کہ خود شکنتلا ہے۔

''اس کے علاوہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ فکر کی بلند پروازی، تخیل کی گلکاری، واہمہ کی ایجاد پڑوھی، بیان کی سادگی اور زبان کی بے ساختگی کے لحاظ سے بھی دونوں مساوی ہیں اور دونوں میں حسن پرستی کا جوش اور فطرت انسانی کی معرفت بھی یکساں پائی جاتی ہے، لیکن 'وکرم اُروسی' میں مناظر فطرت کی جیتی جاگتی تصویریں اور مکالمے میں ضرب الامثال اور کار آمد کلیے زیادہ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

''تشبیہات کے خوش نما پھول بھی حسن بیان کو دوبالا کرنے لیے جابجا موجود ہیں اور ہر تشبیہ جس اعتبار سے دیکھا جائے، اچھوتی اور ندرت سے مملو ہے۔

''دراصل ایک ایک تشبیہ ایسی ہے کہ اگر گھنٹوں بھی غور کرتے رہو تو نیا لطف آتا رہے، قصہ بھی تازہ مگر پر لطف ہے اور اخیر تک دل چسپی برابر قائم رہتی ہے''۔

پلاٹ کی قدامت

اب یہ امر غور طلب ہے کہ اس ناٹک کا پلاٹ کالی داس نے کہاں سے لیا ہے۔ کالی داس کا بھی شیکسپیر کی طرح یہ مسلک نہیں ہے کہ اپنے ناٹکوں کے لیے خود قصہ گڑھے بلکہ وہ کسی پرانے قصے کو پوران یا کسی اور قدیم تصنیف سے لے کر اس کی بوسیدہ ھڈیوں میں روح تازہ پھونکنے کی کوشش کرتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ نہایت قدیم ہے کیوں کہ

پروراوس کا ذکر 'رگ وید' میں منو کے ساتھ آیا ہے اور اس میں درج ہے کہ وہ اگنی کا دوست اور بڑا فیاض تھا۔

ایک دوسرے مقام پر اس کی گفتگو اروسی کے ساتھ درج ہے جس میں وہ اروسی سے درخواست کرتا ہے کہ وہ پھر اپنے وصال سے اس کو مسرور کرے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس کو کبھی پہلے اس کا وصال نصیب ہو چکا ہے۔

ایک اور مقام پر دیوتا پروراوس کو ایدا کے بیٹے کے نام سے مخاطب کرتے ہیں اور اس سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ نذر نیاز سے ان کو خوش کرے گا تو اس کو ان کی صحبت میں جگہ ملے گی اور وہ مسرّت آسانی سے ہم کنار ہوگا۔

'وید' میں تو صرف اسی قدر ذکر ہے اور وہ بھی ایسے طرز سے کہ کچھ سر پیر سمجھ میں نہیں آتا لیکن مختلف 'پرانوں میں پروراوس کا قصّہ مختلف طور پر درج ہے۔

مہابھارت میں لکھا ہے کہ پروراوس کا برھمنوں سے جھگڑا ہوا اور وہ گندھرووں کے جہان سے تین قسم کی آگ لایا اور آروسی سے اس کے چھ بیٹے ہوئے جن میں ایوس سب سے بڑا تھا۔ اس میں آروسی کے چھوٹنے کی کوئی کیفیت درج نہیں ہے۔

وکرم آروسی کا قصہ وشنو 'پران میں

'وشنو 'پران' اور 'پدم 'پران' میں یہ قصہ زیادہ مسلسل طور پر درج ہے۔

'وشنو 'پران' میں لکھا ہے کہ اندر کے اکھاڑے کی ایک پری 'آروسی' نامی کو 'متراورون' نے ناراض ہو کر یہ بد دعا دی کہ وہ مسرّات آسانی سے محروم ہو کر انسان کی صحبت میں رہے۔

جب وہ آسمان سے زمین پر نہایت ہی دل فریب صورت میں نازل ہوئی تو 'پروراوس' جو 'چندر بنسی' تھا اُس کو دیکھ کر عاشق ہو گیا اور وہ دو شرطیں کرنے کے بعد اُس کے عقد میں آ گئی۔

پہلی شرط تو یہ تھی کہ وہ دو مینڈھے اپنی نگرانی میں لے اور اُن کو کہیں جانے نہ دے۔

دوسری شرط یہ تھی کہ وہ کبھی اُس کے سامنے برہنہ نہ ہو۔

آسمان کے باشندے 'اُروسی' کی پرلطف صحبت سے محروم ہو کر نہایت ملول رہنے لگے اور اُنھوں نے ارادہ کیا کہ بد دعا کے پورا ہونے کے بعد پھر اُس کو لے آئیں۔ چنانچہ گندھرب اس پر آمادہ ہوئے اور رات کے وقت راجا کے سونے کے کمرے میں آ کر مینڈھوں کو کھولنے لگے۔

مینڈھوں کے ممیانے سے راجا اور 'اُروسی' کی آنکھ کھل گئی اور وہ عالم پریشانی میں یہ سوچ کر کہ رات اندھیری ہے، 'اُروسی' کو ایسے میں کیا نظر آئے گا، بلا لباس پہنے چوروں کے پیچھے دوڑا، مگر دوڑنا تھا کہ 'گندھربوں' نے فوراً بجلی چمکادی جس کی روشنی میں 'اُروسی' نے راجا کو برہنہ دیکھ لیا اور چونکہ راجا سے اُس کی ایک شرط بھی پوری نہ ہو سکی اس لیے وہ فوراً 'گندھربوں' کے ساتھ نظر سے غائب ہو گئی اور 'اندر' کے آسمان پر پہنچی۔

جب 'پروراوس' ہوش میں آیا تو اُس کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اُس کا دل الٹ گیا اور 'اُروسی' کی تلاش میں کئی سال تک تمام دنیا میں گشت لگاتا پھرا۔ یہاں تک کہ 'کروک شیتر' میں ایک جھیل کے پاس پہنچا، جہاں 'اُروسی' دوسری پریوں کے ساتھ چہلیں کر رہی تھی۔ راجا نے 'اُروسی' کو فوراً پہچان لیا اور واپسی کے لیے سخت منت و سماجت کی مگر اُس نے منظور نہ کیا۔

البتہ اس قدر وعدہ کیا کہ اگر وہ اس آوارہ گردی سے مُنہ موڑ کر راج کے کاروبار میں مصروف رہے گا تو وہ سال میں ایک مرتبہ اُس کے پاس آیا کرے گی۔

اور اسی سالانہ آمد و رفت کی بدولت اُس کے چھ بیٹے پیدا ہوئے جن میں 'ایوس' سب سے بڑا تھا لیکن چونکہ راجا اُس کے وصال دائمی کی تمنا میں بے قرار رہا کرتا تھا اس لیے بالآخر 'گندھربون' نے اُس کی حالت پر رحم کھا کر اُس کو ایک انگیٹھی دی جس میں آگ دھک رہی تھی تاکہ وہ ایک خاص قسم کا ہوم اپنی آرزوؤں میں کامیاب ہونے کے لیے کرے۔

راجا انگیٹھی کو ایک جھاڑی میں رکھ کر اُروسی کو ڈھونڈھنے کے لیے جنگل میں گیا مگر وہ کہاں ملتی تھی۔ اس لیے واپس آ کر دیکھا تو بجائے انگیٹھی کے دو درخت پائے جن میں سے ایک'سائی' کا تھا اور دوسرا 'اسوتّھ' کا۔ 'پروراوس'نے دونوں میں سے ایک ایک ٹہنی توڑ لی اور محل میں واپس آ کر دونوں شاخوں کوآپس میں رگڑا جس سے آگ پیدا ہوگئی اور اس اصلی آگ کے ذریعے سے اُس نے مختلف ہوم کیے جن کی بدولت اُس کو گندھرب کا درجہ حاصل ہوا اور آسمان پر اپنی معشوقہ کے ساتھ رہنے لگا۔

مسٹر ولسن کی رائے میں اس قصے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پروراوس ہندوستان میں آتش پرستی کا بانی تھا۔

برہت کتھا میں یہ قصہ کیوں کر درج ہے؟

'پروراوس' اور 'اُروسی' کے عشق کی داستان 'برہت کتھا' میں بھی مذکور ہے لیکن وہ نہ تو 'پُران' سے ملتا ہوا ہے اور نہ 'ناٹک' سے۔

'پروراوس' وشنو کا بڑا پوجاری تھا۔ ایک دن 'اندر' کے باغ

'نندن' کی سیر میں 'اُروسی' سے چار آنکھیں ہوگئیں اور ایک ہی نگاہ میں دونوں ایک دوسرے پر عاشق ہو گئے -

'وشنو' نے راجا کے حال سے آگاہ ہو کر نارد کے ذریعے سے اندر کو کہلا بھیجا کہ 'اُروسی' کو 'پروراوس' کو عنایت کیا جائے جس کی تعمیل ہوئی اور وہ دونوں خوش و خرّم رہنے لگے -

اس کے بعد آسمان پر جنگ ہوئی جس میں دیوتاؤں کو زیادہ تر 'پروراوس' کے قوت بازو کی وجہ سے کامیابی ہوئی اور اندر کے دربار میں نہایت تزک و احتشام سے اُس کی خوشی منائی گئی اور خوب ناچ رنگ کے جلسے ہوئے -

اتفاقاً 'رنبھا' سے جو زیر نگرانی 'تنبورو' جو آسمانی پریوں کا اُستاد ہے ناچ رہی تھی کچھ غلطی ہو گئی جس پر 'پروراوس' ہنس دیا -

'تنبورو' کو یہ جرأت نہایت ہی شاق گزری اور اس نے اُس کو بد دعا دی کہ تاوقتیکہ وہ 'وشنو' کی خوشنودی حاصل نہ کرے ، اُروسی سے علٰحدہ رہے -

جب کہ راجا عالم وسطیٰ میں آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ 'اُروسی' کو 'گندھرب' لے گئے ، اُس کے بعد وہ بدری ناتھ کو 'تپاس' کے ذریعے سے وشنو کی عنایت حاصل کرنے کے لیے گیا جو بالآخر راضی ہو گیا اور اُس کے حکم سے اُس کو پھر 'اُروسی' کا وصال نصیب ہوا -

ماتسئے پُران میں یہ قصہ کیوں کر درج ہے

'ماتسئے پُران' میں جو قصّہ درج ہے وہ 'کالی داس' کے سب سے زیادہ مطابق ہے -

'بدھا سوم'، یا چاند کا بیٹا تارا کے بطن سے تھا ۔ 'سوم'، نے آس کو دنیا کی حکومت عطا کی ۔ مقدس 'بدھا' کے 'ایلا' کے بطن سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہوا جس نے سوا سو میدہ (گھوڑے کی قربانیاں) کیں ، آس کا نام 'پروراوس' تھا ۔

وہ کوہ ہمالیہ کی چوٹیوں پر 'وشنو' کی پوجا کیا کرتا تھا اور اسی لیے زمین کے ساتوں پردوں کا راجا ہو گیا ۔ آس نے 'کیشی' اور بہت سے دوسرے دتییوں کو قتل کیا اور 'آروسی' اس کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر آس کی بی بی بنی ۔

ایک دفعہ 'نیکی'، 'دولت' اور 'خواھش نفسانی' تینوں مل کر آس کے پاس اس غرض سے آئیں کہ آس سے دریافت کریں کہ کس کی قدر و قیمت آس کی نگاہ میں سب سے زیادہ ہے ۔

راجا نے ان سب کی بہت خاطر و مدارات کی لیکن 'نیکی' کا سب سے زیادہ ادب کیا ۔ اس پر 'دولت' اور 'خواھش نفسانی' کو طیش آیا اور ان میں سے 'دولت' نے تو یہ بد دعا دی کہ حرص اس کی تباھی کا موجب ہو اور 'خواھش نفسانی' نے یہ قرار دیا کہ وہ اپنی معشوقہ سے جدا ہو کر 'کمار بن' میں کوہ 'گندہ مدن' پر سر ٹکراتا پھرے ۔ لیکن 'نیکی' نے اس کو یہ دعا دی کہ وہ عمر طویل کو باایمان پہنچے اور تا قیام شمس و قمر اس کی آل و اولاد پھولتی پھلتی اور ہمیشہ دنیا کی مالک رہے ۔ اس کے بعد یہ تینوں دیبیاں نظر سے غائب ہو گئیں ۔

'پروراوس' کی عادت تھی کہ ہر روز 'اندر' کی ملاقات کے لیے جایا کرتا تھا ۔ ایک دفعہ جب کہ وہ رتھ میں سوار آفتاب کے ساتھ اس کے جنوبی دورے میں سفر کر رہا تھا، اس نے دیکھا کہ کیشی دیو آسمانی پریوں 'چتر لیکھا' اور 'اروسی' کو پکڑے لیے جا رہا ہے ۔

راجا نے فوراً آس پر حملہ کیا اور 'وایو' کے 'تیر' سے اس کو ہلاک کیا ۔ اس طور پر اس نے نہ صرف پریوں کو اس کے چنگل سے محفوظ کیا بلکہ 'اندر' کو بھی اس کے تخت پر قائم رکھا جس کی حالت کیشی کی دست درازیوں سے مخدوش سی ہو رہی تھی ۔

اس کار نمایاں سے 'اندر' اس قدر خوش ہوا کہ وہ پروراوس کا دوست بن گیا اور اس نے اس کی قوت اور اقتدار اور شان و شوکت میں معتدبہ اضافہ کیا ۔

'اندر' نے ایک دن راجا کو ایک تہوار میں بلایا جس میں 'لکشمی' کے شوہر منتخب کرنے کا واقعہ دکھایا جانے والا تھا ۔

یہ ناٹک 'بھرت' کی تصنیف تھا اور اس میں 'منیکا' اور رنبھار اور 'آروسی' کو شریک ہونے کا حکم دیا گیا تھا ۔

'آروسی' لکشمی بنی مگر راجا کو دیکھ کر کچھ ایسی مبہوت سی ہو گئی کہ اسے مطلق یاد نہ رہا کہ اسے کیا کرنا چاہیے جو 'بھرت' کی سخت ناراضی کا موجب ہوا اور اس نے بد دعا دی کہ اس کو دنیا میں راجا کا ہجر نصیب ہو اور پچپن برس تک انگور کی بیل بنی رہے ، یہاں تک کہ راجہ کی آہ و زاری پھر اس کو اصلی حالت پر لائے ۔

'اروسی' راجا کے عقد میں آ گئی اور معیاد معینہ تک جدا رہنے کے بعد اس کے بطن سے آٹھ بیٹے پیدا ہوئے جن میں فوق الانسان قوت تھی اور 'ابوس' سب سے بڑا تھا ۔

اصل قصے میں کالی داس کا اضافہ

اس سے ظاہر ہوگا کہ یہ قصہ نہایت قدیم ہے اور 'کالی داس' کے زمانے میں مشہور ہوگا مگر یہ آس کی طبّاعی تھی کہ اس

بے جان ڈھانچے میں اُس نے ایسی روح پھونک دی کہ اُس کو بقائے دوام کی عزت نصیب ہوئی۔

'کالی داس' کا بڑا کمال یہ ہے کہ اگرچہ اُس نے قصے کے در و دیوار کو قائم رکھا ہے لیکن اُس کی جدت طراز ذہانت نے کسی اُستاد نقاش کی طرح موقع موقع سے کونچی پھیر کر کچھ ایسا رنگ و روغن چڑھا دیا ہے کہ نمونۂ بہشت معلوم ہونے لگا ہے۔

کسی 'پران' میں یہ ذکر نہیں کہ 'پروراوس' کی شادی 'کاشی راجا' کی بیٹی 'اوسی‌ناری' سے ہوئی تھی لیکن 'کالی داس' نے اس واقعے کا اختراع کر کے دوسرے اور تیسرے ایکٹ میں ایک نئی دل چسپی پیدا کر دی ہے اور ہندو بی‌بیوں کی سچی محبت آن کی اُلفت ریز بدگمانی، آن کی بے ریا تمکنت اور آن کے نفس‌کش مگر باوقار ندامت کی عجب دل فریب تصویر دکھائی ہے۔

اسی طرح 'بھرت' کی بد دعا کا اثر 'اندر' کی عنایت سے زائل کر کے عاشق و معشوق کے وصال کے لیے راستہ صاف کیا ہے اور آخر میں جب کہ تمام سامان فراق جمع ہیں، غم و اندوہ کی گھٹا چھائی ہوئی ہے اور حسرت و یاس سے ہر شخص دوسرے کا چہرہ دیکھ رہا ہے 'نارد' کا دفعۃً 'اندر' کا حکم لے کر آنا اور آن کی آن میں مجلس ماتم کو بزم شادی سے بدل دینا 'کالی داس' کی اعلیٰ درجے کی طباعی پر دلالت کرتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی سوائے نائک یعنی ہیرو اور نائکہ یعنی ہیروئن اور چند اہم واقعات کے باقی تمام سامان دل‌چسپی 'کالی‌داس' ہی کے تخیل کی بوقلموں گل افشانی کا نتیجہ ہے۔

'اروسی' کے معشوقانہ‌انداز مگر سچی محبت، 'چترلیکھا' کی شوخی اور اُس کی اُلفت، 'اُروسی' کے ساتھ'ودوشک' کی سادہ‌لوحی اور ظرافت

اور ہر چیز میں کہانے ھی کی تصریر دیکھنا ، 'پنونیکا' کی طراری اور چالاکی، رانی 'اوسی ناری' کا حق بجانب عتاب ، شاھانہ وقار اور شریفانہ ندامت، 'پروراوس' کی سپاھیانہ جرأت، عاشقانہ جوش و خروش اور دیوتاؤں کی اطاعت اور آخر میں بیٹے کے دیدار سے جذبات پدری سے بے تاب ھونا سب آسی کی ایجاد ھیں ۔

لطافت بیان

'اَروسی' کا ابتدا میں 'پروراوس' پر نظر پڑتے ھی یہ کہ کر کہ مجھے الٹا راکشوں کا ممنوں ھونا پڑا ، اپنے دلی جذبات کا اظہار کرنا اور پھر 'چتر لیکھا' کی زبانی راجا سے رخصت ھونا یا 'چتر رتھ' کے جواب میں 'پروراوس' کا اپنی فتح مندی کو 'اندر' سے منسوب کرنا یا 'رانی' کا 'پنونیکا' سے 'اَروسی' کے نامۂ محبت کی نسبت کہنا کہ پہلے تو پڑھ کر دیکھ ، اگر اس میں کوئی ایسی ویسی بات نہ ھو تو مجھے بھی سنا ، یا راجا کا جب کہ 'اَروسی' نظروں سے غائب قریب ھی موجود تھی، اس کا نام لینا اور 'اَروسی' کا فوراً کہ اٹھنا کہ اس کی آرزوئیں پوری ھوں یا 'اَروسی' کا 'ایوس' کی ولی عہدی کی رسم کے ادا ھونے کے بعد رانی 'اوسی ناری' کے پاس سلام کرانے کے لیے لے جانا ، یہ سب باتیں ایسی ھیں کہ ان سے 'کالی داس' کی لطافت خیال کا پتا لگتا ھے ۔

تخیل کا زور

اس کے تخیّل کا زور اس سے ظاھر ھو سکتا ھے کہ کیسے کیسے مؤثر سین کھینچے ھیں ، مثلاً ابتدا ھی کس بلا کی ھے کہ پریاں اپنی سکھی کے گرفتار ھونے پر دھائی دے رھی ھیں اور 'پروراوس' رتھ میں سورج کی پوجا سے فارغ ھو کر آتا ھے اور پھر راکس کا مقابلہ کر کے ان کی سکھی کو ان سے ملا دیتا ھے اور اس سے قصے کی بنیاد پڑتی ھے ۔

پھر 'اروسی' کا مالا کے الجھ جانے کے بہانے سے آخری نظر بازی کے لیے رکنا ، اس کے بعد خانہ باغ میں آنا اور ملنے کے ساتھ ہی واپس جانے پر مجبور ہونا یا 'اروسی' کا خط رانی کے ہاتھ پڑ جانا اور اس کا ٹھیک اس وقت پہنچنا جب کہ راجہ آسی کی تلاش میں سرگرم تھا یا اروسی کا نظروں سے غائب کھڑا ہونا اور راجا کا آرزو کرنا کہ کاش اپنے چھڑوں کی جھنکار سنا دے یا پیچھے سے آ کر اس کی آنکھیں بند کر لے اور اروسی کا ایسا ہی کرنا یا راجا کا ہجر سے بیتاب ہو کر دیوانہ وار جنگل میں پھرنا اور اپنی معشوقہ کی تلاش میں ہر ذی روح اور غیر ذی روح سے امداد کا طالب ہونا اور بالآخر بیل کو بغل میں لیتے ہی 'اروسی' کا نمودار ہونا ۔

اور سب سے آخر میں 'ایوس' کا دربار میں آنا اور 'نارد' کا آسمان سے مژدۂ وصال دائمی سنا کر سب کا رنج و اندوہ دور کرنا ، یہ سب نہایت ہی پر اثر نظارے ہیں ۔

اگر ایکٹوں کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اور چوتھے ایکٹ نہایت ہی زور دار ہیں ، خاص کر چوتھے ایکٹ میں راجا کی بے قراری کی ایسی دردناک تصویر کھینچی ہے کہ ہر شخص کا دل بھر آتا اور خوشی سے اس کے غم میں شریک اور اس کی کامیابی کے لیے دست بہ دعا ہوتا ہے ۔

بعض اعتراضات کا جواب

دوسرے اور تیسرے ایکٹ کی نسبت مسٹر کاکے کی رائے کہ وہ باقی ناٹک سے جوڑ نہیں کھاتے کیوں کہ ان سے قصے میں کچھ زیادہ ترقی نہیں ہوتی لیکن ڈرامے کا مقصد صرف دل فریب اور پیچیدہ قصوں کا دکھانا نہیں ہے بلکہ اس کا اصلی کام انسان کے سامنے خود اس کی تصویر پیش کرنا ہے اور اگر اس نظر

سے ان ایکٹوں کو دیکھا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ اس ناٹک کی اصلی بنیاد عشق ہے اور ان دو ایکٹوں میں عشق کی ابتدائی منزلوں کے مصائب عجیب پر زور قلم سے دکھائے گئے ہیں ۔

دوسرے ایکٹ میں معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک راجا میں اس قدر ضبط باقی ہے کہ معمولی کاروبار سے منہ نہیں موڑتا لیکن خالی وقت بڑی بے چینی سے گزرتا ہے لیکن کہیں جی نہیں لگتا ، محل کاٹنے کو دوڑتا ہے اور باغ کی مست خوشبوئیں ، سرد ہوائیں اور ہوش ربا سماں اور جی اڑائے لیے جاتا ہے ۔ عاشق و معشوق کا ملنا اور ملتے ہی جدائی پر مجبور ہونا جذبات عشق کے ترقی دینے کے لیے اور قیامت ہے ۔

پھر رانی کو سٹیج پر لا کر اس نے دکھایا ہے کہ شریف عورتوں کو کیسی پاک مگر پر جوش محبت اپنے شوہروں سے ہوتی ہے اور ان کے مقابلے میں شوہروں کا یہ حال ہے کہ جہاں کوئی دل فریب صورت نظر آئی اور صورت حال اور ہوئی اور بی بی سے جو تھوڑی بہت محبت تھی وہ بھی چاپلوسی و ظاہرداری کے خول میں ایسی چھپی کہ ڈھونڈھنے سے بھی نظر نہیں آتی ۔

بعض نکتہ سنجوں نے خاص کر اس امر پر اعتراض کیا ہے کہ رانی کے اسٹیج پر آنے سے پلاٹ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ، پھر اس کی ضرورت ہی کیا تھی ۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ چوں کہ اس ناٹک کی ہیروئن ایک پری فرقۂ اپسرس سے تھی اور اس فرقے کی عورتوں کی آسمان پر وہی حیثیت ہے جو شاہدان بازاری کی دنیا میں ، اس لیے اگر وہ صرف اروسی ہی کی تصویر دکھا کر رہ جاتا جو اپنے فرقے کے خصوصیات کے لحاظ سے اپنے جذبات دلی کے اظہار میں ذرا باک نہیں کرتی اور بجائے مطلوب کے طالب بنی پھرتی ہے اور جوش عشق سے اس قدر بے قابو ہو جاتی ہے کہ بھری محفل میں اپنے عاشق کا نام لے بیٹھتی ہے اور

ناز و ادا اور غمزہ اور لگاوٹ کے خرچ کرنے میں بھی ذرا حجاب نہیں کرتی۔

غرض کہ وہ اس بھولے پن، اس شرم و حیا، اس ضبط و تمکنت سے کوسوں دور ہے جو شریف دوشیزہ لڑکیوں کا شیوہ ہے ، تو تصویر کا صرف ایک ہی رخ اور وہ بھی ناقابل تقلید دکھایا گیا ہوتا، اور اسی وجہ سے 'کالی داس' نے رانی کو اسٹیج پر لا کر شریف عورتوں کے شرم و حجاب اور تحمل و وقار کی تصویر دکھائی ہے۔

اس کے علاوہ اگر قصے کے اعتبار سے دیکھا جائے تو بھی ان دو ایکٹوں سے نتیجے کے پیدا ہونے میں بڑی مدد ملتی ہے کیونکہ انھیں سے شجرِ عشق میں کونپل پھوٹتی اور اس میں پھول آتا ہے۔

زور بیان کی یہ کیفیت ہے کہ خیالات ہیں کہ بادلوں کی طرح امڈے پڑتے ہیں اور تشبیہات کی بجلی دفعۃً عجب بے تکلفی سے چمک کر ایک آن میں تمام مطلع کو منوّر کر دیتی ہے۔

پروفیسر ولسن کی رائے

پروفیسر ولسن نے جو رائے اس ڈرامے کی نسبت قائم کی ہے وہ ہمارے نزدیک بھی قرین صواب ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ ''اس ڈرامے میں تمام انسان اور حادثات ایک خوف ناک قوت کے تابع ہیں جن کے برابر دخل دیتے رہنے سے ان میں ایک ایسی شان پیدا ہو گئی ہے جو ان کی حقیقت سے بالا ہے۔ قسمت کا جلوہ ہر کہیں نظر آتا ہے اور راجا سے لے کر پری اور پری سے لے کر دیوتاؤں کے راجا تک سب اس کے ناقابل ادراک مگر اٹل احکام کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ اس ناٹک میں بڑی خوبی اس کی اعلیٰ درجے کی شاعری ہے۔ قصہ، سین اور کیرکٹر سب اعلیٰ درجے کے خیالی ہیں اور جا بجا ایسے

ایسے عمدہ خیالات ظاہر کیے گئے ہیں کہ ان سے صحت اور لطافت میں فوق لے جانا محال ہے ۔ کسی ایک کا بطور مثال ذکر کرنا دوسروں کے حق میں نا انصافی ہوگا اور اس لیے اس کا تصفیہ ناظرین کے صحیح مذاق اور طبع دقیقہ سنج پر چھوڑنا زیادہ مناسب ہے ''۔

اور یہی امر اب ہم کو بھی اس بحث میں طول دینے کا مانع ہے ۔

ترجمے کی دقتیں

'وکرم آروسی' کے یورپین زبانوں میں کئی ترجمے ہوئے ہیں ، تین ترجمے 'انگریزی' زبانوں میں ہیں اور ایک جرمن میں ۔

انگریزی میں سب سے پہلا ترجمہ 'ایچ ایچ ولسن' کا ہے جو نظم میں ہے ۔ گو بہ ہیئت مجموعی یہ ترجمہ بہت اچھا ہے اور سنسکرت کے مطالب کو بہت خوبی سے ادا کرتا ہے لیکن ضروریات شعری کی وجہ سے مترجم کو ہر مضمون کو بہت کچھ پھیلانے اور کہیں کہیں بدلنے کی بھی ضرورت ہوئی ہے اور اس لیے وہ اس حسن ایجاز سے جو 'کالی داس' کے کلام کی بڑی خصوصیت ہے بالکل محروم ہے ۔

چونکہ 'وکرم اروسی' بمبئی یونیورسٹی کے نصاب تعلیم میں داخل ہے اس لیے پونا کے چند لائق 'برھمنوں' نے بھی اس طرف توجہ کی اور طالب علموں کی امداد کے لیے لفظی ترجمے چھاپے ، چنانچہ ایک ترجمہ مسٹر مورسیوکالے اور دوسرا مسٹر ویدیا نے مشتہر کیا ہے مگر یہ ترجمے حسن بیان اور لطف عبارت سے بالکل عاری ہیں ۔

'مسٹر ایس بی پنڈت' نے قابل قدر نوٹ 'وکرم اروسی' پر لکھے ہیں ۔ چونکہ میں زبان سنسکرت سے صرف اس قدر آشنا ہوں کہ عبارت پڑھ لیتا ہوں اور بدقسمتی سے 'بیڑ' بھی جہاں میں بالفعل متعیّن ہوں، ایک ایسا مقام ہے کہ جہاں کوئی عالم و فاضل پنڈت نہیں ہے، اس لیے مجھے خواہ نخواہ انگریزی ترجموں پر بھروسا کرنا پڑا لیکن اس کے ساتھ اصل سنسکرت سے بھی حتی‌الامکان مقابلہ کرتا گیا ہوں ۔

میں نے زبان 'مرہٹی' سے کسی قدر واقف ہونے کی وجہ سے چاہا تھا کہ 'مرہٹی' ترجمے سے بھی مدد لوں مگر فاضل بزرگ عجب خیال کے بزرگ نکلے کہ ان کے نزدیک 'کالی داس' کو ڈراما نگاری کا سلیقہ ہی نہ تھا اور اس لیے وہ نہایت فصاحت و بلاغت سے اپنے دیباچے میں تحریر فرماتے ہیں کہ ان کو '' 'وکرم اروسی' کے دل چسپ بنانے کے لیے 'پشکثر پھیر پھار (بہت کچھ تغیر و تبدل) کی ضرورت ہوئی ہے''۔ اور حقیقت میں ان کی جدت طراز طباعی نے 'وکرم اروسی' کو ایک معجون مرکّب بنا دیا ہے ۔

اگرچہ 'کالی داس' کے کلام کی پوری خوبی تو اسی وقت کھلتی جب کوئی قادر الکلام شاعر ترجمے کی طرف متوجہ ہوتا لیکن چونکہ بدقسمتی سے ہمارے شعراً ایسی باتوں سے کوسوں بھاگتے ہیں اور میں نے کسی اور شخص کی بھی اس طرف توجہ نہیں پائی ، اس لیے مجبوراً قومی خدمت کے خیال سے باوجود اپنی ناموزونیت کے قائل ہونے کے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور جس طرح بن پڑا انجام کو پہنچایا ۔

چونکہ عام طور پر ناظرین ہندو طرز خیال اور دیوبانی کے قصّوں سے آشنا نہیں ہیں اس لیے میں نے جا بجا نوٹ بھی دے دیے ہیں تاکہ مصنف کا مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو ۔

اب میں آخر میں صرف اس قدر عرض کروں گا کہ میں نے اپنی حد تک محنت اور تحقیق میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور حتی الامکان اس امر کی کوشش کی ہے کہ 'کالی داس' کے اچھوتے خیالات اردو دان ناظرین کے سامنے ایسے لباس میں پیش کیے جائیں جو بد زیب نہ ہو، لیکن اگر اس میں مجھے کامیابی نہیں ہوئی تو یہ امر میری ناقابلیت پر محمول کرنا چاہیے ۔ فقط

اضعف الوریٰ

محمد عزیز مرزا

قلعۂ بیڑ

یکم مئی ۱۹۰۵ء

وکرم اروسی

تمہید

زندۂ جاوید و قائم بالذات شیو[1] جس کا قرب پُر خلوص عبادت و ریاضت سے بآسانی حاصل ہو سکتا ہے، تم کو مسرت دائمی سے ہم آغوش کرے - وہ شیو جس کو ویدانت[2] میں ایسی ذات سے تعبیر کیا گیا ہے جو زمین و آسمان پر محیط ہونے کے بعد بھی منتہی نہیں ہوتی اور جس کی نسبت اس میں ایشور (جس کا کوئی مالک نہ ہو) کا لفظ نہایت صحیح معنی میں استعمال ہوا ہے اور جس کی تلاش نجات دائمی کے طالب ، عقیدت مند دل اور جبس دم کے ذریعے سے کرتے ہیں -

نظم دعائیہ کے بعد

منیجر[3] - بس لفاظی ہو چکی (پردے کی طرف دیکھ کر) ماریش[4] ادھر تو آ ! (آتا ہے) -

اکٹر[5] - جناب بندہ حاضر ہے -

---

۱ - کالی داس نے جو صفات شیو سے منسوب کیے ہیں وہ در اصل برہما (خالق اکبر) کے لیے مخصوص ہیں -

۲ - ویدانت سے مراد آپ نیشد سے ہے -

۳ - سنکرت میں ستردھار کہتے ہیں -

۴ - اعزازی لقب ایکٹروں سے خطاب کرنے کے لیے -

۵ - سنسکرت میں ایکٹر کو پاری پار شوک کہتے ہیں -

منیجر ۔ ماریشا ، حاضرین مجلس نے قدماء کے ناٹک اکثر دیکھے هیں ، لیکن آج میرا ارادہ ہے کہ ایک ایسے ناٹک کا تماشا دکھاؤں جو آج تک کسی نے نہ دیکھا ہو ۔ اس کا نام 'وکرم آروسی' ہے ، پس اکٹروں سے کہو کہ اپنا کام هوشیاری سے انجام دیں ۔

اکٹر ۔ جو حکم جناب کا ۔ (چلا جاتا ہے)

منیجر ۔ اب میں معزز حاضرین مجلس کی خدمت میں دو لفظ عرض کرتا هوں (مجرا بجا لا کر) آپ 'کالی داس' کی اس تصنیف کو کامل توجہ سے خواہ هم پر جو آپ کے ادنیٰ خادم هیں نظر عنایت رکھ کر، خواہ اس عمدہ ناٹک کے نامور مصنف کے ادب کے لحاظ سے سماعت فرمائیں ۔

(پردے کے پیچھے)

دهائی ہے دهائی ہے ، ہے کوئی جو دیوتاؤں کا دوست اور آسمان پر چلنے کی قدرت رکھتا ہو ؟

(کان دے کر)

منیجر ۔ اهاهاها ! آسمان سے یہ کیسی آواز آ رهی ہے ، جس نے مجھ‌کو ختم کلام بھی نہ کرنے دیا ۔ شاید کسی ٹیری کے چیخنے کی آواز ہے ، یا کوئی بھونرا پھولوں کی بو سے مست ہو کر بھن بھنا رها ہے ، یا کوئی کوئل کوک رهی ہے ، یا آسمانی پریاں کوئی گیت خوش الحانی سے گن‌گنا رهی هیں ۔ نہیں ، نہیں ۔ هاں اب میں سمجھا، وہ آسمانی پری جو نر کے دوست رشی نارائن[1] کی ران سے

---

[1] ۔ نارائن اور نر دو قدیم رشی هیں جن کا ذکر وید میں بھی ہے ۔ وہ وشنو

بقیہ حاشیہ صفحہ ٤١ پر

پیدا ہوئی تھی ، معلوم ہوتا ہے کہ کیلاش کے راجہ کوبیر[1] کی خدمت میں حاضر ہو کر واپس آ رہی تھی کہ راستے میں دیوتاؤں کے دشمنوں نے اس کو گرفتار کر لیا ، اسی وجہ سے آسانی پریاں[2] دہائی دے رہی ہیں - (چلے گئے)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰

کے اوتار بھی سمجھے جاتے ہیں - چونکہ اُن کا زہد و اتقا بڑھا ہوا تھا ، اس لیے اندر کو اُن پر حسد پیدا ہوا اور اُس نے اُن کے بہکانے کے لیے عشق کے دیوتا کام کو بسنت اور آسانی پریوں کے ساتھ بھیجا - رشی اندر کا مطلب سمجھ گئے اور بہت ہی اخلاق سے پیش آئے اور پھر رشی نارائن نے ایک پھول اپنی ران پر رکھا جو فوراً ایک پری کی شکل میں نمودار ہوا جس کے حسن و جمال کی یہ کیفیت تھی کہ سب آسانی پریاں اُس کو دیکھ کر شرما گئیں، اُس کا نام اُروسی قرار پایا اور رشی نے اُس کو اندر کی نذر کر دیا -

۱ - کوبیر - دولت کا دیوتا ، جس کا دارالسلطنت ایک مشہور شہر واقع کوہ کوجمیر ہے -

۲ - سنکرت نام اپسرس ہے - یہ عورتیں آسان پر رہتی ہیں - نہانے دھونے کی شوقین ہیں اور تبدیل ہیئت اور علم اشراق کی ماہر ہیں - وہ دیوتاؤں کی رنڈیاں سمجھی جاتی ہیں اور اندر کی تابع ہیں اور اندر کو جب کبھی کسی انسان کے زہد و اتقا پر رشک آتا ہے تو وہ انہیں سے ایک یا دو کو اُس کا زہد توڑ دینے کے لیے بھیج دیتا ہے -

ایکٹ پہلا

منظر : کوہستان ہمالیہ پر ایک مقام

(آسمانی پریاں آتی ہیں)

دہائی ہے، دہائی ہے - ہے کوئی دیوتاؤں کا دوست اور آسمان پر چلنے کی قدرت رکھنے والا ؟ (دفعۃً راجا پروراوس[1] رتھ میں سوار رتھ بان کے ساتھ داخل ہوتا ہے)

راجا - بس رونا دھونا موقوف کرو ، آؤ مجھ پروراوس کے پاس آؤ جو سورج کی پوجا کر کے آ رہا ہے اور بتاؤ کہ کس سے تم کو بچایا جائے -

پریاں - دیوں کی دست درازی سے -

راجا - معلوم بھی تو ہو کہ کس قسم کی دست درازی کی گئی -

رمبھا - جناب سنیے ! ہماری پیاری سکھی اروسی جو آسمان کا زیور اور اندر[2] کا آلہ زاہد فریب تھی اور جس نے پاربتی[3]

---

۱ - پروراوس بڑا عالی خاندان راجہ تھا - اپنی ماں ایلا کی طرف سے سورج کی اولاد سے تھا اور باپ بدھ کی طرف سے چاند کی - گویا کہ سورج کا پر نواسہ اور چاند کا پوتا تھا ، یعنی چندر بنسی تھا -

۲ - وید کے بموجب اندر آسمان کا راجہ سمجھا جاتا ہے اور اُس کا درجہ دیوتاؤں میں سب سے بڑا ہے ، گو کہ وہ غیر مخلوق نہیں سمجھا جاتا - وہ مینہ برساتا ہے اور اپنے روشن ہتیار وجر (شہابہ) کے ذریعے سے دیوں کو سزا دیتا ہے - پران کے بموجب اُس کا درجہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۷ پر

جیسی مست غرور حسن کو شرمایا تھا ، کوبر کے محل سے واپس آ رہی تھی کہ کیشی نامی دیو نے جو هرانیاپور (شہر زرّین) میں رہتا ہے ، راستے هی میں اس کو آ لیا اور چتر لیکھا کے ساتھ قید کر کے لے گیا ۔

راجا ۔ تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بد خصال کدھر گیا ؟

سہجینا ۔ گوشۂ شمال و مشرق میں ۔

راجا ۔ خوف و هراس کو خیر باد کہو ، میں تمھاری سکھی کو تم سے ملانے کی کوشش کرتا هوں ۔

پریاں ۔ چندربنسیوں کا یہی شیوہ ہے ۔

راجا ۔ تم کس مقام پر میری منتظر رهو گی ؟

پریاں ۔ اسی سامنے کی چوٹی هیم کوٹ[1] پر ۔

پروراوس ۔ (رتھ بان سے) اچھا رتھ گوشۂ شمال و مشرق کی طرف بڑھاؤ ، اور ذرا باگ ڈھیلی کرو ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۲

برهما وشنو اور شیو سے کم ہے مگر دوسرے دیوتاؤں کا راجہ ہے اور اس لیے اُس کو مہندر اور دیوندر اور سوریند بھی کہتے هیں ۔ پران کے بموجب اندر کو اپنا درجہ قائم رکھنے کے لیے ضرور ہے کہ یا تو سوا سو میدہ (گھوڑوں کی قربانی) کرے یا ریاضت و عبادت میں خاص کمال حاصل کرے ، اس لیے جب اُس کو اطلاع هوتی ہے کہ کوئی انسان غیر معمولی طور پر قربانیاں کر رها ہے تو وہ آسمانی پریوں کو بھیج کر اُس کے زهد میں خلل انداز هوتا ہے ، یا گھوڑے چروا لیتا ہے تاکہ وہ اُس کے برابر نہ هو سکے ۔

۳ - پاربتی وشنو کی زوجہ اور حسن اور امان کی دیوی ہے ۔

۱ - هیم کوٹ همالیہ کی ایک چوٹی کا نام ہے ۔

رتھ بان ۔ ایوش مان[1] ! جو حکم ، (ایسا ہی کرتا ہے)

پروراوس ۔ (رتھ کی تیزی دیکھ کر) شاباش ، شاباش! واہ کیا تیز رفتاری ہے ، گڑوڑ[2] کے آگے نکل جانے کے بعد بھی پکڑ لینا کچھ بات نہیں ، پھر اندر کے دشمن کو جا لینا کیا مشکل ہے ۔ رتھ کی تیز رفتاری سے آندھی سی چل رہی ہے جو بادلوں کو منتشر کر کے گرد کی طرح اڑائے لیے جاتی ہے ۔ پہیوں کے جلد جلد پھرنے سے آرون کے بیچ میں ایک اور حلقہ آرون کا نمودار ہو گیا ہے ۔ گھوڑوں کے سروں پر اونچی چوھریاں لگی ہوئی ہیں ۔ وہ تصویر کی طرح ساکت و صامت ہیں اور جھنڈیوں کا کپڑا ڈنڈی کے نیچے تنا ہوا ایک حالت پر قائم ہے ، (راجہ مع رتھ اور رتھ بان کے چلا جاتا ہے) ۔

رمبھا ۔ سکھیو واج رشی[3] تو سدھارے ، چلو ہم بھی وعدے کے مطابق اپنے مقام پر چل کر ٹھہریں ۔ (وہ سب جا کر چوٹی پر ٹھہرتی ہیں اور منتظر رہتی ہیں) ۔

رمبھا ۔ کیا تمھارے خیال میں راج رشی کو ہمارے دل کا کانٹا نکالنے میں کامیابی ہوگی ؟

منیکا ۔ اس میں بھی کوئی شک ہو سکتا ہے ؟ مہاراج اندر بھی

---

۱ ۔ ایوش مان بڑی عمر والے ۔ چونکہ رتھ بان ملازم قدیم ہے ، اس لیے اسے طور پر خطاب کرتا ہے ۔

۲ ۔ ایک بہت بڑے فرضی پرند کا نام ہے ، جو نہایت تیز چلتا ہے اور وشنو کی سواری میں رہتا ہے ۔

۳ ۔ راج رشی ۔ رشی سات قسم کے ہوتے ہیں اُن میں راج رشی داخل نہیں ہے ، بلکہ اُس کا درجہ رشیوں سے کم ہے ۔ راج رشی سے وہ شخص مراد ہے جو باوجود چھتری ہونے کے رشیوں کی سی زندگی بسر کرتا ہو ۔

باوجود اپنی تمام عظمت و شان کے جب کوئی سہم درپیش ہوتی ہے تو اسی کو بڑے اعزاز کے ساتھ دنیائے فانی سے بلا کر اپنی فوج کا افسر بناتے ہیں جو اس کے بعد ہمیشہ منصور و فتح مند رہتی ہے ۔

رمبھا ۔ تمھاری زبان مبارک ہو اور وہ اس مہم سے بھی فتح و نصرت کے ساتھ واپس آئے ۔

سہجنیا ۔ (ایک لحظہ کے توقف کے بعد) خوشی مناؤ ، خوشی مناؤ ، دیکھو وہ سامنے راج رشی کا رتھ جس کا نام سوم دت ہے ، ہرن کے معرکے کی جھنڈی اڑاتا ہوا چلا آتا ہے ۔ صورت حال تو یہی کہتی ہے کہ وہ جس کام کا بیڑا اٹھا کر گیا تھا ، اس کو پورا کر کے آ رہا ہے ۔ (سب لوگ دیکھنے لگتے ہیں) ۔

(راجہ رتھ میں سوار آتا ہے ، رتھ بان آگے ہے اور چتر لیکھا اروسی کو جس پر خوف کی وجہ سے غشی طاری ہے سنبھالے ہوئے ہے) ۔

چترلیکھا ۔ سکھی ہوشیار ، سکھی ہوشیار ہو ۔

پروراوس ۔ پری ہمت باندھو ، ہمت باندھو ، او ڈرپوک دل والی! دیوتاؤں کے دشمنوں کا خوف باقی نہیں رہا کیوں کہ اندر کی قوت تینوں جہان کی نگران ہے ، اپنی رسیلی آنکھیں کھول کیوں کہ رات کے اندھیرے کے غائب ہوتے ہی کنول کھل جاتے ہیں ۔

چترلیکھا ۔ ہائے کیا کروں ، ٹھنڈی ٹھنڈی سانسوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہے ، مگر کسی طرح ہوش میں نہیں آتی ۔

پروراوس ۔ بات یہ ہے کہ اس کے دل پر جو پھول کی ڈنڈی سے

بھی زیادہ نازک ہے ، خوف غالب آ گیا ہے ، اور اس کا تھرتھر کانپنا ابھری ہوئی چھاتیوں کے بیچ میں لگے ہوئے چندن کے بار بار اچھلنے سے ظاہر ہوتا ہے ۔

چترلیکھا ۔ پیاری آروسی سنبھل ، یہ خوب ہوئی کہ آسانی پری ہو کر انسان فانی بن گئی ۔ (اروسی ہوش میں آتی ہے)

پروراوس ۔ (خوش ہوکر) ہاں تمھاری سکھی ہوش میں آ رہی ہے ۔ دیکھو اس مہ جبیں کے دماغ سے غفلت کا پردہ اٹھ رہا ہے ، جس طرح کہ اندھیرا چاند کے طلوع ہوتے ہی رات سے جدا ہونا شروع ہوتا ہے ، جس طور پر کہ رات کی آگ دھوئیں سے پاک ہوکر اور بھی پر نور نظر آتی ہے ، یا جس طرح گنگا کناروں پر گرے ہوئے گرد و غبار سے پیچھا چھڑا کر صاف و شفاف بہنے لگتی ہے ۔

چترلیکھا ۔ سکھی ذرا تو اٹھو ، وہ بدمعاش دیوتاؤں کے دشمن شکست نصیب ہوئے ۔

اروسی ۔ (آنکھیں کھول کر) کیا اندر کے قوت بازو سے جو علیم و بصیر ہے ؟

چترلیکھا ۔ نہیں اندر کے قوت بازو سے نہیں بلکہ اس راج رشی پروراوس کی مدد سے جو قوت و اقتدار میں مہندر کے مساوی ہے ۔

اروسی[1] ۔ (راجہ کو دیکھ کر علیحدہ) مجھے تو راکشوں کا الٹا ممنون ہونا پڑا ۔

پروراوس ۔ (اروسی کی طرف دیکھ کر جو اب پوری طرح ہوش

---

۱ ۔ یہ لطافت بیان نوٹ لینے کے قابل ہے ۔

میں آ گئی ہے) کچھ تعجّب نہیں کہ تمام آسمانی پریاں جو نارائن کا تپاس توڑنے کے لیے مامور کی گئی تھیں ، اروسی کو اس کی ران سے نکلتے ہوئے دیکھ کر مارے ندامت کے عرق عرق ہوگئیں، مگر نہیں، ایک تارک الدنیا کو اس کی تخلیق سے کیا مناسبت ؟ ہاں یہ ممکن ہے کہ سہانی روشنی والے چاند نے اس کی تولید میں حصہ لیا ہو ، یا خود عشق کے دیوتا نے جس کا اصلی کام جذبات عشق کا ابھارنا ہے ، اس کو بنایا ہو ، یا بسنت نے اس کی شکل میں جنم لیا ہو ۔ کیوں کہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ایک فرسودہ رشی جس کے حواس وید ہی پڑھتے پڑھتے جواب دے گئے اور جس کے دل سے لذائذ دنیوی کا احساس تو کیا ان کی خواہش بھی فنا ہو چکی ہو، ایسی موہنی مورت بناتا ۔

اروسی ۔ سکھی ہماری دوسری سکھیاں بھلا اس وقت کہاں ہوں گی ؟

چترلیکھا ۔ ان کے نجات دینے والے راجہ جانتے ہوں گے ۔

پرورواس ۔ (اروسی کی طرف دیکھ کر) تمھاری سکھیاں سخت پریشان ہیں ، تم خود جانتی ہو کہ اگر کسی کے سامنے سے تمھارا گزر اتفاقاً ایک مرتبہ ہو جائے اور اس کی نگاہ لذّتِ دیدار سے سیراب ہو تو اومن موہن! اس کی آنکھیں تیری ہی تلاش میں عمر بھر بے قرار رہیں گی ، پھر ان سکھیوں کا پوچھنا ہی کیا ہے جن کے دل تیری ہی پُرجوش محبت سے لبریز ہیں ۔

اروسی ۔ (علیٰحدہ) حقیقت میں راجہ کی باتیں بڑی ہی دل فریب ہیں لیکن اگر چاند سے امرت ٹپکے تو عجب ہی کیا

ہے (باواز) اسی لیے تو میں بھی ان سے ملنے کے لیے بے قرار ہوں ۔

پروراوس ۔ (انگلی سے اشارہ کر کے) او سندری! تمھاری سکھیاں وہ سامنے ہیم کوٹ کی چوٹی پر بیٹھی ہوئی تمھارے چہرے کو، جس پر تازگی کے آثار نمایاں ہوتے جاتے ہیں ، ایسے ہی اشتیاق سے دیکھ رہی ہیں جیسے لوگ چاند کو گرہن سے چھوٹتے ہوئے دیکھا کرتے ہیں ۔

اروسی ۔ (پروراوس کی طرف نظر شوق سے دیکھ کر) وہ بھی میرے ہی جیسے کرب و اضطرار کے ساتھ شربت دیدار پیتا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔

چترلیکھا ۔ (شرارت سے) سکھی وہ کون ؟

اروسی ۔ وہی ہماری سکھیوں کا گروہ ۔

رمبھا ۔ (خوش ہو کر) دیکھو وہ راج رشی ہماری پیاری سکھی اروسی کو جس کے ساتھ چتر لیکھا بھی ہے اسی طرح لیے چلے آ رہے ہیں جس طرح چاند تاروں کو لے کر نکلا کرتا ہے ۔

منیکا ۔ (غور سے دیکھ کر) ہماری دونوں آرزوئیں پوری ہوئیں ، پیاری سکھی بھی ہم سے آ ملی اور راجہ بھی صحیح سلامت واپس آئے ۔

سہجنیا ۔ سکھی تم نے سچ کہا تھا کہ راکشوں پر کامیابی مشکل ہے ۔

پروراوس ۔ بس یہی چوٹی ہے ، رتھ بان رتھ کو اتارو ۔

رتھ بان ۔ ایوش مان کا جو حکم (ایسا ہی کرتا ہے)۔

پروراوس ۔ (یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ اسے دھچکہ پہنچا، اپنے دل

ھی دل میں) اوھو ، اس ناھموار اتار نے تمام تکلیفوں کا معاوضہ کر دیا ۔ رتھ کے دھچکہ کھانے سے میرا شانہ دفعةً اس گول سرین والی کے جسم سے چھو گیا ، جس سے میرے بدن کے تمام رونگھٹے کھڑے ہو گئے، گویا کہ شجر عشق میں کونپل نکل آئی ۔

اروسی ۔ (شرما کر) سکھی ذرا ادھر سرکنا ۔

چترلیکھا ۔ میں کیوں سرکنے لگی ؟

رمبھا ۔ سکھیو آؤ ! اپنے محسن راج رشی کا استقبال کریں ۔ (سب پروراوس کے قریب آتی ھیں) ۔

پروراوس ۔ رتھ بان ذرا ٹھہرا کہ یہ کنول ابرو اور اس کی سکھیاں جو ایک دوسرے سے ملنے کے لیے بے قرار ھیں آپس میں اسی طرح بغلگیر ہوں جیسے کہ بسنت میں قوت نامیہ بیلوں سے ہم آغوش ہوتی ہے ۔ (رتھ بان ایسا ھی کرتا ہے) ۔

پریاں ۔ یہ فتح مہاراج کو مبارک ہو ۔

پروراوس ۔ تم کو بھی اپنی سکھی کا ملنا مبارک ہو ۔

اروسی ۔ (چترلیکھا کی مدد سے رتھ سے اتر کر) سکھیو! آؤ گلے لگ جاؤ ، مجھے کب امید تھی کہ پھر تمھارا دیکھنا نصیب ہوگا (سب گلے ملتی ھیں) ۔

رمبھا ۔ حضور اسی طرح صدھا سال تک اھل عالم کے حامی و مددگار رھیں !

رتھ بان ۔ ایوشی مان ! مشرق کی طرف سے ایک رتھ کے بڑے زور سے آنے کی آواز آرھی ہے ۔ دیکھو پہاڑ کی چوٹی سے کوئی شخص جس کے بازوؤں پر سونے کے کڑے جگمگا رہے ھیں ، بجلی سے چھٹکے ہوئے بادل کی طرح اتر رھا ہے ۔

(پریاں اس کو دیکھ کر سب مل کر) اہاہا ! یہ تو چتررتھ ہے (چتررتھ[1] آتا ہے) ۔

چتر رتھ ۔ (راجہ کی طرف ادب سے دیکھ کر) حضور نے جو داد شجاعت دی ہے وہ قابل مبارکباد ہے ، کیوں کہ اس نے اندر کو بھی زیر بار احسان کیا ہے ۔

پرورواس ۔ اہاہا ! آپ ہیں گن دھربوں[2] کے راجہ (رتھ سے اتر کر) آپ کی تشریف فرمائی موجب سعادت ہے (دونوں ہاتھ ملاتے ہیں) ۔

چتر رتھ ۔ مہربان من واقعہ یہ ہے کہ جب اندر کو نارد[3] کی زبانی معلوم ہوا کہ کیشی اروسی کو اڑا لے گیا تو اس نے حکم دیا کہ گن دھربوں کی فوج اس کے چھڑانے کے لیے جائے ۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے لیکن جب راستے میں بھاٹوں کو آپ کی فتح و نصرت کے آلے گاتے ہوئے سنا تو ہم آپ ہی کی خدمت میں حاضر ہو گئے ۔ ہمارے خیال میں مناسب ہوگا کہ آپ ہمارے ہمراہ اروسی کو لے کر مہاراج اندر کے حضور میں حاضر ہوں ۔ حقیقت میں حضور نے مہاراج اندر کی ایسی نمایاں خدمت کی ہے کہ وہ نہایت ہی قدر کے

---

۱ - چتررتھ کاشی با کا بیٹا منی کے بطن سے ، وہ گن دھربوں کا سردار ہے ۔

۲ - گن دھرب آسانی گویے ہیں جو اندر کے خادم ہیں اور وہی آسانی فوج بھی ہیں ۔

۳ - نارد - ایک نہایت مشہور آسانی رشی ہے ، آس کا باپ برہما ہے اور وہ بین بجاتا برہما کی مدح کے گیت گاتا ہمیشہ پھرتا رہتا ہے اور دیوتاؤں کا قاصد انسانوں کے لیے اور انسانوں کا قاصد دیوتاؤں کے لیے سمجھا جاتا ہے ۔

قابل ہے، کیوں کہ ملاحظہ فرمائیے سب سے پہلے یہ پری نارائن رشی نے اندر کی نذر کی تھی اور اب اس کے دوست یعنی آپ نے واکشی کے پنجے سے نجات دے کر عطا فرمائی ۔

پروراوس ۔ نہیں ، یہ نہ فرمائیے، یہ خود اندر ہی کی قوت بازو کا کرشمہ ہے کہ ان کے ہوا خواہوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلے میں کامیابی نصیب ہوتی ہے ۔ شیر ببر کے دھاڑنے کی صدائے بازگشت پہاڑوں کی کھوھوں میں گونج کر ہاتھیوں کا دل دہلا دیتی ہے ۔

چتر رتھ ۔ آپ کو ایسا ہی سمجھنا چاہیے کیوں کہ خاکساری شجاعت کا زیور ہے ۔

پروراوس ۔ کیا کہوں وقت کی تنگی اندر کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتی ، پس آپ ہی میری طرف سے پری کو مہاراج کی خدمت میں پیش فرما دیجیے ۔

چتر رتھ ۔ آپ کی جو مرضی، پریواس راستے سے (پریاں روانہ ہوتی ہیں) ۔

اروسی ۔ (علیحدہ) سکھی چتر لیکھا راج رشی میرا محسن تو ہے لیکن اس سے اجازت لینے کے لیے دل یاری نہیں دیتا ، بس تھوڑی دیر کے لیے تم میری زبان بن جاؤ ۔

چترلیکھا ۔ (پروراوس کے پاس آ کر) جناب عالی! اروسی کا معروضہ ہے کہ اگر حضور اجازت دیں تو میں حضور کی ناموری بہترین یادگار کے طور پر اپنے ہمراہ سورگ[1] کو لیتی جاؤں ۔

---

۱ ۔ سورگ اندر کے آسمان کا نام ہے اور اس لیے مجازاً اس کے معنے بہشت کے لیے جاتے ہیں ۔

پروراوس ۔ اچھا رخصت، پھر ملیں گے ۔ (تمام پریاں گن دھریوں کے ساتھ آسمان پر اڑنا ظاہر کرتی ہیں) ۔

اروسی ۔ (کسی قدر جھجک کر) اوھو! میری موتیوں کی مالا اس کمبخت بیل میں الجھ گئی (اسی بہانے سے مڑ کر راجا کی طرف دیکھتی ہے) سکھی چترلیکھا ذرا چھڑانا ۔

چترلیکھا ۔ (مسکرا کر) ہاں الجھی بھی بے ڈھب ہے، اس کا چھڑانا تو آسان نہیں لیکن خیر کوشش کروں گی ۔

اروسی ۔ (مسکرا کر) سکھی ابھی جو تم نے کہا اس کو دل میں رکھنا (چترلیکھا مالا چھڑاتی ہے) ۔

پروراوس ۔ اوبیل ! تو نے اس کو ایک لحظے کے لیے روک کر مجھ پر عجب خوشگوار احسان کیا، کیوں کہ تیری بدولت پھر مجھے اپنے من موہن کے بانکے چہرے اور تیکھی چتون کا نظارہ نصیب ہو گیا ۔

رتھ بان ۔ ایوش مان ، ملاحظہ ہو کہ حضور کا تیر خداوند باد[1] کی مدد سے اندر کے گناہگار راکشوں کو سمندر میں ڈبو کر پھر حضور کے ترکش میں اسی طرح آ گیا جیسے اژدھا اپنی بانبی میں ۔

پروراوس ۔ اچھا ذرا رتھ قریب لاؤ میں سوار ہوں ۔ (رتھ بان رتھ قریب لاتا ہے اور راجا اس میں سوار ہوتا ہے) ۔

اروسی ۔ (آہ سرد بھر کر پروراوس کی طرف دیکھ کر چترلیکھا اور اپنے دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ چلی جاتی ہے) ۔

پروراوس ۔ (جس راستے سے اروسی گئی ہے ادھر نظر جمائے ہوئے)

---

۱ ۔ دایو ہوا کا دیوتا ہے ۔

افسوس یہ عجب معمّا ہے کہ مدن[1] کو ہمیشہ ان ہونی باتوں ہی کی ٹوہ رہتی ہے - ہائے وہ آسانی پری میرا دل زبردستی میرے سینے سے نکال کر فضائے عالم سے عالم بالا کو لے کر ایسی چلتی پھرتی نظر آئی جیسے راج ہنس کنول کے ٹوٹے ہوئے ڈنٹھل سے اس کا لطیف ریشہ نکال کر ہوا ہو جاتا ہے -

۱ - مدن عشق کا دیوتا ہے -

ایکٹ دوسرا

منظر: شہر پراگ میں راجا پروراوس ، خانۂ باغ

(ودوشک آتا ہے)

ودوشک[1] ۔ اوہو ! راجا کے راز سے تو میرا پیٹ پھٹا جاتا ہے ۔ میرا بعینہ وہی حال ہے جو کسی غریب برہمن کا دعوت میں عمدہ عمدہ غذائیں کھانے کے بعد ہوتا ہے، بے شک جہاں اژدحام ہوگا وہاں میری زبان کبھی قابو میں نہ رہے گی ، اچھا چلو ایسے مقام پر چلیں جہاں مجمع کم ہو ، وہیں حضور کے دربار برخاست فرمانے کا انتظار کریں ۔ (پھرپھرا کر بیٹھ جاتا ہے) (ایک چھوکری آتی ہے) ۔

چھوکری ۔ آج حضور رانی صاحبہ نے جو راجا کاشی کی دختر ہیں ، مجھ سے ارشاد فرمایا ہے کہ جب سے حضور راجا صاحب سورج کی پوجا سے واپس تشریف لائے ہیں ، ان کا دھیان کچھ اڑا سا معلوم ہوتا ہے ، اس لیے تو جا کر ان کے

---

۱ - قدیم زمانے میں راجاؤں کے ساتھ ایک ندیم خاص رہا کرتا تھا ، جس کا کام تھا کہ اپنے پرلطف مذاق سے اُن کا دل بہلائے اور اُن کے ہر راز میں شریک رہے، اُس کو ودوشک کہتے ہیں - جس طرح کہ دربار اکبری میں بیربل اور ملا دوپیازہ تھے - ناٹکوں میں وہ عموماً بدصورت بندر کی شکل کا سمجھا جاتا ہے -

پیارے جلیس و انیس اریا[1] مانوک[2] سے ان کی پریشانی کا سبب دریافت کر ، لیکن اس کائیاں برھمن کا داؤ میں لانا کچھ آسان نہیں ھے ، مگر کیوں؟ راجا کا راز تو اس کے پیٹ میں اتنی دیر بھی نہیں ٹھہر سکتا ، جتنی صبح کی شبنم گھاس پر ۔ چلو اسے ڈھونڈیں (دیکھتی پھرتی ھے) آھا ! آریا مانوک تو یہیں سامنے کسی نہ کسی وجہ سے ایسے بے حس و حرکت بیٹھے ھیں جیسے تصویر میں بندر ، لاؤ ذرا ان کے قریب چلیں (قریب جا کر) آریا ، آریا نمشکار ۔

ودوشک ۔ سکھی رھو ۔ اس بیسوا کے دیکھنے سے تو راجا کا راز میرا پیٹ پھاڑ کر نکلا پڑتا ھے ۔ (بآواز) اچھا پنونیکا ! آج گانا بجانا چھوڑ کر کدھر آ نکلیں ۔

پنونیکا ۔ رانی صاحبہ کے حکم سے جناب ھی کی خدمت میں حاضر ھوئی ھوں ۔

ودوشک ۔ حضور رانی صاحبہ کا کیا حکم ھے ؟

پنونیکا ۔ جناب رانی صاحبہ کا ارشاد ھے کہ آپ ھمیشہ سے ان کے ھوا خواہ ھیں اور جب کبھی کسی غیر معمولی امر سے ان کو فکر و تردد لاحق ھوتا ھے تو آپ ان کی طرف سے غافل نہیں رھتے ۔

ودوشک ۔ (اندازے سے) کہیں راجا صاحب سے تو کوئی امر خلاف مزاج نہیں ھوا ؟

پنونیکا ۔ جناب تقدّس مآب کیا عرض کروں، غضب ھوا، راجاصاحب

---

۱ ۔ اریا ۔ معزز طریقہ خطاب ۔
۲ ۔ مانوک بمعنی مردک ۔

رانی صاحبہ سے اس عورت کے نام سے خطاب کر بیٹھے جس کی محبت کا دم بھرتے ہیں ۔

ودوشک ۔ (دل ہی دل میں) ہیں ! حضور نے خود ہی راز فاش کر دیا ، پھر میں کیوں اپنی زبان بند رکھ کر اپنی جان مصیبت میں ڈالوں ؟ (بآواز) ہیں ! کیا رانی صاحبہ سے اروسی کے نام سے خطاب کر بیٹھے ؟ کیا کہوں جب سے حضور نے اس پری کو دیکھا ہے وہ اپنے آپے میں نہیں رہے ۔ رانی صاحبہ ہی کو کیا مجھے بھی تمام اشغال سے منہ موڑ کر سخت پریشان کر رکھا ہے ۔

پنونیکا ۔ (اپنے دل میں) اچھا راجا صاحب کے قلعۂ راز میں سرنگ تو لگ گئی ہے ۔ (بآواز) جناب عالی میں رانی صاحبہ کی خدمت میں کیا عرض کروں ؟

ودوشک ۔ جناب ممدوحہ کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرنا کہ میں پہلے راجا صاحب کو اس سراب آسا خبط سے نکال لوں اس کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا ۔

پنونیکا ۔ جو ارشاد ۔ (چلی جاتی ہے) ۔

(ایک بھاٹ پردوں کے پیچھے سے) راجا کی جے ۔ ہمارے راجا اور دن کے مالک آفتاب کی حالت یکساں ہے ، جس طرح آفتاب صبح سے شام تک دنیا سے تاریکی و ظلمت دور کرنے میں مصروف رہتا ہے ، اسی طرح ہمارا راجا اپنی رعایا کے تاریک خیالات کو دور کر کے اپنی مملکت کو نور انصاف سے منور کرتا ہے اور جس طرح پر کہ وہ عظمت و شان کا مالک نصف النّہار پر پہنچ کر ایک لحظے کے لیے اپنے دورے کو ملتوی کر کے سستاتا ہے ، اسی

طرح ہمارا راجا بھی دن کے چھٹے حصے[1] میں آرام لیتا ہے ۔

ودوشک ۔ (سن کر) اھا ! راجا صاحب دربار برخاست کر کے آ رہے ھیں ، چلو میں بھی ادھر ھی چلوں ۔ (جاتا ہے)

(عشق کا مارا راجا اور ودوشک آتے ھیں)

پروراوس ۔ اف ! مدن کے نہ خطا کرنے والے تیر نے میرے دل میں سرنگ لگا کر راستہ صاف کیا اور نظر کا پڑنا تھا کہ وہ آسمانی حسن کی دیبی میرے تخت دل پر متمکن ھو گئی ۔

ودوشک ۔ (دل میں) حقیقت میں کاشی کے راجا کی غریب بیٹی بڑی مصیبت میں ھوگی ۔

پروراوس ۔ بارے آپ نے میرا راز تو محفوظ رکھا ؟

ودوشک ۔ (نہایت انتشار سے دل میں) افسوس افسوس ! میں اس چنچل چھوکری کے جل میں آ گیا ورنہ اس سوال کا کیا موقع تھا ؟

پروراوس ۔ (خوف زدہ ھو کر) یہ خاموشی کیسی ؟

ودوشک ۔ میں نے زبان کو ایسی مضبوطی سے جکڑ رکھا ہے کہ چھٹے ھی حضور کو بھی جواب نہیں دے سکتا ۔

پروراوس ۔ بہت خوب ، لیکن ھائے میں کہاں جا کر جی بہلاؤں ؟

ودوشک ۔ باورچی خانے کو چلیے اور کہاں ؟

---

۱ ۔ رس کیار کے دیکھنے سے معلوم ھوتا ہے کہ راجا کا دن اور رات آٹھ حصوں میں جن میں سے ہر حصہ ڈیڑھ گھنٹہ کا ھوتا تھا تقسیم ھوتا تھا اور ھر حصے کے لیے مخصوص کام مقرر تھے ۔ چھٹا حصہ دن کا اور چوتھے اور پانچویں حصے رات کے آرام کے لیے مخصوص تھے ۔

پروراوس ۔ وہاں کیوں جانے لگے ؟

ودوشک ۔ کیوں کی خوب ہوئی ، ابھی حضرت وہاں پانچوں[1] قسم کی رسوئی تیار ہو رہی ہے ، قسم قسم کے مصالح جمع ہیں ، ان کے دیکھتے ہی سب پریشانی ہوا ہو جائے گی ۔

پروراوس ۔ (مسکرا کر) اس میں شک نہیں کہ جناب کو اپنی مرغوب چیزیں دیکھ کر مسرت بے انداز ہوگی لیکن مجھ جیسے شخص کا دل کیوں کر بہل سکتا ہے ؟ جس کی آرزوؤں کو بر آنے سے بیر ہے ۔

ودوشک ۔ کبھی اس کی نظر حضور پر بھی پڑی ؟

پروراوس ۔ پڑی بھی تو کیا ؟

ودوشک ۔ اگر ایسا ہے تو میرے خیال میں آپ کی آرزوؤں کا نہ بر آنا معلوم ۔

پروراوس ۔ یقین مانو ، دوستی نے تمھاری آنکھیں بند کر دی ہیں ، ذرا سوچ سمجھ کر کہو ۔

ودوشک ۔ جو کچھ حضور فرماتے ہیں اس سے میری حیرت اور بڑھتی ہے ، کیا دیبی آروسی حقیقت میں اسی طرح حسن میں بے نظیر ہے جس طرح کہ حضور کا خادم تناسب اعضا میں ؟

پروراوس ۔ مانوک کیا کہوں ، اس کا سراپا بیان کرنا ممکنات سے نہیں ہے ، خیر مختصر سن ۔

---

۱ ۔ قدیم ہندوؤں میں رسوئی کی پانچ قسمیں ہوتی تھیں ، جن کی تفصیل یہ ہے (۱) لبھکشی جو چبا کر کھائی جائے (۲) بھوجی جو بلا چبائے کھائی یا نگلی جاوے (۳) لیہی جو چاٹی جائے (۴) جوشی جو چوس کر کھائی جائے (۵) پئی جو پی جائے ۔

ودوشک ۔ میں ہمہ تن‌گوش ہوں ، فرمائیے۔

پروراوس ۔ دوست! اس کا جسم زیوروں کا زیور اور بہترین سنگھاروں کا سنگھار ہے ، عرف عام میں جو چیزیں حسن کی معیار سمجھی جاتی ہیں اگر اس کی رعنائی سے الٹا ان کی زیبائی کا اندازہ کیا جائے[1] تو بجا ہے ۔

ودوشک ۔ اچھا میں سمجھا ، اسی لیے حضور نے آسمانی رس[2] پر ٹٹیری[3] کی طرح نظر جمائی ہے ۔

پروراوس ۔ مریض عشق کو سوائے تنہائی کے کہیں کل نہیں پڑتی ، بس چلو خانۂ باغ ہی چلیں ۔

ودوشک ۔ (دل میں) بھلا وہاں کیا رکھا ہے ۔ (بآواز) خداوند ادھر سے تشریف لائیے۔ (مڑکر) حضور کے خیر مقدم کے لیے نسیم جنوبی گویا کہ خود خانۂ باغ کی فرستادہ بڑھی آ رہی ہے ۔

پروراوس ۔ (غور کر کے) یہ تام ہوا کے لیے نہایت ہی موزوں ہے ، باد بہاری ادھر نو بسنتی بیل کو شہد سے مالا مال کر رہی ہے ، ادھر عشق پیچاں کے نچانے میں مصروف ہے ۔ اس واقعی گرم جوشی اور ظاہر داری کی چاپلوسی سے معلوم ہوتا ہے کہ میری طرح اس نے بھی کسی سے

---

۱ ۔ چونکہ علم بلاغت کے بموجب مشبہ بہ کو مشبہ پر غالب سمجھا جاتا ہے اس لیے شاعر کہتا ہے کہ یہاں معاملہ بر عکس ہے ، یعنی مشبہ مشبہ بہ پر غالب ہے ۔

۲ ۔ رس کے معنی سنسکرت میں عشق کے بھی ہیں اور عرق کے بھی ۔

۳ ۔ ٹٹیری کے نسبت مشہور ہے کہ سوائے مینہ کے اور کسی قسم کا پانی نہیں پیتی ۔

لو لگائی ہے[1] -

ودوشک - تو حضور کو بھی یہی طریقہ[2] اختیار کرنا چاہیے - (مڑ کر) لیکن خانہ باغ کا دروازہ تو یہی ہے ، بس تشریف لائیے -

پروراوس - تم سبقت کرو - (دونوں داخل ہوتے ہیں) -

پروراوس - دوست کیا کہوں ، میرا یہ خیال صحیح نہ تھا کہ خانہ باغ میں آ کر غم غلط ہوگا - میں درد دل کی تسکین کی خاطر باغ میں دوڑتا ہوا آیا مگر میری وہی کیفیت ہے کہ ندی کے چڑھاؤ پر جاتا ہوں مگر بہاؤ نیچے کی طرف گھسیٹے لیے جاتا ہے -

ودوشک - یہ کیوں کر ؟

پروراوس - پہلی بات تو یہ ہے کہ عشق نے میرے دل کو زخمی کیا ہے اور اس کمبخت کا یہ حال ہے کہ وہ ایسی آرزوؤں سے لو لگائے ہوئے ہے جن کے بر آنے کی کوئی صورت نہیں - دوسرے جب نسیم جنوبی کو آم کے خزاں رسیدہ پتوں کو گراتے ہوئے دیکھ کر میرا یہ حال ہو گیا ہے تو معلوم نہیں اس کی نوخیز کونپل کے نظارے سے کیا عالم ہوگا ؟

ودوشک - بس اس گریہ و زاری کو موقوف فرمائیے - کچھ ہی دن جاتے ہیں کہ خود مدن آپ کی خواہش پوری کر کے آپ کی تسکین خاطر کا باعث ہوگا -

---

۱ - عشق پیچاں گرمیوں میں ہوتا ہے اور بسنتی بیل برسات میں ، گویا ان دونو بیلوں سے شاعر نے راجا کی بڑی رانی اور جدید معشوقہ سے مثال دی ہے -

۲ - مطلب یہ ہے کہ رانی سے ظاہر داری سے دریغ نہ کرنا چاہیے -

پروراوس ۔ میں برھمن کے الفاظ سے فال نیک لیتا ھوں (دونوں ٹھہرتے ھیں) ۔

ودوشک ۔ ذرا حضور اس باغ کی دلکشی ملاحظہ فرمائیں گویا بسنت کا خیر مقدم کر رھا ھے ۔

پروراوس ۔ میں قدم قدم پر دیکھ رھا ھوں کیوں کہ کروٹی[1] کے پھول کسی البیلے کے ناخنوں کی طرح سرخی میں سپیدی کی جھلک دکھا رھے ھیں اور یہ اشوک کی سرخ کلیاں جن کے کناروں پر سیاہ دھاریاں ھیں اور پنکھڑیوں کے جاؤ سے اور بھی شوخ رنگ ھو رھی ھیں ، کھلنے کے لیے پھٹی پڑتی ھیں اور آم کے درخت نوخیز امبھر سے لدے ھوئے ھیں ، جو ابھی پوری طرح دقیق گل سے مزین نہ ھونے کی وجہ سے بھورا سا معلوم ھوتا ھے ، گویا کہ بسنت اٹھتی جوانی یعنی بچپن اور شباب کے درمیانی زمانے کی بہار دکھا رھا ھے ۔

ودوشک ۔ یہ یاسمین کی بیل کا منڈپ جس میں سنگ موسیٰ کا ایک تخت پڑا ھوا ھے ، حضور کی نظر عنایت کا منتظر ھے ، کیوں کہ بھونروں کے ٹکرانے سے جو پھول گرے ھیں وہ گویا حضور کے خیر مقدم کے لیے جمع کیے گئے ھیں ۔ بس حضور ذرا کرم فرمائیں (مڑ کر دونوں بیٹھتے ھیں) ۔

ودوشک ۔ یہاں آرام سے بیٹھ کر خوشنما بیلوں کا نظارہ کیجیے اور اروسی کے فراق کا غم بھلائیے ۔

پروراوس ۔ (آہ سرد بھر کر) دوست کیا کہوں ، اس کے

---

۱ ۔ اس پھول کا سنسکرت نام کوربک ھے اور مرھٹی میں اس کو کروٹی کہتے ھیں ، اردو نام معلوم نہ ھو سکا ۔

حسن دل آویز کے نظارے سے میری آنکھیں کچھ اس قدر نازک مزاج ہو گئی ہیں کہ وہ باغ کی جھکی ہوئی بیلوں کی طرف، گو کہ وہ پھلی پھولی بھی ہوں، نظر بھر کر بھی نہیں دیکھتیں ـ بس اب میری آرزوؤں کے پورے ہونے کے لیے کچھ اور تدبیر سوچو ـ

ودوشک ـ جناب عالی اہلیہ کے عاشق اندر[1] کا مددگار چاند اور اروسی کے عاشق یعنی آپ کا مددگار میں، دونوں عقل سے خالی ہیں ـ

پروراوس ـ یہ تو نہ کہو، خلوص وہ شے ہے کہ کوئی نہ کوئی تدبیر نکال ہی لیتا ہے ـ

ودوشک ـ اچھا میں غور کرتا ہوں، لیکن مہربانی سے آپ اپنی آہ و زاری سے میرے سوچنے میں مخل نہ ہوجیے ـ (سوچنے کی صورت بناتا ہے) ـ

پروراوس ـ (یہ ظاہر کر کے کہ اُس نے گویا کوئی اچھا شگون[2] دیکھا) ـ اُس چودھویں رات کے چاند سے چہرے والی سندری کا وصال کچھ آسان نہیں ہے، لیکن پھر بھی

---

۱ ـ راماین کے بموجب اہلیہ پہلی عورت ہے جس کو برھما نے پیدا کیا اور پیدا کرنے کے بعد اُس کو گوتم کو دیا ـ اندر اُس کو دیکھ کر فریفتہ ہوگیا اور اُس کے شوہر کی غیر حاضری میں اُس کی شکل میں نمودار ہو کر اُس کو خراب کیا ـ گوتم نے اندر کو اس بھیس میں بھاگتے ہوئے دیکھا تو اُس کو سخت بد دعا دی اور اُس کی رجولیت کو معدوم کر دیا ـ یہ تو پران کا قصہ ہے، لیکن از روے وید معلوم ہوتا ہے، کہ اہلیہ سے مراد رات ہے اور اندر سے مراد آفتاب اور گو آفتاب ہمیشہ رات کی تلاش میں پھرتا رہتا ہے مگر وہ اُس کے ہاتھ نہیں لگتی، پس اگر چاند آفتاب کی مدد کرنا چاہے تو یہ اُس کا جنون ہے ـ

۲ ـ سیدھی آنکھ یا سیدھے بازو کا پھڑکنا اچھا شگون سمجھا جاتا ہے ـ

جذبات عشق کا تقاضا جو کچھ سمجھ میں نہیں آتا چلا ہی جاتا ہے اور کیا کہوں میرے دل کو بھی اب تو کچھ تسکین سی محسوس ہو رہی ہے ، گویا کہ میری آرزوئیں عنقریب بر آنے والی ہیں (امید ظاہر کرتا) ۔ (آروسی اور چترلیکھا آسمان پر اُڑتی ہوئی نظر آتی ہیں) ۔

چترلیکھا ۔ بتاؤ تو کہاں منہ اٹھائے چلی جا رہی ہو ، میں بھی تو سنوں ۔

آروسی ۔ مجھ سے کیا پوچھتی ہو ، اپنے دل سے سوال کرو ۔ کیا تم کو اپنا وعدہ یاد نہیں رہا جو تم نے ہیم کوٹ کی چوٹی پر میری مالا بیل کے کانٹوں سے چھڑاتے وقت چھیڑتے کیا تھا ۔

چترلیکھا ۔ اچھا کیا راج رشی پروراوس کے یہاں جانے کا قصد ہے ؟

آروسی ۔ جانے کو تو جاتی ہوں مگر بڑی بے حیائی کی بات ہے ۔

چترلیکھا ۔ کسی کو آگے بھی روانہ کیا ہے ؟

آروسی ۔ اپنے دل کو ۔

چترلیکھا ۔ پہلے خوب غور کر لو ۔

آروسی ۔ عشق کا دیوتا خود ڈھکیلتا ہوا لیے جا رہا ہے ، پھر غور کروں تو کیا ؟

چترلیکھا ۔ اب میں کچھ نہیں کہہ سکتی ۔

آروسی ۔ اچھا کوئی ایسا راستہ ہی بتاؤ کہ ہم بے روک ٹوک پہنچ جائیں ۔

چترلیکھا ۔ ناحق ڈری جاتی ہو ، کیا دیو گرو[1] نے ہم کو بالوں کا جوڑا باندھنے کا وہ طریقہ[2] نہیں سکھایا ہے جو ہم کو تمام راکسوں کی دست درازیوں سے محفوظ و مصئون رکھ سکتا ہے ؟

آروسی ۔ سچ کہا، میں بھول گئی تھی ۔ (سدھوؤں[3] راستے پر اترتی ہے ۔

چترلیکھا ۔ وہ دیکھو راجا کا محل جو گویا پراتستھان[4] کی کلغی کا جواہر ہے ، اپنی پر شوکت تصویر گنگا کے شفاف پانی میں جو جمنا کے سنگم سے اور بھی مقدس ہوگیا ہے دیکھ رہا ہے ۔

اروسی ۔ (غور سے دیکھ کر) بلکہ یہ کہو کہ خود سورگ کو کسی نے اٹھا کر یہاں رکھ دیا ہے (پھر سوچ کر) لیکن سکھی بے کسوں کا والی کہاں ہے ؟

چترلیکھا ۔ چلو اس خانہ باغ میں چلیں جو نندن[5] بن کا ایک تختہ معلوم ہوتا ہے ، وہیں یہ بھی دریافت کر لیں گے ۔ (دونوں اترتی ہیں) ۔

چترلیکھا ۔ (راجا کو دیکھ کر خوشی سے) دیکھو وہ سامنے بیٹھا تمھارا انتظار کر رہا ہے ، جس طرح چاند طلوع ہونے

---

۱ ۔ دیو گرو سے مراد برھس پتی یعنی مشتری ہے ۔
۲ ۔ اس منتر کا نام اپر جٹا ہے جو گویا بطور نقش سلیمانی یا اسم اعظم کے ہے کہ پھر کوئی دیو زیر نہیں کر سکتا ۔
۳ ۔ سدھو بڑے مقدس لوگ ہیں جن کے آٹھ قوتیں ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ وہ زمین و آسمان کے مابین جو کرہ ہے اس میں رہتے ہیں ۔
۴ ۔ راجا پروراوس کے دارالحکومت کا نام ہے ۔
۵ ۔ نندن بن اندر کے آسمانی باغ کا نام ہے ۔

کے بعد کچھ دیر چاندنی کا منتظر رہا کرتا ہے ۔

اروسی ۔ سکھی کیا کہوں ، مہاراج تو پہلے سے زیادہ دل ربا معلوم ہوتے ہیں ۔

چترلیکھا ۔ یہ تو ظاہر ہی ہے ، لیکن ذرا قریب چلو ۔

اروسی ۔ (منتر کے زور سے نظروں سے غائب ہو کر) میں جا کر برابر کھڑی ہوتی ہوں اور سنتی ہوں کہ وہ اس عالم تنہائی میں اپنے محرم راز سے کیا باتیں کر رہا ہے !

چترلیکھا ۔ جو مرضی (دونوں نظروں سے غائب ہو جاتی ہیں) ۔

ودوشک ۔ جناب عالی میں نے اس ناقابل رسائی معشوقہ کے وصال کی ایک تدبیر سوچی ہے ۔

پروراوس ۔ (خاموش رهتا ہے) ۔

آروسی ۔ سکھی وہ کون عورت ہوگی جو باوجود راجا کے گرویدہ ہوئے کے اپنے آپ کو اس قدر کھینچتی ہے ؟

چترلیکھا ۔ تم تو بڑی ننھی ہو ، کیا تم مکاشفے کے ذریعے سے نہیں معلوم کر سکتیں ؟

آروسی ۔ کر تو سکتی ہوں مگر کرتے ہوئے ڈر معلوم[1] ہوتا ہے ۔

ودوشک ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ میں نے ایک تدبیر سوچی ہے ۔

پروراوس ۔ وہ کیا ؟

ودوشک ۔ بس ذرا آنکھیں بند کر کے غنودگی میں جائیے ، عالم خواب میں اپنے آپ وصال نصیب ہو جائے گا ، یا

---

۱ ۔ یہ لطافت بیان قابل ملاحظہ ہے ۔

دیبی اروسی کی تصویر کھینچ کر دیکھا کیجیے ۔

آروسی ۔ او بے قرار دل اب تو ذرا مطمئن ہو ۔

پرورادس ۔ دونوں تجویزیں بے کار ہیں ۔

(۱) جب میرے دل پر عشق کا دیوتا تیر پر تیر برسا رہا ہے تو نیند کیوں کر آئے گی کہ خواب میں وصال نصیب ہو ؟

(۲) جب اس مہ جبین دل ربا کی تصویر کھینچنے بیٹھوں گا تو اس کے حسن کے تصوّر سے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئیں گے پھر تصویر کی تکمیل کیوں کر ہو سکے گی ؟

چترلیکھا ۔ سکھی سنا ؟

اروسی ۔ سنا تو مگر دل کو ابھی تک پورے طور پر یقین نہیں آتا ۔

چترلیکھا ۔ خیر نہ سہی میری عقل تو اس سے زیادہ کام نہیں کرتی ۔

پرورادس ۔ (آہ سرد بھر کر) اس کی بلا کو کیا خبر کہ میں کیسی سخت مصیبت میں مبتلا ہوں ؟ اور اگر بالفرض مکاشفے سے میری تپش دل کا حال معلوم بھی ہو گیا ہے تو اس کو کیوں پرواہ ہونے لگی ؟ پس اے پانچ تیر والے دیوتا مدن ، اگر اس کے وصال کی آرزو بر آنے والی نہیں ہے تو خیر اسی کا تصفیہ کر دے ۔

چترلیکھا ۔ کچھ سنا ؟

اروسی ۔ ہائے کیا کروں وہ تو مجھے ایسا سنگ دل سمجھتا ہے لیکن ابھی میں سامنے آ کر دو بدو جواب نہیں دے سکتی ۔ اچھا لاؤ اس بھوج پتر ہی کے ذریعے سے جو

تقدیر سے موجود بھی ہے اسے متنبہ کروں ۔

چترلیکھا ۔ میرے خیال میں بھی مناسب ہے ۔

اروسی ۔ (جلدی جلدی لکھتی ہے) ۔

ودوشک ۔ (دیکھ کر) ہیں یہ سانپ کی کینچلی سی کیا سامنے آ پڑی ؟ کہیں مجھے کھا تو نہ جائے گی ؟

پروراوس ۔ (غور سے دیکھ کر) یہ تو بھوج پتر ہے اور اس پر کچھ لکھا ہوا بھی ہے ۔

ودوشک ۔ ہاں میں سمجھا ، دیبی اروسی نے ہماری نظروں سے پوشیدہ آپ کی آہ و زاری سن کر اپنے عشق کا اظہار کیا ہے ۔

پروراوس ۔ وہم و گمان کا میدان بہت وسیع ہے (بھوج پتر اٹھا کر پڑھتا ہے اور پھر خوش ہو کر کہتا ہے) دوست تمھارا قیاس صحیح نکلا ۔

ودوشک ۔ اگر کوئی مضائقہ نہ ہو تو مجھے بھی سنا کر ممنون فرمایئے ۔

اروسی ۔ واہ جناب تقدس مآب، کیا کہنے، آپ تو بڑے مہذّب ہیں ۔

پروراوس ۔ اچھا سنو (پڑھتا ہے) ! اے میرے مہاراج اگر میں جس کے دل کا حال آپ سے پوشیدہ ہے، حقیقت میں آپ کے تعلق خاطر کی کیفیت معلوم ہونے کے بعد بھی آپ کی طرف سے ویسی ہی سرد مہر ہوں جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو پھر یہ کیا بات ہے کہ جب میں نندن بن میں ہار سنگھار کے پھولوں کی سیج پر لیٹتی ہوں تو نسیم بہار سے بھی میرے دل کو آرام نہیں ملتا اور جو پھول

میرے جسم سے چھو جاتا ہے وہ مرجھا کر فنا ہو[1] جاتا ہے -

آروسی - دیکھیں اب کیا فرماتے ہیں -

چترلیکھا - آس کے اعضا جو سوکھ ساکھ کر کنول کے ڈنٹھل سے ہو گئے ہیں پہلے ہی آس کی طرف سے جواب دے چکے ہیں -

ودوشک - یہ تسلی تو قابل مبارکباد ہے ، اگر بھوجن کے وقت کوئی چڑھاوا لے آتا ہے تو آپ کا خادم بھی بعینہ ایسا ہی باغ باغ ہو جایا کرتا ہے -

پروراوس - تم نے آس کو فقط تسلی کیوں کہا - اے مونس تنہائی یہ محبت کی نشانی جو میری من موھن نے اس بھوج پتر پر ثبت کی ہے ، ظاهر کرتی ہے کہ اس کا دل بھی میری طرح عشق سے لبریز ہے اور چونکہ اس کا طرز ادا بھی نہایت پیارا ہے اس لیے ایسا لطف آ رہا ہے کہ گویا میری چشم اشتیاق اس کی میگون آنکھوں سے دو چار ہو گئی -

اروسی - اب ہم دونوں کا پلہ برابر ہے -

---

۱ - میں شاعر تو نہیں ہوں لیکن اتفاق سے اس نامۂ محبت کا مضمون نظم ہو گیا ہے -

میں نے مانا کہ عشق نے میرے پیا ، ترا حال عجیب وغریب کیا
یہ خبر نہیں تجھے میری ذرا کہ ہے کہتا میں غم سے نگار نہیں
میں ہوں سیج پہ پھولوں کی گو پڑی ہیں ہوائیں بھی سرو سورگ کی
مرے دل میں ہے کیسی یہ آگ لگی کسی پہلو بھی مجھکو قرار نہیں
تپ غم نے کیا ہے یہ حال مرا کوئی پھول جو جسم سے چھو بھی گیا
وہیں جل کر فنا کی وہ نذر ہوا گو بدن سے نکلتے شرار نہیں

پروراوس ۔ دوست کہیں میری انگلیوں کا پسینہ ان پیارے حروف کو نہ مٹا دے پس تم میری سندری کے نامۂ شوق کو اپنے پاس امانت رکھو ۔

ودوشک ۔ (لے کر) کیوں کیا دیبی اروسی آپ کے شجر تمنا میں کلیاں لا کر رہ جائیں گی اور اس کو پھولنے پھلنے نہ دیں گی ؟

اروسی ۔ اب میں دل بے قرار کو سنبھالتی ہوں کیوں کہ قدم آگے بڑھاتے ہوئے کلیجہ دھک دھک ہوتا ہے ، تم ذرا مہاراج کے سامنے جا کر میری طرف سے جو کچھ مناسب ہو کہو ۔

چترلیکھا ۔ بہت بہتر ۔ (نظر کے سامنے آنے کے لیے ردّ عمل کر کے راجا کے قریب آتی ہے) مہاراج کی جے !

پروراوس ۔ دیبی تمہارا آنا مبارک ہو ۔ لیکن معاف کرو ، تمہاری سکھی کو تمہارے ہمراہ نہ دیکھ کر اتنی خوشی نہ ہوئی جو تم دونوں کے دیکھنے سے ہوتی ۔ کیوں کہ گنگا جمنا کا سنگم دیکھنے کے بعد تنہا جمنا کا نظارہ اتنا بھلا نہیں معلوم ہوتا ۔

چترلیکھا ۔ کیا بادل پہلے اور بجلی بعد میں نظر نہیں آیا کرتی ؟

ودوشک ۔ ہیں کیا یہ اروسی نہیں ہے ! بلکہ اس کی پیاری سکھی ہے ۔

پروراوس ۔ اچھا تشریف تو رکھیے ۔

چترلیکھا ۔ حضور کے سامنے سر ادب جھکا کر اروسی کا معروضہ ہے ۔

پروراوس ۔ فرمائیے کیا حکم ہے ؟

چترلیکھا ۔ پہلے جو دیوتاؤں نے غضب ڈھایا تھا اس سے حضور ہی نے نجات دی ، اب حضور سے آنکھیں دو چار ہونے کی بدولت عشق نے ظلم و ستم کا بیڑا اٹھایا ہے ۔ بس اب بھی حضور ہی کی دستگیری سے امید نجات ہے ۔

پروراوس ۔ او مہ جبیں ! تم میری آنکھ کی پتلی کی بابت تو کہتی ہو کہ وہ مرض عشق میں مبتلا ہے لیکن تم نہیں دیکھتیں کہ غریب پروراوس کا اس کے ہجر میں کیا حال ہے ۔ عشق نے ہم دونوں کا حال ایک سا کر دیا ہے ۔ گرم لوہا گرم لوہے سے ہی وصل ہوگا ہے ۔

چترلیکھا ۔ (اروسی کے قریب جاکر) سکھی آؤ یہ دیکھ کر کہ مدن نے تم سے زیادہ ظلم تمہارے محبوب پر کیا ہے ، میں اس کی قاصد بن کر آئی ہوں ۔

اُروسی ۔ (ظاہر ہونے کے لیے ردّ عمل کر کے) واہ سکھی اچھا ساتھ دیا ۔

چترلیکھا ۔ تھوڑی ہی دیر میں معلوم ہو جائے گا کہ کون کس کا ساتھ دیتا ہے ، بس اس وقت رہنے دو ۔

اروسی ۔ (راجا کے قریب آ کر شرم سے) مہاراج کی جے !

پروراوس ۔ اے سندری میری جے میں کیا کلام ہو سکتا ہے ، جب کہ تمہاری زبان سے یہ لفظ جو آج تک ہزار آنکھوں والے اندر کے لیے مخصوص تھا ، میری شان میں نکلا ہے ، (ہاتھ پکڑ کر اپنی برابر بٹھا لیتا ہے) ۔

ودوشک ۔ دیبی یہ غریب برہمن بھی جو راجا صاحب کا جلیس و انیس ہے ، آپ کی نظر التفات کا مستحق ہے ۔

اُروسی ۔ (مسکرا کر مجرا کرتی ہے) ۔

ودوشک ۔ سکھی رہو ، (پردوں کے پیچھے) ۔

دیودوت[1] ۔ چتر لیکھا ہوت ، اروسی ہوت ، چلو دیوتاؤں کا سردار[2] اساں کے محافظین[3] کے ہمرا اس ناٹک کا تماشا دیکھنا چاہتا ہے جو منی بھرت[4] نے تم کو یاد کرایا ہے اور جس میں آٹھ جذبات انسانی کا جذر و مد نہایت دل ربا طریقے سے دکھایا گیا ہے (سب سنتے ہیں اور اروسی رنج و غم کی صورت بنا لیتی ہے) ۔

چترلیکھا ۔ سکھی سنا! دیودوت کیا پیغام لایا ہے ؟ بس اب حضور سے اجازت لو ۔

اروسی ۔ میری زبان یاری نہیں دیتی ۔

چترلیکھا ۔ حضور یہ بیچاری تابعدار ہے ۔ اگر اجازت ہو تو اپنے آپ کو دیوتاؤں کے غضب سے محفوظ رکھنے کی فکر کرے ۔

پروراوس ۔ (لفظ لفظ پر رک کر) میں تمہارے آقا کے احکام میں مزاحم نہیں ہوسکتا لیکن اس بد نصیب کو بھول نہ جانا ۔ (اپنی سکھی کے ساتھ رنج و ملال کا اظہار کرتی ہوئی اروسی جاتی ہے) ۔

پروراوس ۔ (آہ سرد بھر کر) دوست اب میری آنکھیں بیکار ہیں ۔

ودوشک ۔ (خط دکھانے کا ارادہ کرکے) کیوں یہ ہے (دفعۃً اپنے آپ کو روک کر علٰحدہ) افسوس افسوس ۔ میں اروسی

---

۱ ۔ دیودوت دیوتاؤں کے قاصد کو کہتے ہیں ۔

۲ ۔ اندر سے مراد ہے ۔

۳ ۔ ان کا نام سنسکرت میں لوک پال ہے اور یہ آٹھ اساں کی حفاظت کرتے ہیں ۔

۴ ۔ بھرت ایک قدیم رشی ہیں جنھوں نے فن موسیقی اور فن ڈراما کو ایجاد اور مدون کیا ۔

کو دیکھ کر ایسا مبہوت ہوگیا کہ مجھے بھوج پتر کے
ہاتھ سے نکل جانے کی بھی خبر نہ ہوئی ۔

پروراوس ۔ ہاں تم کیا کہتے تھے ؟

ودوشک ۔ یہی عرض کرتا تھا کہ حضور ملول نہ ہوں ، اروسی
کو آپ سے دلی انس ہے اور جب محبت نے اس درجے
تک پہونچایا ہے تو آگے بھی امید ہے ۔

پروراوس ۔ میرا دل بھی یہی گواہی دیتا ہے ، وہ جاتے وقت اپنے
جسم کی تو مالک نہ تھی مگر اپنا دل جو اس کے
اختیار میں تھا ، اپنی سرد آہوں کی وساطت سے جو
اس کے سینے کے بار بار اچھلنے سے ظاہر تھیں میرے
حوالے کر گئی ۔

ودوشک ۔ (علاحدہ) میں آپ ہی آپ سہما جاتا ہوں کہ کہیں راجا
بھوج پتر نہ مانگ بیٹھے ۔

پروراوس ۔ ہائے میں اپنی آنکھوں کو کیوں کر بہلاؤں ۔
(یاد کرکے) ہاں ہاں خوب یاد آیا ، ذرا بھوج پتر
دینا ۔

ودوشک ۔ (مایوسی کا چہرہ بناکر) افسوس اس کا تو پتہ ہی
نہیں ، شاید اروسی کے ہمراہ چلا گیا ۔

پروراوس ۔ عقل کے دشمن ، تیرے ہر فعل سے تیری غفلت نمایاں
ہے ، جس طرح بنے پتا لگا ۔

ودوشک ۔ (اٹھ کر) ہاں یہ ہے ، نہیں وہاں ہے (تلاش میں
مصروف ہوتا ہے) ۔ (رانی اوسی ناری راجا کاشی کی
بیٹی ہمراہیوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے) ۔

رانی ۔ پنونیکا تو نے سچ مچ حضور کو آریامانوک کے

همراہ اسی بیلوں کے منڈپ میں جاتے ہوئے دیکھا ہے ؟

پنونیکا ۔ کیا میں نے کبھی حضور سے جھوٹ بولا ہے ؟

رانی ۔ اچھا تو میں ایک بیل کے پیچھے چھپ کر سنوں گی کہ وہ کیا راز کی بات کر رہا ہے تاکہ تیرا سچ جھوٹ کھل جائے ۔

پنونیکا ۔ حضور کی مرضی ۔

رانی ۔ (مڑ کر) پنونیکا دیکھنا یہ چیتھڑا سا کیا نسیم جنوبی میں اڑتا پھرتا ہے ؟

پنونیکا ۔ (دیکھ کر) دیبی بھوج پتر سا معلوم ہوتا ہے اور ہوا میں الٹنے پلٹنے سے کچھ حروف سے بھی نظر آ رہے ہیں ۔ آہا وہ تو حضور ہی کی پازیب میں آ کر الجھ گیا ۔ (اٹھا کر) کیوں حضور پڑھ کر سناؤں ؟

رانی ۔ پہلے خود پڑھ کر دیکھ ، اگر کوئی ایسی ویسی بات نہ ہوگی تو میں بھی سنوں گی[1] ۔

پنونیکا ۔ (پڑھنے کے بعد) دیبی یہ بھی وہی قصہ ہے ، اروسی کا نامہ مہاراج کے نام آریا ما نوک کی غفلت شعاری کی بدولت ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے ۔

رانی ۔ تو پھر مجھے بھی سنا ۔

پنونیکا ۔ (پڑھ کر سناتی ہے) ۔

رانی ۔ اچھا میں ہی اب یہ تحفہ لے کر پری کے عاشق کی حضور میں چلتی ہوں ۔ (اپنی همراهیوں کے ساتھ منڈپ کی طرف بڑھتی ہے) ۔

---

۱ ۔ یہ شرم و حیا کی تصویر قابل دید ہے ۔

ودوشک ۔ حضور وہ کیا چیز ہے جو خانہ باغ کے اس سرے پر پہاڑی کی چوٹی پر ہوا میں پھڑ پھڑاتی ہوئی نظر آ رہی ہے ؟

پروراوس ۔ (اٹھ کر) او معزز نسیم جنوبی ا بسنت کی دوست ، اچھا کیا جو خوشبو کی خاطر دقیق گل کو جو بسنت نے بیلوں میں جمع کیا تھا اڑا لے گئی ، لیکن میرے من موہن کے نامے کو غائب کر دینے سے تیرے کیا ہاتھ آیا ؟ تو بھی انجنی[1] کے عشق کا مزا چکھ چکی ہے ۔ پس کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہجران نصیب ، عشق کے مارے ایسی ایسی ہی چیزوں سے دل بہلا کر زندہ رہا کرتے ہیں ؟

پنونیکا ۔ دیکھا اسی کی تلاش ہو رہی ہے ۔

رانی ۔ ہاں میں خوب سمجھتی ہوں ۔

ودوشک ۔ افسوس مجھے مور کے پر نے دھوکا دیا جو مُرجُھا ہو کر کیسر کا مرجھایا ہوا پھول سا بن گیا ہے ۔

پروراوس ۔ بس اب میری خیر نہیں ۔

رانی ۔ (قریب جا کر) خیر کیوں نہیں، لیجیے یہ بھوج پتر حاضر ہے ۔

---

۱ ۔ دایو یعنی ہوا کی زوجہ اور ماروتی کی ماں ۔ کہتے ہیں کہ پہلے جنم میں یہ آسمانی پری تھی مگر کسی بد دعا کی بدولت انسان کی شکل میں نمودار ہوئی ، ایک دن ہوا اس کو پہاڑی پر بیٹھا ہوا دیکھ کر عاشق ہو گئی اور آدمی کی شکل میں آ کر طالب وصال ہوئی مگر اس کے اصرار پر اس نے اس کی عصمت محفوظ رکھی ، مگر پیشین گوئی کی کہ اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو حسن وقوت میں اس کے مماثل ہوگا ، چنانچہ انجنی کو حمل رہا اور ماروتی پیدا ہوا ۔

پروراوس ۔ (سخت گھبرا کر) اھاھا! یہ تو رانی صاحبہ ھیں ۔ میری پیاری آپ کا تشریف لانا مبارک ھوا ۔

ودوشک ۔ (علیحدہ) مبارک تو نہیں ھوا ۔

پروراوس ۔ (ودوشک سے) بھئی اب کیا کریں ؟

ودوشک ۔ مال مسروقہ کے ساتھ خود گرفتار ھونے کے بعد چور جواب ھی کیا دے سکتا ہے ؟

پروراوس ۔ (ودوشک سے) بڑا احمق ہے، اچھے وقت دل لگی سوجھی ہے ۔ (باآواز) رانی اس کی تلاش نہ تھی ، ھم تو کوئی اور ھی چیز ڈھونڈھ رہے تھے ۔

رانی ۔ آپ کو ساز گاری بخت کا چھپانا ھی زیبا ہے ۔

ودوشک ۔ دیبی بس اب کھانے کی فکر کیجیے ۔ اس سے ھیجان صفرا اپنے آپ رفع ھو جائے گا ۔

رانی ۔ پنونیکا منا ، اس برھمن نے دوست کی طرف سے کیا جواب دیا ہے ۔

پروراوس ۔ او بغلول ! خاموش ! تو زبردستی مجھ کو مجرم بنا رھا ہے ۔

رانی ۔ حضور کا کیا جرم ، جرم تو مجھ نالایق کا ہے کہ یہ منحوس شکل لیے سامنے کھڑی ھوں ، بہت بہتر ، میں جاتی ھوں (غصہ ظاھر کرتی ھوئی جاتی ہے) ۔

پروراوس ۔ نہیں میں ھی مجرم ھوں ۔ او کیلے سی ران والی ، غصہ تھوک ۔ جب آقا ھی ناراض ھو تو غلام کیوں کر بے قصور ھو سکتا ہے (پاؤں پر گرتا ہے) ۔

رانی ۔ (دل میں) میں کیا ایسی سادہ لوح ھوں کہ ایسی باتوں میں آ جاؤں ؟ لیکن اس جوش ندامت سے ڈرتی

ہوں جو اس وقت کی کج خلقی کا لازمی نتیجہ ہے ۔ (راجہ کو چھوڑ کر اپنی ہمراہیوں کے ساتھ چلی جاتی ہے)۔

ودوشک ۔ (رانی صاحبہ تو ایسی غصے میں بھری ہوئی گئیں جیسے برسات میں ندی نالے گندلے ہوکر زور شور سے بہا کرتے ہیں) بس اب اٹھیے ۔

پروراوس ۔ (اٹھ کر) کیا تعجب ہے ، دیکھو جب خالص محبت باقی نہیں رہتی تو شوہروں کی منت و سماجت خواہ اس کا اظہار کیسے ہی مہربانی آمیز لفظوں میں کیا جائے ، بی بیوں کے دل پر اثر نہیں کرتی ، جس طور پر کہ مصنوعی جواہر خواہ کیسے ہی خوش آب ہوں ، جوہریوں کی نگاہ میں نہیں جچتے ۔

ودوشک ۔ اس کا جانا آپ کے حق میں تو بہت ہی اچھا ہوا ، جس شخص کی آنکھیں دکھتی ہوں وہ چراغ کی تاب نہیں لا سکتا ۔

پروراوس ۔ نہیں یہ نہ کہو ۔ یہ سچ ہے کہ اروسی میرے دل میں سما گئی ہے لیکن رانی کا اعزاز و احترام میرے دل میں جوں کا توں ہے ، لیکن چونکہ وہ میری منت و سماجت کی تحقیر کر کے گئی ہے اس لیے مجھے اس سے پوری امید[1] ہے ۔

ودوشک ۔ اچھا اب امید کو خیر باد کہیے ۔ کسی غریب برہمن کا ذرا بھی خیال نہیں ، اشنان اور جیونے کا وقت گزرا جا رہا ہے ۔

راجا ۔ (آسمان کی طرف دیکھ کر) دن حقیقت میں ڈھل گیا ۔

---

۱ ۔ یعنی خود ہی نادم ہو کر منا لے گی ۔

دوپہر کی تیز دھوپ سے بیقرار ہو کر مور درختوں کے تھالوں میں بیٹھے ہوئے آرام لے رہے ہیں ۔ بھونرا پانگرے[1] کی کلی کھول کر گنبد گل میں اینڈ رہا ہے اور بگلا تالاب کے گرم پانی سے نکل کر کنارے پر کنول کی بیلوں کے پاس مستا رہا ہے اور بارہ دری میں طوطا اپنے پنجرے میں پیاس سے بیقرار ہو کر پانی پانی کر رہا ہے ۔ (سب چلے جاتے ہیں) ۔

---

۱ - سنسکرت نام کرنی کار ہے ، اس درخت کے پھول سرخ ہوتے ہیں اور پتوں کے گر جانے کے بعد موسم بہار میں کھلتے ہیں ۔

ایکٹ تیسرا

منظر:— بھرت کا آشرم

(بھرت کے دو شاگرد داخل ہوتے ہیں)

پہلا شاگرد - یار پیلو ، ہمارے گرو مہاراج اندر کے محل کو جاتے وقت تمہارے ہاتھ اپنا آسن[1] لے گئے تھے اور مجھ کو اگنی کنڈ[2] کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے تھے - آسانی جماعت ہمارے گرو کا ناٹک دیکھ کر مسرور تو ہوئی ہوگی -

دوسرا شاگرد - بھئی گالو ، خوش ہونے نہ ہونے کا حال تو معلوم نہیں ، لیکن اتنا کہہ سکتا ہوں کہ لکشمی سوئمور[3] (لکشمی کی شادی) مصنفۂ سراسوتی میں جن مختلف جذبات

---

۱ - قدیم رشی جہاں کہیں جاتے تھے تو اپنا آسن (بیٹھنے کی شے) اپنے ہمراہ لے جایا کرتے تھے -

۲ - ہر آریہ کے گھر میں مقدس آگ کا رکھنا لازم تھا اور اُس کو علیحدہ کمرے میں رکھتے تھے اور وہاں نجاست سے محفوظ وہ دن رات جلتی رہتی تھی اور اُس پر روزانہ ہوم وغیرہ بھی ہوا کرتا تھا -

۳ - سوئمور - راجاؤں کی بیٹیوں کی شادی کا ایک قدیم طریقہ ہے ، جو لوگ شادی کے خواہش مند ہوتے تھے وہ سب جمع کیے جاتے تھے اور پھر لڑکی ایک ہار لے کر باہر آتی تھی اور جس کو پسند کرتی تھی اُس کے گلے میں ڈال دیتی تھی -

کا اظہار ہے ان کو دیکھ کر سب حاضرین پر عالم محویت طاری ہو گیا ۔

گالو - تمہارے اس تمام جملے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی کھنڈت ضرور پڑی ۔

پیلو - ہاں ، بھولے سے اروسی سے ایک غلطی ہو گئی ۔

گالو - وہ کیا ؟

پیلو - ہوا یہ کہ اروسی سے جس نے لکشمی کا بھیس لیا تھا منیکا نے جو داروُنی کے بھیس میں تھی ، دریافت کیا کہ سکھی اس وقت تینوں جہان کے بڑے بڑے آدمی جمع ہیں اور کیشو کے ہمراہ جملہ اسہات کے محافظ بھی موجود ہیں ، پس بتا کہ تیرا دل کس پر مائل ہے ؟

گالو - پھر کیا ہوا ؟

پیلو - اس کی زبان سے بے اختیار بجائے ''پرشوتم پر'' کہنے کے ''پروراوس پر'' نکل گیا ۔

گالو - حواس ظاہری جذبات اندرونی کے تابع ہوتے ہیں ، گرو جی تو بہت ہی ناراض ہوئے ہوں گے ۔

پیلو - ہاں گرو جی نے سخت بد دعا دی ، مگر مہاراج اندر کو اس پر رحم آ گیا ۔

گالو - یہ کیوں کر ؟

پیلو - گرو جی نے یہ بد دعا دی کہ چونکہ تو نے میرے ہدایات کی تعمیل نہیں کی ، اس لیے تجھے سورگ میں جو مرتبہ حاصل ہے وہ باقی نہ رہے ۔ لیکن تماشے کے ختم ہونے کے بعد مہاراج اندر نے جب کہ وہ مارے شرم

کے سر جھکائے کھڑی تھی ، ارشاد فرمایا کہ ہم راج رشی پر جس سے تیرا دل لگا ہوا ہے اور جو لڑائیوں میں ہمارا بھی حامی و مددگار رہا کرتا ہے ، ایک احسان کرنا چاہتے ہیں ۔ پس تو اب تقاضائے دلی کے بموجب پرورواس کی خدمت میں اس وقت تک حاضر رہ جب تک کہ وہ تیرے بطن کی اولاد کا چہرہ دیکھے ۔

گالو ۔ مہندر کو یہی زیبا تھا ، کسی کے دل کا حال اس سے پوشیدہ نہیں ہے ۔

پیلو ۔ باتوں میں بڑا وقت ضائع ہو گیا ، گرو جی کے اشنان کا وقت نکلا جا رہا ہے، کہیں جلدی چلو ، اس کی خدمت میں حاضر ہونا ضرور ہے ۔ (کنچوکی[1] آتا ہے) ۔

کنچوکی ۔ ہر شخص ابتدائی عمر میں مال جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ جب اس کی اولاد ہاتھ بٹانے کے قابل ہو جائے تو وہ آرام سے بیٹھے، لیکن ہمارے بڑھاپے کا عجب حال ہے جسم تو روز بروز سکڑتا جاتا ہے مگر قید غلامی سے آزادی نہیں ہوتی ۔ افسوس محل سرائے کی خدمت سخت مصیبت ہے ۔ (مڑکر) کاشی راجا کی بیٹی نے ایک منت مانی ہے اور گو منت پورا کرنے کی خاطر غصے کو تھوک کر اس نے راجہ صاحب کی خدمت میں پنونیکا کے ذریعے سے کہلا بھی بھیجا ہے مگر مجھے بھی حکم ہے کہ میں مہاراج کے حضور میں حاضر ہوکر

---

۱ ۔ کنچوکی داروغۂ محل کا لقب ہے ۔ اس خدمت پر بوڑھے ، نیک چلن لوگ مقرر ہوا کرتے تھے اور محل سرا کے تمام اندرونی انتظامات اُن سے متعلق ہوتے تھے ۔ اس لیے قدیم ناٹکوں میں جب کنچوکی آتا ہے تو پہلے بڑھاپے کا ذکر کیا کرتا ہے ۔

معروضہ کروں - اچھا اب چل کر سہاراج سے جو غالباً شام کی پوجا سے فارغ ہو چکے ہوں گے ، عرض کرتا ہوں - (مُڑ کر دیکھتا ہے) حقیقت میں محل میں شام کا وقت عجب سہانا ہوتا ہے۔ مور شام کی غنودگی سے ست ہو کر چھجوں پر پتھر کی ترشی ہوئی مورتوں کی طرح بے حس و حرکت بیٹھے ہیں - پرنالوں پر جنگلی کبوتروں کا جمگھٹا ہے ، جن پر خوشبوؤں کے پیچ در پیچ بخور کا جو جالی دار کھڑکیوں سے نکل رہے ہوں ، دھوکا ہوتا ہے - اور محل سرائے میں بڑی بوڑھیاں نہایت توجہ سے شام کی سوبھا کے لیے محل[1] کے مختلف مقامات پر جو پھولوں سے سہک رہے ہیں ، دیے لگا رہی ہیں - (پردے کی طرف دیکھ کر) اوہو ، راجہ صاحب ادھر ہی آ رہے ہیں - سہریاں مشعلیں ہاتھوں میں لیے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہیں اور ان کے بیچ میں حضور متحرک[2] پہاڑ کی طرح جس کے دامنوں پر مولسری کے درخت اپنی کھلی ہوئی کلیوں کی بہار دکھا رہے ہوں چلے آتے ہیں - بس اب چلو مہاراج کی نظر کے سامنے کھڑے ہو کر انتظار کریں - (راجا مشعل برداروں اور ودوشک کے ہمراہ آتا ہے) -

پروراوس - سلطنت کے کاروبار میں دن تو بلا دقت گزر گیا لیکن

---

۱ - سر شام چراغوں کا جلانا مبارک سمجھا جاتا ہے کیونکہ خیال یہ ہے کہ اگر چراغ وقت پر جلائے جائیں تو لکشمی کو گھر میں آنے کی ترغیب ہوتی ہے - ان چراغوں کو بھی سلام کیا جاتا ہے اور آن کی پرستش دوسرے دیوتاؤں کی طرح کی جاتی ہے -

۲ - قدیم خیال ہے کہ پہلے پہاڑوں کے پر ہوتے تھے مگر اندر نے ان کے پر کتر دیے -

اب رات کا کٹنا مشکل ہے ۔ اس کی ہر گھڑی بے انتہا طویل ہو جایا کرتی ہے ۔

کنچوکی ۔ (قریب آ کر) جے جے مہاراج ! حضور رانی صاحبہ ملتجی ہیں کہ آج مرصع[1] بارہ دری کی چھت پر چاند بڑی شان و شوکت سے نظر آئے گا ۔ پس حضور ممدوحہ کی خواہش ہے کہ حضور کی خدمت میں حاضر رہ کر چاند کا قران روھنی کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں ۔

پروراوس ۔ آریا لاتویا ! رانی صاحبہ سے میری طرف سے عرض کرو کہ ان کے ارشاد کی تعمیل کی جائے گی ۔

کنچوکی ۔ جو حکم (چلا جاتا ہے) ۔

پروراوس ۔ دوست کیا حقیقت میں یہ تیاری کسی منّت کے پورا کرنے کے لیے ہے ؟

ودوشک ۔ حضور میرا خیال تو یہ ہے کہ رانی صاحبہ نے اپنے کیے سے نادم ہو کر شرمندگی مٹانے کے لیے یہ ترکیب نکالی ہے ۔ گویا کہ وہ حضور کی منّت و سماجت کا معاوضہ منت کے بہانے سے کرنا چاہتی ہیں ۔

پروراوس ۔ بھئی سچ کہا ، کیوں کہ مغرور بیبیاں جو بظاہر اپنے شوھروں کے پاؤں پڑنے کی پروا نہیں کرتیں دل میں ضرور پشیماں ہوتی ہیں ۔ گو اس وقت کسی پر ظاہر نہیں کرتیں لیکن بالآخر ندامت ان پر پوری طرح غالب آ جایا کرتی ہے ۔ (اچھا مرّصع بارہ دری کی چھت پر چلو) ۔

ودوشک ۔ حضور ادھر ، ادھر تشریف لائیں ، ان سنگ سفید کی

---

۱ ۔ سنسکرت لفظ منی برھا ہے ۔

چمکتی ہوئی سیڑھیوں سے جو آب و تاب میں گنگا کی شفاف لہروں کو مات کرتی ہیں، مرّصع بارہ دری کی چھت پر جو شام کے وقت عجب پر بہار معلوم ہو رہی ہے تشریف فرما ہوجیے -

پروراوس - تم پہلے چڑھو - (چڑھتا ہے) -

ودوشک - (غور سے دیکھ کر) حضور چاند طلوع ہونے ہی کو ہے، کیونکہ سمت مشرق پر سیاہی کے زائل ہو جانے سے عجب دل ربائی کا عالم ہے -

پروراوس - سچ کہا، چاند کی شعاعیں جو ابھی اودے پہاڑ کے پیچھے چھپا ہوا ہے، ہر طرف سے تاریکی دور کر رہی ہیں اور سمت مشرق کی بعینہ یہ کیفیت ہے کہ کوئی نورانی چہرہ سنواری ہوئی زلفوں کے بیچ میں سے نظر کو لبھائے[1] لیتا ہو -

ودوشک - اہاہا! دیکھیے وہ اعلیٰ قوموں[2] کا سردار کھانڈ کے لڈو کی طرح نمودار ہوا -

پروراوس - (مسکرا کر) پیٹو کو ہر جگہ کھانے ہی کی چیزیں نظر آتی ہیں - (ہاتھ باندھ کر اور سر جھکا کر) رات کے محترم سردار، میرا آداب و نیاز قبول کر - تو کرۂ آفتاب

---

۱ - خیال یہ ہے کہ مشرق دلہن اور چاند دولہا ہے اور شوہر سے جدا ہونے کی وجہ سے مشرق نے بالوں میں کنگھی تک نہ کی تھی یونہی بکھرے ہوئے تھے، لیکن اب چونکہ چاند نکلنے والا ہے اس لیے مشرق نے خوب سنگھار کیا ہے -

۲ - شاشتر کے بموجب تین اعلیٰ قومیں ہوتی ہیں - برھمن، ویشیہ، چھتری اور یہ دویج، یعنی جن کی پیدائش دو مرتبہ ہوئی ہو کہلاتی ہیں -

میں صرف اس لیے داخل ہوتا ہے کہ نیک بندوں[1] کو اپنے زہد و اتقا کا پھل ملے۔ تو ہی دیوتاؤں اور ہمارے بزرگوں کی زندۂ جاوید روحوں کو آب حیات سے سیراب کرتا ہے۔ تیرے ہی فیض سے رات کی گھری تاریکی دور ہوتی ہے اور تو نے ہی شیو[2] کی کلغی کی رونق دوبالا کی ہے۔

ودوشک۔ حضور کے دادا صاحب ایک برہمن کی زبان سے حکمؔ فرماتے ہیں کہ آپ تشریف رکھیں، بس حضور تشریف فرما ہوں تاکہ میں بھی بیٹھوں۔

پروراوس۔ (بیٹھ جاتا ہے اور اپنے ہمراہیوں کی طرف دیکھتا ہے) چاندنی خود صاف ہے، مشعلوں کی ضرورت نہیں، تم لوگ جا کر آرام کر سکتے ہو۔

ہمراہی۔ جو حکم!

پروراوس۔ (چاند کی طرف دیکھ کر) اے مونس تنہائی رانی صاحبہ تو ابھی ایک گھنٹے میں آئیں گی اس لیے عالم تنہائی میں کچھ میری ہی سرگزشت سنو۔

ودوشک۔ وہ تو ظاہر ہی ہے لیکن چونکہ آروسی کے دل میں جو آگ لگی ہوئی ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے اس لیے آپ امید کے سہارے جی سکتے ہیں۔

۱۔ چاند رات کو سمجھا جاتا ہے کہ سورج اور چاند کا قران ہوتا ہے اور اس لیے شاعرانہ طور پر کہا جاتا ہے کہ چاند سورج میں داخل ہوا۔

۲۔ جب شیو نے زہر ہلاہل پیا تو اس کے جسم میں آگ سی لگ گئی اور اس نے حرارت کے رفع کرنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کیں جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ چاند پیشانی پر رکھا۔

پروراوس ۔ اس میں تو شک نہیں لیکن درد دل کی عجب کیفیت ہے ، جس طرح کہ دریا کا بہاؤ ناہموار چٹانوں سے ٹکر کھا کر سیکڑوں نالوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اسی طرح دل کا دشمن عشق وصال میں رکاوٹیں پڑنے سے سو گنی قوت حاصل کر لیتا ہے ۔

ودوشک ۔ چونکہ ناتوانی اور ضعف نے آپ کا حسن دوبالا کر دیا ہے اس لیے مجھے یقین ہے کہ اب وصال بھی دور نہیں ہے ۔

پروراوس ۔ (اس طور پر ظاہر کرکے کہ گویا اس نے کوئی شگون نیک دیکھا) دوست تمھارے امید دلاتے لفظوں کی طرح میرا سیدھا ہاتھ بھی جس میں پھڑکنے سے بلا کی تڑپ پیدا ہو گئی ہے ، مژدۂ کامیابی سنا رہا ہے ۔

ودوشک ۔ کبھی برھمن کی بات بھی جھوٹ ہوئی ہے ؟

پروراوس ۔ (مطمئن ہو کر بیٹھتا ہے) (اس کے بعد ایک غبارے میں اُروسی ابھی ساریکا[1] کے لباس میں چترلیکھا کے ساتھ نمودار ہوتی ہے) ۔

اُروسی ۔ سکھی چترلیکھا اس میرے ابھی ساریکا کے لباس اور برائے نام زیور اور نیلی ریشمی نقاب کی بابت تمھارا کیا خیال ہے ؟

چترلیکھا ۔ مجھے لفظ نہیں ملتے کہ تعریف کروں ، کاش میں پروراوس ہوتی !

---

۱ ۔ ابھی ساریکا اس عورت کو کہتے ہیں ، خواہ وہ کسبی ہو یا خانگی، جو اپنے آشنا سے ملنے کے لیے کسی مقام موعود پر جائے ، اور ایسی حالت میں اس کا لباس سادہ اور وہ خود زیور سے عاری ہوتی ہے ۔

آروسی ۔ سکھی مدن کا حکم ہے کہ تم مجھے جلدی سے میرے محبوب کے محل پر پہنچا دو ۔

چترلیکھا ۔ واہ محل ھی میں تو ھیں ۔ وہ چاندنی میں بعینہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی نے قبۂ نور آسمان سے لا کر رکھ دیا ہے ۔

آروسی ۔ اچھا تو پھر ذرا مکاشفہ کر کے دریافت کرو کہ میرے خانۂ دل کو اڑا لینے والا کہاں ہے ؟ اور کیا کر رہا ہے[1] ؟

چترلیکھا ۔ (کچھ سوچ کر) اچھا تو میں ذرا دل لگی کرتی ہوں ۔ (باواز) میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ ایک پر لطف مقام پر بیٹھا ہوا اپنی معشوقہ کے وصال کا حظ اٹھا رہا ہے ۔

چترلیکھا ۔ بڑی احمق ہو ، معشوقہ کے وصال سے کیا سمجھیں ؟

آروسی ۔ عشق است و ہزار بد گمانی ۔

چترلیکھا ۔ دیکھو وہ راج رشی مرصّع بارہ دری کی چھت پر بیٹھے ھیں اور ان کے ہمراہ سوائے ان کے دوست کے کوئی نہیں ہے ، چلو وھیں نہ چلیں ؟ (دونوں جاتی ھیں) ۔

پروراوس ۔ رات کے ساتھ ساتھ میرے درد دل میں بھی ترقی ہو رہی ہے ۔

آروسی ۔ ہائے یہ مبہم تقریر تو میرے دل کو مسلے ڈالتی ہے ۔ پس جب تک پورا اطمینان نہ ہو جائے ، ہم چھپے ھی چھپے ان راز کی باتوں کو سنیں گے ۔

چترلیکھا ۔ اچھا یوں ھی سہی ۔

---

۱ ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھرت کی بد دعا کی وجہ سے یہ فوق الانسان قوت اب آروسی میں باقی نہیں رہی ۔

ودوشک ۔ ان امرت بھری چاند کی شعاعوں کا بھی لطف اٹھائیے ۔

پروراوس ۔ مرض عشق میں ایسی دواؤں سے فائدہ ؟ پھولوں کی سیج یا چاند کی سُہانی روشنی یا جسم کے ہر عضو کو چندن سے آلودہ کرنا یا موتیوں کے ہار عشق کی حرارت کو دفع نہیں کر سکتے ، البتہ وہ آسمانی حسن کی دیبی یا ؟

آروسی ۔ وہ دوسری کون بلا ہے ؟

پروراوس ۔ یا عالم تنہائی میں اس کا ذکر تسکین کا موجب ہو تو ہو ۔

آروسی ۔ اے دل خوش ہو ، اب تجھ کو میرے چھوڑنے اور اس کے حلقہ بگوش ہونے کا صلہ ملا ۔

ودوشک ۔ ہاں جناب بہت ہی سچ فرمایا ، مجھے بھی جب کیلے کا حریرا اور میٹھے میٹھے آم نہیں ملتے تو میں ان کا نام ہی لے لے کر اپنا دل خوش کر لیا کرتا ہوں ۔

پروراوس ۔ ان چیزوں تک رسائی ہونا بھی کوئی بات ہے ؟

ودوشک ۔ تو پھر آپ کی رسائی میں کیا دیر ہے ؟

پروراوس ۔ دل تو میرا بھی یہی گواہی دیتا ہے ۔

چترلیکھا ۔ او بدگمان اب بھی یقین نہیں آتا ؟

ودوشک ۔ خیر تو ہے ؟

پروراوس ۔ میرے تمام جسم میں صرف یہی شانہ جو رتھ کے اچھلنے سے اس کے نازنین جسم سے چھو گیا تھا ، مبارک ہے ۔ باقی تمام اعضاء غریب زمین کے لیے بار رہیں ۔

چترلیکھا ۔ بس اب کیا دیر ہے ؟

آروسی ۔ (جلدی سے قریب آ کر) سکھی میں مہاراج کے سامنے

کھڑی ہوں ، مگر وہ تو نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے[1] !

چترلیکھا ۔ (مسکرا کر) عجب بے صبر ہو ۔ نظر سے غائب ہونے کا ردّ عمل تو کر لیا ہوتا (پردوں کے پیچھے سے) دیبی ادھر سے ادھر سے ۔

(سب سنتے ہیں اور اروسی اپنی سکھی کے ساتھ مایوس سی ہو جاتی ہے) ۔

ودوشک ۔ حضور کچھ سنا ! رانی صاحبہ آ رہی ہیں ، بس اب اپنی زبان کو لگام دیجیے ۔

پروراوس ۔ تم بھی اپنے جذبات دلی کا اندازہ نہ ہونے دینا ۔

اُروسی ۔ سکھی اب کیا کریں ؟

چترلیکھا ۔ ڈرتی کیوں ہو ؟ ہم تو نظر سے غائب ہی ہیں ۔ سفید لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کوئی منّت مانی ہے اور برت کی وجہ سے بھی وہ یہاں زیادہ عرصے تک نہیں ٹھہر سکتی ، (رانی مع اپنے ہمراہیوں کے جو پوجا کا سامان لیے ہوئے ہیں آتی ہے) ۔

رانی ۔ (چاند کی طرف دیکھ کر) او پنونیکا ! آج تو ہرن کے معرکے کی جھنڈی والا محترم دیوتا[2] روہنی سے مل کر اور بھی دل ربا معلوم ہو رہا ہے ۔

پنونیکا ۔ نہیں یہ بات نہیں ۔ حضور راجا صاحب جناب کے تشریف فرما ہونے کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ دل فریب معلوم ہو رہے ہیں ، (وہ مُڑتی ہے) ۔

---

۱ ۔ کیا زور تخیل ہے !

۲ ۔ چاند پر جو دھبا ہے اس کی نسبت شاعرانہ خیال ہے کہ وہ ہرن ہے ۔

ودوشک ۔ (گھور کر) دوست معلوم نہیں کہ رانی صاحبہ آج مجھے بھی نذر دیں گی یا منت کے بہانے سے غصے کو تھوک کر انھوں نے حضور کے عجز و انکسار کی جو تحقیر کی تھی فقط اس کو مٹانا چاہتی ہیں ۔ کیا کہوں آج تو رانی صاحبہ پر بلا کا جوبن ہے ۔

پروراوس (مسکرا کر) دونوں باتیں ممکن ہیں ، مگر میری سمجھ میں دوسری بات آتی ہے ، کیوں کہ سفید کپڑے زیب بدن ہیں اور صرف اسی قدر زیور پر اکتفا کیا گیا ہے جو سہاگ کے لیے لازمی ہے اور دوب[1] سے بالوں کا جوڑا بندھا ہوا ہے ۔ پس خود اس کا جسم جس کی تمکنت منت کی نذر ہو چکی ہے ، بتا رہا ہے کہ اب اس کے دل پر ناراضی کا اثر باقی نہیں ہے ۔

رانی ۔ (قریب آ کر) جے جے مہاراج !

ودوشک ۔ دیبی آپ کا تشریف لانا مبارک ہوا (پروراوس رانی کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھاتا ہے) ۔

پروراوس ۔ دیبی خوش آمید ۔

آروسی ۔ سکھی حقیت میں رانی دیبی کے لقب کی مستحق ہے ، کیوں کہ شان و شوکت میں وہ اندر کی رانی سے ذرا برابر کم نہیں ہے ۔

چترلیکھا ۔ شاباش ! خوب صاف دلی سے کہا !

رانی ۔ میں حضور کی رہبری سے ایک منت پوری کرنی چاہتی ہوں ، بس ایک گھڑی کی زحمت معاف فرمائیےجائے ۔

---

۱ ۔ د،دا گھانس کو اس وقت تک ہندو متبرک سمجھتے ہیں اور وہ گنپتی کو خاص کر عزیز ہے ۔

پروراوس - یہ آپ نے خوب فرمایا - آپ کا تشریف لانا تو زحمت نہیں بلکہ رحمت ہے -

ودوشک - کاش ایسی زحمت نذر و نیاز کے ساتھ ہمیشہ ترق پر رہے-

پروراوس - رانی صاحبہ کی مِنّت کا کیا نام ہے ؟

رانی - (پنونیکا کی طرف دیکھتی ہے) -

پنونیکا - سرکار اس کا نام پریانو پرساون (شوہر کی رضامندی) ہے -

پروراوس - (رانی کی طرف دیکھ کر) اگر اتنی ہی بات ہے تو او سہاگ والی تو نے اپنے جسم کو جو کنول سے بھی نازک ہے کیوں اتنی تکلیف دی ؟ کیا تو اس غلام کی رضامندی حاصل کرنا چاہتی ہے جو خود تیری نظر عنایت کا طالب ہے ؟

آروسی - مہاراج تو رانی کا بہت ہی اعزاز کرتے ہیں -

چترلیکھا - عجب سادہ لوح ہو ، عاشق مزاج لوگ جب کسی دوسرے سے دل لگا بیٹھتے ہیں تو ظاہر داری میں پہلے سے بڑھ جاتے ہیں -

رانی - (مسکرا کر) حقیقت میں یہ اسی مِنّت کا اثر ہے جو حضور کی زبان سے یہ لفظ سنے -

ودوشک - (راجا سے) آپ کو روکنے کی کیا پڑی ہے ؟ عنایت کے خلاف کچھ کہنا داخل ناشکری[1] ہے -

رانی - چھوکریو ! پوجا کا سامان لاؤ تاکہ میں چاند کی شعاعوں کی، جو مرصّع بارہ دری کی چھت پر پڑ رہی ہیں پوجا کروں -

---

۱ - ودوشک نے یہ اس خیال سے کہا ہے کہ اگر منت پوری نہ ہوئی تو میری مٹھائی جائے گی -

چھوکریاں ۔ جو حکم ، پوجا کا سامان ’چندن کا برادہ ، پھول وغیرہ حاضر ہیں ۔

رانی ۔ (چاند کی شعاعوں کو چندن کے برادے اور پھول وغیرہ سے پوجتی ہے) ۔ چھوکریو یہ لڈو آریامانوک کا حق ہیں ۔

چھوکریاں ۔ جو ارشاد ! آریامانوک لیجیے ۔

ودوشک ۔ (لڈو کی رکابی لے کر) ۔ دیبی سکھی رہو اور تم کو اپنی منّت کے بہت سے پھل ملیں ۔

رانی ۔ مہاراج اب آپ ذرا ادھر تکلیف فرمائیں ۔

پروراوس ۔ حاضر ہوں !

رانی ۔ (راجا کی پوجا کرنے کے لیے ہاتھ باندھ کر سر جھکاتی ہے) آسمانی جوڑے روھنی اور چاند کو گواہ کر کے میں اپنے سرتاج کو مناتی ہوں اور عہد کرتی ہوں کہ جس کسی عورت پر میرے سرتاج کی نظر التفات ہو یا جو کوئی اس کے وصال کی طالب ہو ، اس سے کبھی رشک و حسد نہ کروں گی ۔

آروسی ۔ میں یہ تو نہیں سمجھ سکتی کہ اس کے الفاظ کا اصلی مطلب کیا ہے لیکن اس اعتبار کے اظہار سے اتنا تو ہوا کہ میرا دل اس کی طرف سے بالکل صاف ہو گیا ۔

چترلیکھا ۔ سکھی اس شریف بی بی نے تمہارے وصال کی اجازت دے دی ۔ بس اب کچھ کھٹکا نہیں رہا ۔

ودوشک ۔ (علٰحدہ) ماھی گیر مچھلی کے نکل جانے پر مایوس ہو کر کہا ھی کرتا ہے کہ خیر میں نے ثواب ھی کمایا ۔ (باواز) دیبی کیا حضور سے آپ کو اس قدر محبت ہے ؟

رانی ۔ او عقل کے دشمن ! میں راجا صاحب کی خوشنودی کی طالب ہوں ، گو کہ اس میں میری زندگی کی خوشی خاک میں مل جائے ۔ اس سے سمجھ لے کہ مجھے ان سے تعلق خاطر ہے یا کیا ؟

پروراوس ۔ میں آپ کا غلام ہوں اور آپ کو اختیار ہے چاہے کسی کو بخش دیں، چاہے واپس لے لیں ، لیکن او نازک بدن! درحقیقت میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ تیرا خیال ہے ۔

رانی ۔ خواہ آپ ایسے ہوں یا نہ ہوں اس سے بحث نہیں ہے ۔ اپنی منت پوری کر چکی ۔ آؤ چھوکریو چلو (رانی روانہ ہوتی ہے) ۔

پروراوس ۔ اگر آپ اتنی جلدی چھوڑ کر جا رہی ہیں تو میں من چکا ۔

رانی ۔ حضور کو معلوم ہے کہ میں اپنے عہد کی پوری ہوں ۔ (ہمراہیوں کے ساتھ چلی جاتی ہے) ۔

آروسی ۔ راج رشی کو تو اپنی بی بی سے بڑی محبت معلوم ہوتی ہے مگر میں تو دل ہار چکی ، اب واپس لوں تو کیوں کر ؟

چترلیکھا ۔ کیا اب تم مایوسی کے ساتھ واپس جانا چاہتی ہو ؟

پروراوس ۔ (پھر اپنی جگہ بیٹھ کر) یار رانی ابھی دور تو نہ گئی ہوگی ؟

ودوشک ۔ جو کچھ فرمانا ہے بلا تامل فرمائیے ۔ جس طرح طبیب بیمار کی صحت سے مایوس ہو کر اس کو چھوڑ بیٹھتا ہے ، اسی طرح رانی نے بھی آپ سے کنارہ کر لیا ہے ۔

پروراوس ۔ کاش آروسی ۔

آروسی ۔ اپنی دلی آرزوؤں میں کامیاب ہو ۔

پروراوس ۔ میرے دل کی مالک گو نظر کے سامنے نہ آئے مگر اپنی پازیب کی جھنکار ھی سے میرے مشتاق کانوں کو مسرور کر دے ، یا چپکے سے پیچھے سے آ کر اپنے کنول جیسے ھاتھوں سے میری آنکھیں چھپالے ، یا اس محل میں اترے اور اس کی چالاک سکھی جبر کرتی ہوئی اس کو میرے پاس گھسیٹ لائے اور وہ خوف کے مارے قدم قدم پر بدک رہی ہو ۔

آروسی ۔ سکھی اس آرزو کو تو میں پورا کیے دیتی ہوں (راجا کے پیچھے جا کر اس کی آنکھیں بند کر لیتی ہے) ۔

چترلیکھا ۔ (ودوشک کو اشارہ کرتی ہے) ۔

پروراوس ۔ (یہ ظاہر کر کے کہ وہ سمجھ گیا ہے) دوست یہ تو وھی پری جال ہے جو نارائن رشی کی ران سے نکلی تھی ۔

ودوشک ۔ یہ کیوں کر معلوم ہوا ؟

پروراوس ۔ اس کا پہچاننا بھی کوئی بات ہے ؟ میرا جسم جو مورد آلام محبت ہے اور کسی کے چھونے سے تر و تازہ نہیں ہو سکتا ۔ گل چاندنی آفتاب کی کرنوں سے نہیں کھلتے ، یہ تاثیر صرف چاند کی شعاعوں میں ہے ۔

پروراوس ۔ او سندری! تمہارا بھی بول بالا رہے ۔ (اپنے برابر بٹھا لیتا ہے) ۔

چترلیکھا ۔ آپ خوش تو رہے ۔

پروراوس ۔ خوشی تو حقیقت میں اب میسّر ہوئی ہے ۔

آروسی ۔ سکھی! رانی مجھے مہاراج کو عنایت فرما چکی ھیں اور اس لیے میں رانی کی دوست کی حیثیت سے مہاراج کے

قریب بیٹھی ہوں ، مجھے کہیں غاصب نہ سمجھنا ۔

ودوشک ۔ کیا آپ کو یہیں آفتاب غروب ہوا ؟

پروراوس ۔ (آروسی کی طرف دیکھ کر) اب تو تم میرے بدن سے مس ہونے کی اس وجہ سے مجاز ہوئی ہو کہ رانی نے مجھ کو ہبہ کر دیا ہے لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے میرا دل پہلے کس کی اجازت سے چرایا تھا ؟

چترلیکھا ۔ جناب مجھے معلوم ہے کہ اس کا جواب نہیں ہو سکتا ، بس اب میرا بھی التماس سنیے ۔

پروراوس ۔ فرمائیے ! میں ہمہ تن گوش ہوں ۔

چترلیکھا ۔ بہار کے بعد موسم گرما میں مجھ کو بھگوان سورج کی حضوری میں حاضر رہنا پڑتا ہے ، اس لیے جاتی ہوں ، مگر آپ سے مجھے امید ہے کہ میری سکھی کے ساتھ ایسا برتاؤ فرمائیں گے کہ وہ سورگ کا لطف بھی بھول جائے گی ۔

ودوشک ۔ خیر سے سورگ میں بھی کوئی بات یاد آنے کے قابل ہے ؟ کھانا پینا نام کو نہیں اور مچھلیاں تک پلک نہ جھپکانے کی پھٹکار میں مبتلا[1] ۔

پروراوس ۔ او فرخندہ فال ! سورگ لذات سرمدی سے معمور ہے ، کون وہاں کے لطف کو بھلا سکتا ہے ؟ لیکن اتنا کہہ سکتا ہوں کہ پروراوس ، جس کا دل کسی اور سے نہیں ملتا ، تمھاری سکھی کا ہمیشہ غلام رہے گا ۔

چترلیکھا ۔ میرا شکریہ قبول فرمائیے ۔ سکھی آروسی اب ذرا دل

---

۱ ۔ خیال یہ ہے کہ سورگ کے باشندے کبھی پلک نہیں مارتے اور ہمیشہ ان کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں ۔

کڑا کر کے مجھے رخصت کر ۔

آروسی ۔ (گلے لگا کر) مجھے نہ بھولنا ۔

چترلیکھا ۔ (مسکرا کر) اب چونکہ تم میرے مہربان کے پاس پہونچ گئی ہو ، اس لیے یہ درخواست تو مجھے تم سے کرنی چاہیے ۔ (راجا کو آداب عرض کر کے چلی جاتی ہے) ۔

ودوشک ۔ آرزوؤں کے بر آنے پر میری مبارک باد بھی قبول فرمائیے ۔

پروراوس ۔ بے شک میں کامیابی کی انتہا پر پہونچ گیا ۔ دیکھو میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے اس خیال سے کہ جہان کی حکومت کا شاہانہ چتر میرے سر پر سایہ فگن ہے اور میرے فرمان کے ماتحت راجاؤں کی کلغیوں کے بوقلموں جواہرات سے مرصّع ہیں ، کبھی اتنی خوشی حاصل نہیں ہوئی جتنی کہ آج اس پری کی غلامی سے ہوئی ہے ۔

آروسی ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے جواب میں کیا کہوں ؟

پروراوس ۔ (اس کا ہاتھ پکڑ کر) حیرت سی حیرت ہے کہ مراد کے حاصل ہو جانے سے حالت ہی بالکل بدل جاتی ہے ۔ چاند کی وہی کرنیں اب میرے جسم کو تازگی بخش معلوم ہوتی ہیں اور عشق کے وہی شرارے روح پرور ہیں ۔ او دل ربا کیا کہوں جو چیزیں پہلے روکھی اور دشمنی پر کمر باندھے ہوئے معلوم ہوتی تھیں ، وہی اب تیرے وصال کی بدولت خوش آیند نظر آرہی ہیں ۔

آروسی ۔ میں نے بڑا قصور کیا کہ آنے میں اتنی دیر لگائی ۔

پروراوس ۔ نہیں یہ بات نہیں ہے ۔ جو خوشی مصیبت کے بعد حاصل

ہوتی ہے وہ زیادہ دلکش ہوتی ہے ، کیوں کہ درختوں کے سایے کا لطف دھوپ کا مارا مسافر ہی جانتا ہے ۔

ودوشک ۔ دوست چاند کی کرنوں کا لطف جو رات کو بہت ہی دل ربا معلوم ہوتی ہیں آٹھا چکے ، اب آپ آرام فرمائیے ۔

پروراوس ۔ اچھا تو اپنی مخدومہ کو راستہ بتاؤ ۔

ودوشک ۔ دیبی ادھر سے (وہ سب مڑ جاتے ہیں) ۔

پروراوس ۔ اے مہ جبیں میری آرزو بس اب اس قدر ہے ۔

آروسی ۔ وہ کیا ؟

پروراوس ۔ پہلے جب کہ آرزوے وصال دل ہی میں تھی تو راتیں طول میں سوگنی معلوم ہوتی تھیں ۔ کاش اب تیرے وصال کے بعد بھی وہی طول باقی رہے ! اگر ایسا ہوا تو او کمان ابرو ! مجھے خود اپنی خوش قسمتی پر رشک آنے لگے گا ۔

(سب چلے جاتے ہیں) ۔

ایکٹ چوتھا

منظر:— اکلوش کابن جو کوہ گندھا مدن کے دامن میں ہے

(پردوں کے پیچھے)

(چترلیکھا اور سہجینا آتی ہیں)

سہجینا ۔ (چترلیکھا کی طرف دیکھ کر) پیاری سکھی! تمھارا پژمردہ چہرہ جو کنول کی طرح کمھلایا ہوا ہے، دل کی بے قراری کا پتہ دے رہا ہے ۔ آخر کچھ تو معلوم ہو کہ اس پریشانی کا سبب کیا ہے ؟ تاکہ میں بھی تمھارے دکھ میں شریک ہوں ۔

چترلیکھا ۔ کیا کہوں اپنی باری کے مطابق بھگوان سورج کی خدمت گزاری میں مصروف تھی مگر میرا دل آروسی میں پڑا تھا ۔

سہجینا ۔ مجھے تم دونوں کی محبت کا حال بخوبی معلوم ہے لیکن یہ تو بتاؤ کہ ہوا کیا ؟

چترلیکھا ۔ پھر میں نے اس کا حال دریافت کرنے کے لیے مکاشفہ کیا اور ایک عجیب دل گداز سانحہ نظر کے سامنے آیا ۔

سہجینا ۔ (بہت فکر سے) آخر ہوا کیا ؟

چترلیکھا ۔ ہوا یہ کہ آروسی لطف زندگانی اٹھانے کے لیے اپنے

پیارے راج رشی کے ساتھ جس نے سلطنت کا بار اپنے وزرا پر ڈال دیا تھا ، گندھر مدن کے جنگل کو گئی ۔

سہجینا ۔ سچی بات یہ ہے کہ ایسے خوش فضا مقامات ھی میں لطف زندگی حاصل ھوتا ہے ۔ اچھا پھر کیا ہوا ؟

چترلیکھا ۔ ایسا اتفاق ہوا کہ راج رشی کچھ عرصے تک ایک دیوتا کی بیٹی ، اودے وتی کو جو گنگا کے کنارے ریت کے ٹیلے بنا بنا کر کھیل رھی تھی گھورتا رھا ، اس سے اُروسی آگ بگولا ہوگئی ۔

سہجینا ۔ ھائے غضب ھوا ۔ حقیقت میں زیادتی محبت ذرا سی کج ادائی کو بھی روا نہیں رکھتی ۔ اچھا پھر کیا ھوا ؟

چترلیکھا ۔ راج رشی نے ھر چند معذرت کی مگر وہ گرو کی بد دعا کی وجہ سے کچھ ایسی مبہوت ھو رھی تھی کہ دیوتا کی ممانعت کی پروا نہ کر کے کمار بن[1] میں گھسی چلی گئی جہاں عورتوں کا جانا ممنوع ہے اور داخل ھوتے ھی قلب ماھیت ھو کر انگور کی بیل بن گئی ۔

سہجینا ۔ قسمت سے کچھ بھی بعید نہیں ۔ افسوس ایسی پر جوش محبت کا دفعتاً ایسا انجام ھوا ۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ اب بیچارے راج رشی کا کیا حال ہے ؟

چترلیکھا ۔ اس کی تو عجیب کیفیت ہے ، دن رات اپنی معشوقہ

---

۱ ۔ کمار جس کا اصلی نام کارتکیا ہے شیو کا بیٹا تھا اور اس کو عفت و عصمت کا اس قدر خیال تھا کہ عورتوں سے اس کو قطعاً نفرت تھی ، اس لیے ان مقامات میں عورتوں کے جانے کی ممانعت ہے جو کارتکیا کی پوجا کے لیے مخصوص ھیں یا اس سے منسوب ھیں ۔

کی تلاش میں اسی جنگل میں پریشان و سرگرداں ہے ۔ اس کے علاوہ یہ گھنگھور گھٹائیں جو اچھے بھلے چنگوں کو پریشان کر دیتی ہیں اس پر غضب ہی ڈھائیں گی ۔

سہجینا ۔ سکھی یقین مانو، ایسے نازک بدن زیادہ عرصے تک وقف آلام نہیں رہ سکتے ، عنقریب کسی نہ کسی کی عنایت سے کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے گی کہ وہ پھر شربت وصال سے سیراب ہوں گے ۔ اچھا اب چلو بھگوان سورج کے حضور میں جو طلوع ہونے ہی والے ہیں، حاضر ہوں ۔ (چلی جاتی ہیں) (تمہید ختم ہوئی) ۔

(پردوں کے پیچھے)

(پروراوس مجنونوں کے لباس میں آتا ہے)

پروراوس ۔ او بدمعاش دیو ٹھہر ! تو کہاں میری دل ربا کو اڑائے لیے جا رہا ہے ۔ اھاھا وہ تو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور وہاں سے مجھ پر تیر برسا رہا ہے (غور سے دیکھ کر) نہیں نہیں یہ مغرور مسلح دیو نہیں ہے بلکہ پانی بھرا بادل ہے اور یہ پوری کھنچی کمان نہیں ہے بلکہ دھنک ہے اور یہ تیر نہیں ہیں بلکہ ایک تیز جھڑی ہے اور یہ چیز جو اندھیرے میں ایسی چمک رہی ہے جیسے کسوٹی پر سونے کی لکیر، بجلی ہے نہ کہ میری پیاری آروسی (غور کر کے) ہائے میری کیلے سی ران والی کہاں غائب ہوگئی ۔ شاید وہ غصے کی وجہ سے اپنی فوق الانسان قوت سے نظروں سے غائب ہو گئی ۔ مگر نہیں غصہ اس کے دل میں کہاں ٹھہر سکتا ہے ؟ نہیں نہیں ، یہ تو ممکن ہی نہیں ، آخر اس کا دل بھی میری محبت سے لبریز ہے ۔ یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ

دیوتاؤں کے دشمن آس کو میرے آغوش محبت سے
جدا کر کے لے جائیں ۔ ہائے پھر کیوں نظر سے غائب
ہے ؟ ہائے قسمت تجھے کیا کہوں ؟ (ہر طرف دیکھ کر
اور آہ سرد بھر کر) افسوس جن لوگوں سے قسمت پیٹھ
موڑ لیتی ہے آن پر بلائیں ایک ایک کر کے نازل نہیں
ہوتیں ، کیوں کہ ایک طرف تو اس ناقابل برداشت
فراق کی مصیبت میں مبتلا ہوگیا ہوں اور دوسری طرف
نوخیز بادلوں کی بدولت گرمی کی تیزی جا کر موسم
نہایت ہی خوشگوار ہوگیا ہے ۔ (مسکرا کر) واہ یہ بھی
کوئی بات ہے کہ میں اپنے درد دل سے غافل ہوں ۔
رشی تک راجا کا حاکم زمانہ ہونا تسلیم کرتے ہیں ۔
اچھا تو میں برسات کو واپس ہی چلے جانے کا حکم
نہ دے دوں ؟ نہیں نہیں ایسا کرنا مناسب نہیں کیوں کہ
اس وقت تو برسات کے تمام آثار میرے ہی شاہانہ کر و فر
کا ساز و سامان کر رہے ہیں ۔ چمک دار بادل جن پر
بجلی کی سنہری جھالر لگی ہوئی ہے ، میری گدی کا
شامیانہ ہیں ۔ پیپل کے درخت اپنی ہری بھری شاخوں
سے میرے سر پر چنور ہلا رہے ہیں ، مور جو موسم گرما
کے ختم ہو جانے کی وجہ سے اور بھی کلیلوں میں ہیں،
خوش خوش کوک رہے ہیں اور وہ گویا میرے بھاٹ
ہیں اور پہاڑ جو آب باراں کو نیچے لیے آ رہے
ہیں وہ گویا سوداگر ہیں جو میرے لیے
ملک ملک کا نایاب مال لانے میں مصروف
ہیں ۔ ٹھیک تو ہے ، لیکن شاہانہ کر و فر کی توصیف
سے حاصل؟ پہلے اپنی محبوبہ کو تو اس لق و دق
بیابان سے ڈھونڈھ نکالوں ۔ (دیکھ کر) افسوس افسوس
سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا ۔ ہائے اس کیلے کے

درخت کے سرخ سرخ پھول جو شبنم سے لبریز ہیں ، مجھے اُس کی غضب ناک آنکھوں کو یاد دلاتے ہیں جو آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی تھیں ۔

ہائے کیوں کر معلوم ہو کہ وہ کس راستے سے گئی ہے ؟ اگر اُس نازک بدن نے اس صحرائے بے گیاہ کی زمین کو جس کا رتیلا سطحہ مینہ کی جھڑیوں سے تر بتر ہے اپنے پاؤں سے چھوا ہوتا تو نقش پا ضرور رنگ حنا کی جھلک دکھاتے اور بھاری سرین کی وجہ سے ایڑیوں کے پاس سے زیادہ دبے ہوئے معلوم ہوتے۔ (ادھر ادھر پھر کر اور پھر خوش ہو کر) اہاہا! آخر مجھے ایک ایسی چیز مل ہی گئی جس سے میری ناراض البیلی کے راستے کا پتا لگ جائے گا ۔

یہ بالیقین اُسی گہری ٹنڈی والی کی انگیا ہے جو غصے کے مارے لڑکھڑا لڑکھڑا کر چلنے میں گر پڑی ہے ۔ رنگت طوطے کے پوٹے کی طرح گہری سبز ہے اور آنسوؤں کے قطروں سے جو اُس کے لب لعلین سے سرخی مستعار لے کر گرے ہیں ، جا بجا افشاں چنی ہوئی ہے ۔ (غور سے دیکھ کر) ہیں! یہ کیا؟ یہ تو سبز گھانس کا تختہ ہے جس پر بیر بہوٹیاں اینڈ رہی ہیں ۔ ہائے اس سنسان جنگل میں میری محبوبہ کی خبر کیوں کر ملے ؟

(سامنے کی طرف دیکھ کر) او ہو ! وہ دیکھو سامنے کی پتھریلی زمین میں جس سے مینہ کی جھڑیوں کی وجہ سے دھواں سا نکل رہا ہے ، اُس اونچے پتھر پر کوئی بیٹھا ہے ۔ آہا ! یہ تو مور ہے ، گو اُس کے کیس پر سامنے کی تیز ہوا تھپیڑے مار رہی ہے ، مگر وہ

گردن اٹھائے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے اور تنے ہوئے سینے سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دم میں چنگھاڑتا ہے ـ چلو اسی سے سوال کر کے دیکھیں (مور کے قریب جا کر سلام کرتا ہے) ـ

او سیاہی‌مائل، پتلی گردن اور سپید کوؤں کی آنکھوں والے پرند ! تو نے اس جنگل میں کہیں میری دل ربا صراحی دار گردن اور لمچھوئی آنکھوں والی انیلی کو دیکھا ہے ؟ کیوں کہ وہ حقیقت میں دیکھنے کے قابل ہے ـ ہیں یہ کیا! وہ تو ٹس سے مس بھی نہ ہوا بلکہ اُلٹا ناچنے لگا ـ آخر اس خوشی کا کیا سبب ہے ؟ ہاں میں سمجھا ! بات یہ ہے کہ میری سندری کے غائب ہو جانے کی وجہ سے اس کو موقع مل گیا کہ اپنے پروں کی نسبت جو بوقلموں بادلوں کی طرح خوش نما اور نسیم سحری کے ہلکے جھونکوں سے ورق گردانی میں مصروف ہیں، یکتائی کا دعویٰ کرے ـ کیوں کہ اگر وہ میری دل فریب بالوں والی ہوتی تو اس کو اس کے پھولوں سے سجے ہوئے جوڑے کے مقابلے میں، جس کی گرہ خوش فعلیوں میں کھل گئی ہوتی، بڑے بول کا کیوں کر موقع ملتا ؟ خیر کچھ مضائقہ نہیں! میں ایسے اوچھے سے سوال کرنا کبھی گوارا نہیں کر سکتا جس کو دوسروں کی مصیبت میں مزا آتا ہو (ادھر اُدھر ٹہلتا پھرتا ہے) دیکھو وہ جامن کے درخت کی شاخ پر کوئل بیٹھی ہے اور موسم خزاں کے ختم ہو جانے کی وجہ سے آتش عشق اس کے سینے میں بھڑک اٹھی ہے ـ مشہور ہے کہ پرندوں میں سب سے ہوشیار یہی ہے اس لیے چلو اسی کی منت و سماجت کریں ـ عشّاق تجھ کو

پیک[1] محبت سمجھتے ھیں۔ غرور و تمکنت کے توڑنے میں تو نہ خطا کرنے والا تیر ھے۔ بس او خوش گلو! یا تو جلدی سے میری محبوبہ کو میرے پاس لے آ، یا مجھے اُس دلربا کے پاس پہنچا دے ۔ آپ نے کیا فرمایا ؟ کیا آپ یہ دریافت فرما رھے ھیں کہ وہ مجھ جیسے والہ و شیدا کو چھوڑ کر کیوں چلی گئی ؟ اگر یہی سوال ھے تو سنیے ، بات یہ ھے کہ وہ بگڑ کر چلی گئی ، گو مجھے یاد نہیں کہ میں نے کبھی ایک مرتبہ بھی اُس کو ناراضی کا موقع دیا ھو ۔ عورتوں کی اپنے عشاق پر ایسی حکومت نہیں ھوتی کہ ناراضی کے لیے ان کے صدق وصفا سے ھٹنے کی ضرورت ھو ۔ واہ یہ بھی خوب ھوئی ! وہ تو میری تقریر کو مختصر کر کے اپنے کام میں مصروف ھو گئی ! یہ بہت ھی سچا مقولہ ھے کہ دوسرے کی مصیبت خواہ کیسی ھی پرسوز و گداز ھو ، ٹھنڈی معلوم ھوا کرتی ھے ۔ کیوں کہ مجھ جیسے فلک زدہ کی التجا پر کان نہ دھر کر یہ مست چڑیا گدری جامنوں کا عرق چوسنے میں ایسی مصروف ھو گئی کہ گویا کسی معشوق کے لب شیریں ھیں ۔ خیر جانے دو ، اُس کی آواز میری محبوبہ کی طرح سریلی ھے اس لیے میں اُس کی گستاخی کو نظر انداز کرتا ھوں ۔ (آگے بڑھ کر سنتا ھے) آھا میرے دھنی طرف سے پازیبوں کی جھنکار سنائی دے رھی ھے ۔ ھو نہ ھو یہ آواز تو میری دل ربا کے خرام ناز کی ھے۔ چلو ادھر ھی چلیں (ادھر اُدھر پھر کر)

---

۱ - ھندوستان کے ھندو شاعروں کا خیال ھے کہ عاشق و معشوق میں اگر جھگڑا ھو گیا ھو تو وہ کوئل کی کوک سن کر من جاتے ھیں -

افسوس افسوس ! یہ راج ھنس کی قاں قاں ہے کہ ھر سمت سے گھنگھور گھٹائیں اٹھتے ھوئے دیکھ کر مانس¹ جھیل کو جانے کی خوشی منا رھی ھیں ۔ خیر جانے کی مشتاق سہی مگر ابھی تو اسی جھیل میں ھیں ۔ اچھا یہ فرصت بھی غنیمت ہے ، چلو انھیں سے اپنی محبوبہ کا حال دریافت کروں ۔ (قریب آ کر) او پردار مخلوق کے بادشاہ جو پانی سے سینہ زوری کرتے ھو ! مانس جھیل کو تم بعد میں بھی جا سکتے ھو ، اور کنول کی شاخیں تمھارا زاد راہ سہی مگر آن سے بھی ایک لحظے کے لیے قطع نظر کر سکتے ھو، کیوں کہ وہ تو موجود ھی ھیں ۔ میری محبوبہ کی خبر سنا کر ذرا میرے درد دل کا علاج تو کرتے جاؤ ۔ نیک لوگوں کے نزدیک کسی مستمند کی حاجت روائی خود غرضی پر ہزار درجے ترجیح رکھتی ہے ۔ نظر اٹھا کر دیکھتا تو ہے مگر یہ کہتا ھوا معلوم ھوتا ہے کہ مانس جھیل کو جانے کی دھن میں میں نے اس کا خیال نہیں کیا ۔

اچھا او راج ھنس ! یہ تو بتا کہ اگر تو نے میری کمان ابرو سندری کو تالاب کے کنارے ٹہلتے ھوئے نہیں دیکھا تو پھر او ڈاکو ! تو نے اس کی مستانہ چال کیسے اڑائی ؟ بس او راج ھنس ! جب تو نے میرے دل نواز کی چال اڑائی ہے تو اسے بھی پیدا کر کیوں کہ جب تیرے پاس سے مال مسروقہ کا ایک حصہ برآمد

---

۱ ۔ یہ ایک جھیل کا نام ہے جو کوہ ھمالیہ کے اس طرف کوہ کیلاش پر واقع ہے ۔ اس کا نام برھما بھی ہے اور خیال کیا جاتا ہے کہ مرغابیاں وھیں سے ھر سال آیا کرتی ھیں ۔

ہوا ہے، تو ُتو ھی باقی مال کا ذمےدار[1] ہے۔ (مسکرا کر) چور کے پاؤں کتنے ؟ دیکھو وہ ڈر کے مارے ُدم دبا کر بھاگ گیا ، جانتا ہے نہ کہ میں راجا ہوں ۔

(مسکرا کر) دیکھو وہ چکوا اپنی مادہ کو لیے بیٹھا ہے ، چلو اُسی سے دریافت کریں ۔ او چکوے ! یہ شخص جو راجا ہے اور جس کا دل اپنی گول سرین والی معشوقہ کے فراق میں ہزاروں آرزوؤں سے بھرا ہوا ہے تجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے ۔

''کون[2] ہے کون ہے؟'' ہیں! کیا مجھ سے پوچھتا ہے کہ میں کون ہوں ؟ ایسا تو نہ ہوگا ، نہیں وہ بالیقین مجھے نہ جانتا ہوگا ۔ میں وہ شخص ہوں جس کے دادا اور نانا چاند اور سورج ہیں اور جس کی حکومت اُروسی اور روئے زمین دونوں نے تسلیم کی ہے۔ ہیں! وہ تو چپکاسا ہو گیا ! اچھا لاؤ ذرا اُس کو متنبہ ہی کریں ۔ او چکوے ! جب کبھی تیری مادہ تالاب میں کنول کے پتے کی آڑ میں ایک لحظے کے لیے بھی آنکھ سے اوجھل ہو جاتی ہے تو ُتو سمجھتا ہے کہ نہیں معلوم وہ کتنے کالے کوسوں چلی گئی اور اپنے بیتابانہ شور و شغب سے دھوم مچا دیتا ہے ۔ جب تو اپنی معشوقۂ طناز کے جذب الفت کی بدولت درد فراق سے اس قدر ڈرتا ہے تو میرے ساتھ، حالانکہ میں حقیقت میں اپنی من موھن سے بچھڑ گیا ہوں تیری ہمدردی کی بہ کیفیت کیوں ہے کہ مجھے میری آفت جان کی خبر دینے

---

۱ - چونکہ راج ھنس کو چور قرار دیا ہے اس لیے بہ قانونی کلیہ ثبوت میں پیش کر دیا ہے ۔

۲ - چکوے کی آواز ۔

میں بھی مضائقہ کرتا ہے ۔ حقیقی بات یہ ہے کہ میرے ستارے آلٹا اثر دکھا رہے ہیں پس کہیں اور ہی چلنا چاہیے (تھوڑی دور جا کر ، کھڑے ہو کر) نہیں نہیں ابھی جانا ٹھیک نہیں ۔ یہ کنول کا پھول جس کی پنکھڑیوں میں ایک بھونرا بھن بھن کر رہا ہے ، میری دل ربا کے چہرے کے مشابہ ہے اور بھونرے کی بھن بھناہٹ آس کی سسکیوں کا لطف دے رہی ہے ، جو لب لعلین کو چوستے وقت اس کے منہ سے بے اختیار نکلا کرتی تھیں ۔ اچھا کنول باشی بھونرے سے بھی دریافت کر لیتا ہوں تاکہ یہاں سے جانے کے بعد پچھتاوا نہ ہو ۔

او بھونرے! آس جادو بھری آنکھوں والی کی کچھ خبر سنا (غور کر کے) معلوم ہوا کہ تو نے کبھی آس سندری کو جو میرے دل کی مالک ہے ، دیکھا ہی نہیں ۔ اگر تجھے کبھی آس کے دم عیسیٰ کا تجربہ ہوا ہوتا تو تو کبھی اس کنول پر جان نہ دیتا ۔ بس اب چلو بھی (مڑ کر) دیکھو وہ سامنے شاندار ہاتھی اپنی مادہ کے ساتھ نیب کے درخت کی شاخ پر سونڈ رکھے کھڑا ہے ۔ اس سے تو بالیقین میری پیاری کی کچھ خبر مل سکے گی (سوچ کر) لیکن ہاں ! اس قدر جلد بازی کی کیا ضرورت ہے ۔ پہلے وہ اس نرکل کی شاخ کا لطف تو آٹھا لے جس میں نئے نئے کلے پھوٹے ہیں اور جس کا عرق شیرینی میں شربت کو مات کر رہاہے، جو اس کی جان سے عزیز مادہ اپنی سونڈ میں اٹھا کر لائی ہے ۔ (تھوڑی دیر انتظار کر کے) اوہو ! کھانے سے فارغ ہو گیا ۔ اچھا تو اب پوچھتا ہوں ۔

او ہاتھیوں کے گلے کے سردار ! تو نے کہیں اس سندری کو، دور ہی سے سہی ، دیکھا ہے ؟ شباب جس کا ہمدم و دمساز اور جس کی رعنائی فردوس نظر اور بالوں کا جوڑا جوہی کے پھولوں سے آراستہ ہے اور وہ خود سر آمد حسینان مست ناز ہے ۔ (خوش ہو کر) اس گونجتی مگر خوش آیند چنگھاڑ سے تو مجھ کو کسی قدر تسکین ہوئی کیوں کہ وہ کہتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے میری دل رُبا کو دیکھا ہے ۔ اس کے علاوہ مجھے باہمی مشابہت کی وجہ سے تجھ سے تعلق خاطر بھی ہے ۔ اگر میں راجاؤں کا راجا کہلاتا ہوں ، تو تُو بھی ہاتھیوں کا راجا ہے ۔ تیرا دان[1] مد کی شکل میں اور میرا دان غربا اور مساکین کی دستگیری کی شکل میں ہمیشہ جاری رہتا ہے ۔ حسینان جہاں میں اروسی مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے ، اسی طرح اس گلے بھر میں تیری مادہ بھی ممتاز ہے ۔ تیری ہر چیز میرے مشابہ ہے لیکن کاش تو ہجر کے صدموں سے کبھی آشنا نہ ہو ! بلکہ ہمیشہ تجھ کو امن و راحت نصیب رہے ! اچھا اب الوداع !

(ادھر اُدھر دیکھ کر) آہا ! یہ تو ایک خوش فضا پہاڑ ہے جس کا نام سور بھکندر ہے۔ یہ تو خاص پریوں کا تفرج گاہ ہے ۔ شاید میری سندری بھی اسی کے آس پاس ہوگی (مڑ کر دیکھ کر) افسوس میری ظلمت عصیاں نے بادل کو بھی نور برق سے محروم کر دیا مگر میں پہاڑ سے دریافت کیے بغیر ٹلنے والا نہیں ۔

---

۱ ۔ دان سنسکرت میں جانوروں کی مستی کو بھی کہتے ہیں اور خیرات کو بھی ۔

او وسیع دامنوں والے پہاڑ ! کیا کبھی میری آبھرے سینے، گول سرین ، سڈول جوڑ بند والی پری جال کا تیرے جنگل میں سے ، جو حسن و عشق کا مسکن ہے ، گزر ہوا ہے ؟ کیوں یہ خاموشی کیسی ؟ شاید فاصلے کی وجہ سے اس نے سنا نہیں! چلو قریب ہی چل کر پوچھیں (مڑ کر) او پہاڑوں کے سردار تو نے اس پر فضا جنگل میں میری بچھڑی ہوئی سندری کو دیکھا ہے جو از سرتا پا رعنائی ہے ؟ (خوشی سے سُن کر) اچھا تو وہ میرے ہی الفاظ کو دُہرا کر کہ رہا ہے کہ اس نے دیکھا[۱] ہے ! کاش تیرے کان اس سے بھی بہتر خوش خبری سے محظوظ ہوں - اچھا بتا میری پیاری ہے کہاں ؟ (پردے کے پیچھے سے یہی الفاظ سُن کر) افسوس یہ تو میرے ہی الفاظ کی صدائے باز گشت ہے جو کسی کہوہ میں گونج کر آ رہی ہے (مایوسی ظاہر کر کے) - اب تو میں تھک کر چور ہو گیا - اچھا تو اس پہاڑی چشمے ہی کے کنارے بیٹھ کر ذرا نسیم بہار کا لطف اٹھاتا ہوں جو موجوں سے اٹکھیلیاں کرتی ہوئی چل رہی ہے - اس ندی کا کنارہ عجب تازگی بخش روح ہے- گو کہ آس کا پانی مینہ کی وجہ سے گندلا ہو رہا ہے - یہ ندی موجوں سے پیشانی پر بل ڈالے پھڑ پھڑاتی مرغابیوں کی قطاروں سے کردھنا باندھے جھاگوں کی سپید ساڑھی کو جو غصے کے مارے کھسکی جا رہی ہے سنبھالتی لڑکھڑاتی چلی جا رہی ہے - اس سے تو

---

۱ - اصل میں جو عبارت ہے اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں - ''او راجاؤں کے راجا ! میں نے اس پر فضا جنگل میں الخ'' یہاں مراد صدائے بازگشت سے ہے -

قیاس ہوتا ہے کہ یہ میری وہی غصیلی البیلی ہے جو ندی کی صورت اختیار کر کے کبھی کبھی میرے قصوروں کا خیال کر کے رکتی منڈلاتی چکر کھاتی جا رہی ہے۔ اچھا چلو آسی سے نہ التجا کریں (ہاتھ باندھ کر) او مغرور سندری تو نے اس غلام کو جو تیرا دل دادہ اور بے وفائی سے متنفر ہے اور جس کی زبان ہمیشہ شیریں الفاظ سے آشنا رہتی ہے کیا ایسا قصور دیکھا جو اس طرح چھوڑ کر الگ ہو گئی؟ یا حقیقت میں تو ندی ہی ہے؟ کیوں کہ آروسی پرواوس کو چھوڑ کر سمندر کی طرف کیوں جانے لگی؟ قسمت کبھی حسرت و ناامیدی کا ساتھ نہیں دیتی۔ اچھا تو اب میں آسی مقام پر چلتا ہوں جہاں سے میری آنکھوں کا تارہ میری نظر سے اوجھل ہوا (مڑ کر اور دیکھ کر) اچھا اس کا سراغ مل گیا۔ یہ دیکھو گل اشرفی[1] کا پیڑ سامنے کھڑا ہے۔ اس کے ایک پھول سے جو موسم گرما کے اختتام کی خبر دے رہا تھا اور دقیق گل کے پوری طرح نہ بن چکنے کی وجہ سے کُھرا کُھرا سا معلوم ہوتا تھا، میری من موہن نے اپنے بالوں کو سجایا تھا (مڑ کر اور ایک اشوک کا درخت دیکھ کر)۔

او سرخ کلیوں والے اشوک! وہ پتلی کمر والی اپنے دل باختہ کو چھوڑ کر کہاں چلی گئی؟ (اس کی چوٹی کو ہوا میں ہلتا ہوا دیکھ کر) تو بیکار اپنا درد بھرا سر ہلا رہا ہے کیوں کہ اگر تو نے اس کے پاؤں کی ٹھوکر نہیں کھائی[1] تو یہ پھولوں کی دولت

۱ - اس درخت میں پھول آنا گرمی کے جانے کی علامت ہے۔

۱ - یہ قدیم خیال ہے کہ جب تک اس درخت پر کوئی حسین عورت لات نہ مارے یہ پھلتا پھولتا نہیں ہے۔

جن کی پنکھڑیوں پر بھونروں کے جھنڈ کے جھنڈ گرے پڑتے ھیں کیوں کر ھاتھ آئی ؟ (غور سے دیکھ کر آگے بڑھتا ھے) اچھا اب میں اس بارہ سنگھے ھی سے سوال کرتا ھوں۔ شاید یہی میری پیاری کی خبر دے سکے۔ یہ کالا چست کبرا بارہ سنگھا حسن بہار کی آنکھ معلوم ھوتا ھے جو فضائے صحرا میں خود اپنا روپ دیکھنے کے لیے نازل ھوئی ھے (دیکھ کر) افسوس ! کیا اس نے بھی کج خلقی سے میری طرف سے منہ موڑ لیا (دیکھ کر) دیکھو وہ دور سے بارہ سنگھے کی مادہ آ رھی ھے اور وہ اس کا ننھا بچہ دودھ پینے کی دھن میں اچھلتا کودتا مچلتا ٹانگوں میں لپٹ لپٹ کر قدم قدم پر روک رھا ھے اور بارہ سنگھا ھے کہ گردن جھکائے اسی پر نظر جمائے ھوئے ھے گویا کہ اور کچھ اس کی نظر میں سماتا ھی نہیں۔

او بارہ سنگھوں کے ڈار کے سردار ! تو نے میرے دل کی مالک کو جنگل میں دیکھا ھے ؟ میں تجھے اپنا پتا بتائے دیتا ھوں تاکہ تجھ کو پہچاننے میں دقت نہ ھو۔ اس کی نظربازیاں بھی ویسی ھی عشوہ زا ھیں جیسے کہ تیری بڑی آنکھوں والی مادہ کی ھیں! کیا اس نے بھی اپنی مادہ کی طرف منہ پھیر لیا اور میری داد و بیداد کی پرواہ نہ کی ؟ یہی ھونا بھی چاھیے تھا! کیوں کہ جب انسان مصیبت کا شکار ھوتا ھے تو ھر طرف سے اس کی توھین ھی توھین ھوا کرتی ھے۔ اچھا یہاں سے بھی چلو (غور سے دیکھ کر) ھیں ! یہ غار میں گہرے سرخ رنگ کی چیز کیا چمک رھی ھے ؟ چونکہ اس کے گرد شعاعوں سے ایک ھالہ سا بنا ھوا

ہے اس لیے وہ ہرن کا گوشت تو نہیں ہو سکتا جو بھیڑیا مار کر ڈال گیا ہو۔ شاید آگ کی چنگاری ہو! لیکن ابھی تو مینہ برس چکا ہے۔ (غور کر کے) آہا! یہ تو ایک گوہر خوش آب ہے جس کا رنگ گل اشرفی کے گچھے کو مات کر رہا ہے اور جس کے لینے کے لیے خود آفتاب کرنوں کے ذریعے سے ہاتھ بڑھاتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو کچھ میرا دل لبھائے لیتا ہے۔ اچھا اٹھائے لیتا ہوں۔ افسوس وہ سندری جس کے ہار سنگھار کے پھولوں سے مہکے ہوئے جوڑے میں یہ رہنے کے قابل تھا وہ تو مجھ سے بچھڑ گئی، پھر میں لوں بھی تو کیوں؟ آخر اس کو صرف آنسوؤں سے تر کرنا تو مقصود نہیں ہے (پردوں کے پیچھے سے آواز) بچے اسے اٹھالے۔ اس جواہر کا نام سنگ مینا (جواہر وصال) ہے اور یہ اس سرخ لاکھی رنگ سے پیدا ہوتا ہے جس سے پاروتی[1] کے پاؤں رنگین کیے جاتے ہیں۔ جب یہ جسم پر پہنا جاتا ہے تو عاشق و معشوق کے وصال کا موجب ہوتا ہے۔

راجا۔ (سن کر) یہ کون ہے جو مجھ پر اس طور پر حکومت کر رہا ہے؟ (ہر طرف دیکھ کر) ہاں یہ کوئی رشی ہے جس نے ہرن کا بھیس لے لیا ہے۔ شاید اس کو میرے حال پر رحم آگیا۔ جناب قدسی مآب! میں آپ کے اس مشورے کا ممنون ہوا۔ او سنگ مینا! اگر تو نے اس پتلی کمر والی سندری سے ملا دیا جو مجھ سے بچھڑ گئی

۱۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ پاروتی جب اپنے پاؤں دھوتی ہے تو رنگ دھل کر کسی گڈھے میں جمع اور سخت ہو کر لعل بن جاتا ہے۔

ہے تو میں تجھے اسی طرح سر پر رکھوں گا جس طرح ایشور نے ہلال کو اپنے تاج میں لگایا ہے ۔ (پھر مڑ کر اور دیکھ کر) نہیں معلوم میرا دل کیوں خود بخود اس بیل کو دیکھ کر بگڑ رہا ہے حالانکہ اس میں بھول تک نہیں ۔ کہیں ایسا تو نہ ہو کہ آسی کی طرف متوجہ ہونا مناسب حال ہو ؟ وہ ایک دبلی پتلی نازنین کے مشابہ ہے جس کے لب لعلین آب اشک سے دھوئے گئے ہوں ۔ کیوں کہ اس کے پتے بھی مینہ کی پھوار سے تر بتر ہیں ، اور جس کا جسم زیور سے عاری ہو ، کیوں کہ اس کے پھولنے پھلنے کا موسم بھی گزر چکا ہے اور جو اندوہ زا سکوت میں مبتلا ہو ، کیوں کہ یہ بھی بھونروں کی بھن بھناہٹ سے محروم ہے ۔ اس سے تو مجھے خیال ہوتا ہے کہ یہ وہی چڑچڑی البیلی ہے اور میرے قدموں پر گرنے کے بعد خود بخود جوش ندامت سے عرق عرق ہو گئی ہے ۔ چونکہ وہ میری من موہن سے اس قدر ملتی جلتی ہے ، اس لیے میں ذرا اس کو گلے سے چمٹا کر محظوظ ہوتا ہوں (بیل کو گلے لگاتا ہے اور اس کے بجائے اروسی نمودار ہوتی ہے) ۔

راجا ۔ (جسم کے چھونے کو محسوس کرتا ہے مگر آنکھیں بند ہیں) آہا ! میرے بدن میں تو ایسی سنسنی آ رہی ہے کہ گویا اروسی کے جسم سے چھو گیا ، مگر مجھے یقین نہیں آتا کیوں کہ جس کسی چیز کو بھی میں اپنی محبوبہ سمجھتا ہوں وہ کچھ اور ہی ثابت ہوتی ہے ۔ بس یہی بہتر ہے کہ تھوڑی دیر آنکھیں بند کیے کھڑا رہوں ۔ کم سے کم ملمس سے تو یہی محسوس ہو رہا ہے کہ میں اپنی محبوبہ سے ہم آغوش ہوں ۔ (آہستہ

:هسته آنکھیں کھول کر) ارے واہ ، یہ تو میری ہی جان جہاں ہے !

آروسی - (آنکھوں میں آنسو بھر لا کر) مہاراج کی جے -

پروراوس - آروسی تیرے فراق سے جو اندھیرا چھا گیا تھا اُس میں غوطے کھاتے کھاتے خوش قسمتی سے پھر تیرا دیدار نصیب ہو گیا ، جس طرح کہ مردہ دوبارہ زندہ ہو جائے -

آروسی - چونکہ میری قوت مدرکہ برقرار تھی اس لیے مجھے حضور کا سب حال معلوم ہے -

پروراوس - معلوم نہیں تم کیا کہتی ہو ؟

آروسی - میں بیان کرتی ہوں لیکن پہلے میں معافی کی خواستگار ہوں کہ اپنی خفگی سے حضور کو اس درجے پر پہونچایا -

پروراوس - او ہمایوں فال ! تجھ کو میرے منانے کی ضرورت نہیں ہے- تیرے دیکھنے ہی سے میرے حواس اندرونی و بیرونی تازہ دم ہو گئے - اب یہ بتا کہ میری جدائی میں تجھ پر کیا گزری ؟

آروسی - مہاراج سنیے - بھگوان کارتکیا نے عصمت دائمی کا عہد کر کے گندہ مدن کے دامن میں ایک جنگل میں جس کا نام اکلوش ہے منڈھی ڈالی اور یہ قانون بنا دیا -

پروراوس - وہ کیا ؟

آروسی - وہ یہی کہ جو عورت اس قطعے میں قدم رکھے گی وہ فوراً قلب ماہیت ہو کر بیل بن جائے گی اور اُس وقت

تک اپنی اصلی حالت پر نہ آئے گی جب تک کہ وہ گوھر آب دار ھاتھ نہ آئے جو پاروتی کے پاؤں کے دھوؤں سے بنتا ھے ۔ چوں کہ گرو کی بد دعا سے میرے حواس مختل ہو رہے تھے اس لیے میں آپ کی منت و سماجت کی پروا نہ کر کے کنار بن میں گھسی چلی گئی اور وھاں قدم رکھتے ھی بیل بن گئی ۔

پروراوس ۔ خیر کچھ پرواہ نہیں ۔ ھاں اگر ایسا نہ ھوتا تو یہ کیوں کر ممکن تھا کہ تم جو مجھ کو تھک تھکا کر کروٹ بدل کر سوتا دیکھ کر یہ سمجھتی تھیں کہ کسی دور دراز سفر پر گیا ھوا ھوں اتنی مدت تک میری جدائی گوارا کرتیں ۔ مجھے اس جواھر کی بدولت پھر لذت وصال نصیب ھوئی ۔ ایک رشی نے بتایا تھا کہ اُسی کے ذریعے سے پھر تم ملوگی جیسا کہ تم نے ابھی بیان کیا ھے (جواھر اُس کو دکھاتا ھے) ۔

اُروسی ۔ اوھو ! یہ تو سنگ مینا ھے ، اسی کی بدولت میں حضور کے بیل کو چھاتی سے لگاتے ھی اپنی اصلی حالت پر آ گئی ۔ (جواھر لے کر اپنے جوڑے میں لگا لیتی ھے) ۔

پروراوس ۔ او سندری بس ذرا دیر اسی طرح کھڑی رہ ۔ یہ تیرا چہرہ جواھر کی سرخ شعاعوں سے منوّر ھو کر اُسی طرح دمک رھا ھے جس طرح گل لالہ صبح کی سہانی دھوپ میں ۔

اُروسی ۔ پراٹستھان سے آئے ھوئے زمانہ ھوا ۔ آپ کی رعایا مجھ پر الزام دے رھی ھو گی ، بس اب واپس تشریف لے چلیے ۔

پروراوس ۔ تمھاری جو مرضی ۔

آروسی ۔ حضور کس سواری میں تشریف لے چلیں گے ؟

پروراوس ۔ او شوخ رفتار! ایک نئے پارۂ ابر کے غبارے میں لے چل ، جس پر دھنک کی خوش رنگ گلکاریاں ہوں اور ہر طرف بجلی کی جھنڈیاں لہرا رہی ہوں ۔

(ایکٹ چوتھا ختم ہوا)

ایکٹ پانچواں

منظر:— راجا پروراوس کا محل

(ودوشک بہت خوش خوش آتا ہے)

ودوشک۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ میرا دوست نندن[1] دن اور دوسرے دیوتاؤں کے جنگلوں میں مدت تک لطف زندگانی اٹھانے کے بعد آروسی کو لے کر واپس آیا۔ اب سوائے لاولدی کے کوئی حسرت باقی نہیں رہی۔ آج تو کچھ عجیب دھوم دھام ہے۔ مہاراج اپنی رانیوں کے ساتھ گنگا جمنا کے بابرکت سنگم میں اشنان کر کے محل کو واپس آئے ہیں اور تبدیل لباس میں مصروف ہیں۔ موقع بہت اچھا ہے چلو وہیں چلیں۔ کیا عجب ہے کہ کچھ بچے کھچے پھول اور خوشبوئیں پہلے ہمارے ہی ہاتھ لگ جائیں۔ (پردے کے پیچھے سے) افسوس افسوس! ہم اس جواہر بے بہا کو جو حضور کی رانیوں کے جوڑوں کو زیب دینے کے قابل تھا ایک کھجور کے پتّوں کی پٹاری میں ریشمی رومال سے ڈھکے ہوئے لے جا رہے تھے کہ ایک چیل گوشت کی بوٹی سمجھ کر جھپٹا مار کر لے گئی۔

۱۔ نندن دن سے مراد یہاں اندر کے باغ سے نہیں ہے بلکہ گندھ مدن کے ایک جنگل سے مراد ہے جو دیوتاؤں کی سیر گاہ ہے۔

ودوشک۔ (سن کر) یہ تو غضب ہو گیا ، اس جواہر کو جس کا نام سنگ مینا ہے میرے دوست بہت ہی عزیز رکھتے تھے اور شاید اسی لیے حضور یوں ہی بلا تبدیل لباس اس طرف آ رہے ہیں۔ اچھا تو میں بھی آنہیں کے پاس نہ چلوں ۔ (راجا اور اس کے ہمراہی حالت پریشانی میں داخل ہوتے ہیں) ۔

پروراوس۔ دیکھو دیکھو وہ چور ، اپنی جان کا دشمن پرند کہاں گیا ! جس نے اتنی بڑی جرأت کی کہ خود اس شخص کے گھر ڈاکا ڈالا جو سب کا پالنے والا ہے ۔

کیراتی[1] ۔ وہ ملاحظہ ہو ، وہ ہوا میں منڈلاتا ہوا چلا جا رہا ہے ۔ گویا جواہر کے سرخ رنگ سے آسمان پر نقش و نگار بنانا چاہتا ہے ۔ وہ دیکھیے جواہر کی طلائی زنجیر اس کی چونچ سے لٹک رہی ہے ۔

پروراوس۔ ہاں وہی ہے ۔ یہ پرند جواہر کو طلائی زنجیر کے ساتھ چونچ میں لٹکائے ہوئے ہوا میں جلدی جلدی پھیرے لے رہا ہے ۔ جس کی وجہ سے یاقوت کی سرخ شعاعوں نے آسمان میں اس طور پر آتشیں حلقے نمودار کر دئے ہیں کہ گویا جلتی ہوئی بنیٹی پھرائی جا رہی ہے ۔ اب کیا کیا جائے ؟

ودوشک۔ (قریب آ کر) ایسے غدّاروں کے ساتھ رحم کا موقع نہیں ہوتا ۔ بس یہی کرنا چاہیے کہ مجرم کو سزا دی جائے ۔

پروراوس۔ سچ کہا ۔ لانا میری کمان (ایک یونی[2] جو راجا کی

---

۱ ۔ کیراتی مہر شکار کو کہتے ہیں ۔

۲ ۔ قدیم ہندو راجاؤں کا دستور تھا کہ وہ یون قوم کی عورتوں سے سلاح برداری وغیرہ کا کام لیا کرتے تھے ۔ یون سے مراد یونانیوں یا تاتاریوں وغیرہ سے ہے ۔

سلاح دار ہے ، کہان لینے جاتی ہے) ۔

پروراوس ۔ دوست پرند تو نظروں سے غائب ہو گیا !

ودوشک ۔ وہ گوشت خوار مردود جنوب کی طرف گیا ہے ۔

پروراوس ۔ (مڑ کر دیکھتا ہے) ہاں اب نظر آیا ۔ اس پرند نے گویا سمت جنوب کے بالوں کے جوڑے میں اس یاقوت سے جس کی آب و تاب نے حد نظر کو گل ہائے اشرفی کے گچھے کی طرح منوّر کر دیا ہے زیور پنھایا ہے ۔

یونی ۔ (کہان لے کر آتی ہے) حضور کہان اور دستانہ حاضر ہے ۔

پروراوس ۔ اب کہان کا کام نہیں ، پرند تیر کی زد سے باہر نکل گیا ۔ اب یہ پرند اس دُرّ شہوار کو لے کر اتنی دور نکل گیا ہے کہ بعینہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات کو مریخ کسی سیاہ بادل کے ٹکڑے کے پاس چمک رہا ہو ۔ (کنچوکی کی طرف دیکھ کر) لا تو یا میری طرف سے کوتوال[1] کو حکم دو کہ شام کے وقت جب یہ پرند بسیرے کے لیے آترے تو اس کا شکار کر لیا جائے ۔

کنچوکی ۔ جو حکم ۔ (چلا جاتا ہے)

ودوشک ۔ حضور آپ ذرا تشریف رکھیں ، یاقوت کا چور سزا سے بچ کر کہاں جا سکتا ہے ؟

پروراوس ۔ (ودوشک کے پاس بیٹھ کر) دوست مجھے جواہر کا خیال اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ بیش بہا ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ سنگ مینا ہے اور اس کی بدولت مجھے اپنی

---

۱ ۔ کوتوال شہر کو سنسکرت میں ناگرک کہتے ہیں ۔

محبوبہ کا وصال نصیب ہوا ۔

ودوشک ۔ یہ تو آپ پہلے ہی فرما چکے ہیں ۔ (کنچوکی یاقوت اور ایک تیر لے کر آتا ہے) ۔

کنچوکی ۔ مہاراج کی جے ! مجرم پرند ایک دوسری چھاؤنی میں یہ تیر کھا کر جو حضور ہی کا اقبال مجسم ہے، جواہر لے کر گرا ۔ (سب لوگ تعجّب کرتے ہیں) حضور یاقوت جو پانی سے پاک کیا جا چکا ہے کس کے حوالے کروں ؟

پروراوس ۔ کراتی اس کو آگ سے پاک کر کے ایک پٹاری میں رکھ دے ۔

کراتی ۔ جو ارشاد ۔ (جواہر لے کر چلی جاتی ہے) ۔

پروراوس ۔ لا تو یا کچھ یہ بھی معلوم ہے کہ تیر کس کا ہے ؟

کنچوکی ۔ اس پر کچھ نام سا تو لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے مگر میری نظر کام نہیں کرتی ۔

پروراوس ۔ اچھا ادھر تو لاؤ (کنچوکی لاتا ہے ، پروراوس دل ہی دل میں پڑھ کر جوش مسرّت سے پھول جاتا ہے) ۔

کنچوکی ۔ تو اب اجازت ہے ؟ (چلا جاتا ہے)

ودوشک ۔ حضور کس سوچ میں ہیں ؟

پروراوس ۔ پہلے اس شخص کا نام تو سن لو جس نے تیر چلایا ہے ۔ (پڑھتا ہے) یہ تیر ہے کماندار ایوس[1] کا جو ایل اور اروسی کا پوت اور دشمنوں کا ہلاک کرنے والا ہے ۔

ودوشک ۔ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ حضور کو فرزند نرینہ کی برکت حاصل ہوئی ۔

---

۱ ۔ پروراوس کو اس نام سے اس وجہ سے مخاطب کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ایلا تھی ۔

پروراوس ۔ لیکن یہ ہوا تو کیوں کر ؟ میں سوائے ناہیش[1] کے تہوار کے اور کبھی اروسی سے جدا نہیں ہوا اور نہ کبھی کوئی حمل کی علامت دیکھی، پھر بچہ پیدا ہوا تو کیونکر؟ بس صرف اتنا ہی ہوا کہ چند روز تک اس کی آنکھیں خمار آلود ، اس کی چھاتیوں کی بھٹنیاں سیاہی مائل اور اس کا چہرہ انگور کے پتے کی طرح زرد معلوم ہوتا تھا ۔

ودوشک ۔ آپ نے پریوں کو بھی انسان سمجھا ہے ؟ وہ اپنی فوق الانسان قوت سے اپنی تمام حرکات و سکنات کو ہم سے پوشیدہ رکھ سکتی ہیں ۔

پروراوس ۔ خیر یوں ہی سہی مگر بچہ ہونے کا حال پوشیدہ رکھنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے ؟

ودوشک ۔ آسانی پریوں کے راز کی تہ کو کون پہنچ سکتا ہے ؟ (کنچوکی آتا ہے) ۔

کنچوکی ۔ مہاراج کی جے ، حضور ایک تاپسی[2] رشی چیون[3] مہاراج کے مٹھ سے ایک لڑکے کو ہمراہ لے کر آئی ہے اور حضوری میں حاضر ہونے کی پروانگی چاہتی ہے ۔

پروراوس ۔ اچھا ان دونوں کو فوراً حاضر کرو ۔

---

۱ ۔ ناہیش ایک پوجا کا نام ہے ، صحرائے ناہیش میں ہوا کرتی تھی جس کا معمولی دوران چودہ ۱۴ روز سے لے کر سو ۱۰۰ دن تک تھا ۔

۲ ۔ تاپسی ، راہبہ ۔

۳ ۔ چیون بھرگو کا بیٹا پوجا کے بطن سے جو پرورش ہوا ہے ۔ چونکہ اس کی ماں کو ایک راکس بحالت حمل اڑا لے گیا تھا جس کے صدمے سے وہ قبل از وقت پیدا ہوا اس لیے اس کا نام چیون رکھا گیا ۔

کنچوکی ۔ جو حکم ۔ (جاکر تاپسی اور ایک لڑکے کو جس کے ہاتھ میں تیر و کمان ہے ، ساتھ لاتا ہے) ۔

کنچوکی ۔ بھگوتی ادھر سے (سب مڑتے ہیں) ۔

ودوشک ۔ (دیکھ کر) شاید یہی وہ بہادر لڑکا ہے ، جس کے ہلالی تیر نے چیل کا نشانہ اُڑایا ۔ دیکھیے حضور سے کس قدر مشابہ ہے ۔

پروراوس ۔ بے شک یہی بات ہوگی، کیوں کہ اس کے نظر کے سامنے آتے ہی میری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے ۔ دل میں محبت پدری موج زن ہوئی اور قلب پر خود بخود خوشی چھائی جاتی ہے ۔ بے اختیار جی چاہتا ہے کہ متانت کو بالائےطاق رکھ کو اس کوزور سے اپنے کپکپاتے سینے سے چمٹالوں ۔

کنچوکی ۔ بھگوتی بس یہیں تشریف رکھیے (تاپسی اور لڑکا ٹھہر جاتے ہیں) ۔

پروراوس ۔ اماں ، پالاگن قبول فرمائیے ۔

تاپسی ۔ اونا مور چندر بنسیوں کی نسل تیری بدولت قائم رہے (دل ہی دل میں) اوہو راج‌رشی تو بتائے بغیر رشتے سے واقف معلوم ہوتا ہے ۔ (باواز) بچے باپ کو آداب بجا لا !

لڑکا ۔ (ادب سے ہاتھ باندھ کر سر جھکاتا ہے) ۔

پروراوس ۔ تمہاری عُمر میں برکت ہو۔

لڑکا ۔ (دل میں) جب صرف یہ سن کرکہ راجا باپ اور میں اس کا بیٹا ہوں ، جوش محبت سے میری یہ حالت ہو رہی ہے تو ان لوگوں کا کیا عالم ہوگا ، جن کو اپنے باپوں کی گود میں کھیلنا نصیب ہوتا ہوگا ۔

پروراوس - بھگوتی ، آپ کا یہاں کس غرض آنا ہوا ؟

تاپسی - سنیے جناب! اس فرخندہ پے ایوس کو بعض وجوہ سے اروسی نے پیدا ہونے کے ساتھ ہی میرے سپرد کیا اور جو رسوم مثلاً جات[1] کرم وغیرہ چھتریوں کے لیے ضروری ہیں وہ سب محترم چیون نے ادا کیے اور وید کی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اس کو فنون جنگ بھی سکھائے -

پروراوس - حقیقت میں یہ اس کی بڑی خوش قسمتی تھی -

تاپسی - آج وہ رشیوں کے بچوں کے ساتھ جنگل سے پھول اور لکڑیاں لانے گیا تو اس سے ایک ایسا فعل سرزد ہو گیا جو مٹھ میں رہنے والوں کے لیے سزاوار نہیں ہے -

ودوشک - (نہایت تردّد سے) وہ کیا ؟

تاپسی - کہتے ہیں کہ اس نے ایک چیل کے تیر مارا جو ایک درخت کی چوٹی پر گوشت کی بوٹی لیے بیٹھی تھی -

ودوشک - (راجا کی طرف دیکھتا ہے)

پروراوس - تو پھر کیا ہوا ؟

تاپسی - یہ خبر سن کر محترم چیون نے مجھ کو حکم دیا کہ جس کا بچہ ہے ، اسی کے پاس پہنچا دوں - بس میں اروسی سے ملنا چاہتی ہوں -

پروراوس - بھگوتی تشریف تو رکھیے -

تاپسی - (ایک آسن پر جو اس کے لیے لایا جاتا ہے بیٹھ جاتی ہے)

---

۱ - یہ رسم پیدائش کے وقت ادا کی جاتی ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نال کاٹنے سے پہلے شہد اور گھی سونے کے چمچے میں بچے کو چٹایا جاتا ہے - باپ کو یہ رسم خود ادا کرنی پڑتی ہے - اگر وہ نہ ہو تو کوئی اور بھی ادا کر سکتا ہے -

پروراوس - لا تو یا ذرا رانی آروسی کو یہاں آنے کی زحمت دو -

کنچوکی - جو حکم ، (چلا جاتا ہے) -

پروراوس - (لڑکے کی طرف دیکھ کر) آؤ یہاں آؤ ، کہتے ھیں بیٹے کا جسم چھو جانے سے رگ رگ میں مسرّت سرایت کر جاتی ہے - پس میرے پاس آ کر میرا اسی طرح دل ٹھنڈا کرو جس طرح چندر کانت[1] چاند کی روشنی سے چمک اٹھتا ہے -

تاپسی - بچّے اپنے باپ کی خوشی پوری کر -

کمار - (راجا کے پاس جا کر اس کے پاؤں چھوتا ہے) -

پروراوس - (کنور کو گلے لگا کر پاؤں رکھنے کی چوکی پر بٹھاتا ہے) بچے ڈر نہیں ، اس برھمن کو بھی جو تیرے باپ کا دوست ہے آداب بجا لا -

ودوشک - ڈرے اس کی بلا ، کیا وہ مٹھ میں رہ کر بندروں سے غیر مانوس ہوگا ؟

کمار - بابا نمسکار -

ودوشک - سکھی رہو ، (کنچوکی آروسی کو لے کر آتا ہے) -

کنچوکی - دیبی اس راستے سے -

آروسی - (کنور کی طرف دیکھ کر) یہ کون ہے جو کمان لگائے پاؤں رکھنے کی چوکی پر بیٹھا ہے اور اس کے بالوں میں خود مہاراج انگلیوں سے کنگھی کر رہے ھیں؟ (تاپسی کو دیکھ کر) ھاں ساتیاوتی کی موجودگی سے تو پایا جاتا ہے کہ یہ میرا ھی پیارا ایوس ہے - چشم بد دور

---

۱ - چندر کانت ایک قسم کا جواہر ہے جو چاند کی روشنی سے چمک اٹھتا ہے -

پَر پُرزے خوب نکالے ھیں ۔

پروراوس ۔ (آروسی کو دیکھ کر) دیکھو وہ تمھاری ماں آرھی ھے ، جس کی نگاہ تمھارے ھی چہرے پر جمی ھوئی ھے اور جس کے محرموں سے دودھ ٹپکا پڑتا ھے ۔

تاپسی ۔ بچے اپنی ماں کے پاس جا ۔

کمار ۔ (جاتا ھے) ۔

آروسی ۔ مائی میرا آداب قبول فرمائیے ۔

تاپسی ۔ بچّی اپنے شوھر کی نظر مہر سے شاد و آباد رہ ۔

کمار ۔ اماں جان میں بھی آداب عرض کرتا ھوں ۔

آروسی ۔ (کمار کو گلے لگا کر اور اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر) بچے اپنے باپ کا مطیع و فرماں بردار رہ (راجا کے قریب آ کر) مہاراج کی جے ۔

پروراوس ۔ بچے والی کا آنا مبارک ھوا ، یہاں تشریف رکھیے، (تخت پر بٹھاتا ھے) (آروسی بیٹھ جاتی ھے)، (اپنی اپنی جگہ سب بیٹھ جاتے ھیں) ۔

تاپسی ۔ یہ ایوس جو اب تعلم سے فارغ ھو چکا ھے ، اب زِرہ[1] پہننے کے قابل ھو گیا ھے ۔ پس میں تمھاری امانت مہاراج کے سامنے تمھارے سپرد کرتی ھوں ۔ اب مجھے جانے کی پروانگی دو ، کیوں کہ مٹھ میں کام کا ھرج ھو رھا ھوگا ۔

آروسی ۔ آپ کی ذات ستودہ صفات کو بہت دنوں کے بعد دیکھا ھے ، اس لیے چھوڑنے کو جی نہیں چاھتا ، لیکن

---

۱ ۔ چھتریوں کے لڑکے جب سن بلوغ کو پہنچتے تھے تو زرہ پہننا شروع کرتے تھے ۔

چوں کہ روکنا مناسب نہیں ہے اس لیے اب رخصت ہو جیے، مگر پھر ضرور تشریف لائیے گا۔

پروراوس - مائی محترم چیوں سے میرا بہت بہت آداب عرض کیجیے۔

تاپسی - بہت بہتر۔

کبار - بھگوتی اگر حقیقت میں تم جا ہی رہی ہو تو مجھے اپنے ہمراہ مٹھ کو لیتی چلو۔

پروراوس - پیارے بیٹے تیری عمر کا پہلا دور ختم ہوا۔ اب دوسرے دور کے شروع ہونے کا زمانہ ہے۔

تاپسی - بچّے باپ کے ارشاد کی تعمیل کر۔

کبار - اچھا تو میرا مور ہی بھیج دینا جس کا نام منی کنتھک ہے اور جو مجھ سے اس قدر مانوس تھا کہ اگر میں کبھی اس کا سر سہلاتا تھا تو وہ میری گود میں آنکھیں بند کر کے پڑ جاتا تھا۔

تاپسی - (ہنس کر) بہت اچھا، تم سب شاد و آباد رہو (چلی جاتی ہے)۔

پروراوس - او قسمت کی لاڈلی! آج جو مجھے تیرے بطن کا یہ ہونہار لڑکا دیکھنا نصیب ہوا ہے تو جوش مسرت سے میری وہی کیفیت ہے جو اندر کی پولوی کے پیٹ سے جے نیت[۱] کے پیدا ہونے سے ہوئی تھی۔

آروسی - (کچھ یاد کر کے رونے لگتی ہے)۔

ودوشک - دیبی یہ دفعۃً رونے کا کیا سبب ہے؟

---

۱ - اندر کی بی بی ساچی جو راکس پھولومن کی بیٹی تھی جس طور پر کہ ساچی بہترین بی بی سمجھی جاتی ہے اسی طرح جے نیت بہترین بیٹا سمجھا جاتا ہے۔

پروراوس - (بہت تردّد سے) جب کہ میرا دل اپنے خاندان کے قائم رہنے کے خیال سے باغ باغ ہو رہا ہے تو او سندری ان آنسوؤں کے پیہم قطروں سے اپنے ابھرے ہوئے سینے پر ایک دوسرا موتیوں کا ہار پہننے کی کیا وجہ ہے ؟ (اس کے آنسو پونچھتا ہے) -

آروسی - کیا کہوں حضور ! میں ایک بات اپنے بچے کو دیکھ کر بھول گئی تھی - اب اندر کا نام لیے جانے سے مجھے اس کا حکم یاد آ گیا اور دل میں بجلی سی کوند گئی -

پروراوس - وہ حکم کیا ہے ؟

اروسی - ''جب میرا پیارا دوست راج رشی اپنے بیٹے کا چہرہ جو تیرے بطن سے ہوگا ، دیکھے تو میرے پاس واپس چلی آنا ''- اور اسی لیے حضور سے میں نے جدا ہونے کے خوف سے بچے کو پیدا ہوتے ہی تعلیم کے بہانے سے بھگوتی ساتیاوتی کے سپرد کر دیا اور اس نے اس خیال سے کہ اب وہ اپنے باپ کی خدمت کے لائق ہو گیا ہے ، میرے بڑی عمر والے بچے کو واپس کیا - بس میرا قیام حضور کے پاس ختم ہوا (سب رنج و غم ظاہر کرتے ہیں) -

پروراوس - (آہ سرد بھر کر) افسوس! قسمت انسان کی خوشی کی دشمن ہے - او نازک بدن ! ادھر مجھ کو اولاد کی طرف سے اطمینان ہوا ، ادھر تیرا دردِ فراق آنکھیں دکھانے لگا - میری کیفیت بالکل اس مصیبت زدہ درخت کی سی ہے جس کو گرمی کے صدمے سہتے سہتے برسات کی ابتدائی پھوار سے تسکین کی امید ابھی بندھنے بھی نہ پائی ہو کہ بجلی کا ایک ہی شعلہ جلا کر خاک سیاہ کر دے -

ودوشک ۔ یہ واقعہ بھی ایسا ہی مصیبت ناک ثابت ہوا ۔ میرے خیال میں اب حضور چھالوں کا لباس پہن کر کسی جنگل میں منڈھی ڈال کر تپاس میں مصروف ہوں گے ۔

اروسی ۔ اپنے لائق فائق بیٹے کے ملنے کے بعد سورگ کو جانے سے میری بد نصیبی حضور کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا کرے گی کہ میں اپنی غرض حاصل کرنے کے بعد چلتی پھرتی نظر آئی ۔

پروراوس ۔ نہیں ایسا لفظ زبان سے نہ نکالو ۔ تابعداری جس کا ایک ادنیٰ درجہ تفریق ہے، اپنی مرضی کے مطابق چلنے کی منافی ہے ۔ پس اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرو ۔ میں بھی راج سے دست بردار ہو کر اور تمہارے بیٹے ایوس کو اپنی جگہ گدی پر بٹھا کر جنگلوں میں ہرنوں کی ڈاروں کے ساتھ آوارہ گرد رہوں گا ۔

کمار ۔ بابا جان یہ عقل کی بات نہ ہوگی کہ جس جُوے کی برداشت بڑے بیل سے ہوتی تھی، اس کا بار ایک بچھڑے کی گردن پر ڈالا جائے ۔

پروراوس ۔ میرے لخت جگر ! شکاری ہاتھی گو بچہ ہی ہو، معمولی ہاتھیوں کو زیر کر لیا کرتا ہے ۔ سانپ کے بچے کا زہر بھی آناً فاناً میں سرایت کر جاتا ہے ۔ راجا گو بچہ ہی ہو مگر وہ روے زمین کی حفاظت کی قابلیت رکھتا ہے ۔ فرائض منصبی کو انجام دینے کی قوت عطیۂ فطرت ہے اور صرف عمر کے بڑے ہونے سے حاصل نہیں ہوتی ۔ لاتویا ، میری طرف سے مجلس وزراء کو حکم دے کہ ایوس کی گدی نشینی کی تیاری کریں ۔

کنچوکی ۔ جو ارشاد (سب لوگ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چندھیا گئیں) ۔

پروراوس ۔ (آسمان کی طرف دیکھ کر) مطلع تو صاف ہے پھر بجلی کوندی تو کیوں کر ؟

آروسی ۔ (غور سے دیکھ کر) اوهو یہ تو بھگوان نارد[1] چلے آتے ہیں ۔

پروراوس ۔ ہاں یہ بھگوان نارد ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا کہ آن کے بالوں کی لٹیں گروچن[2] کی دھاریاں بنی ہوئی ہیں اور آن کا جنئیو چاند کی کرنوں کی طرح چمک رہا ہے اور موتیوں کی بہترین لڑیاں آن کے زیب بدن ہیں ۔ وہ بعینہ ایک متحرک کل پاو رکھشا[3] جس کی شاخیں سونے کی ہوں معلوم ہوتا ہے ۔ پوجا کا سامان تو لاؤ ۔

آروسی ۔ (پوجا کا سامان ہاتھ میں لے کر) بھگوان منی کی پوجا کا سامان حاضر ہے ۔ (نارد داخل ہوتا ہے) ۔

نارد ۔ عالم وُسطیٰ کے فرماں روا کی جے ۔

پروراوس ۔ (آروسی سے پوجا کا سامان لے کر پیش کرتا ہے) اے قابل احترام بزرگ! میرا آداب نیاز قبول ہو ۔

آروسی ۔ بھگوان منی میں بھی آداب عرض کرتی ہوں ۔

کمار ۔ جناب تقدس مآب! ایوس پسر آروسی بھی آداب بجا لاتا ہے ۔

---

۱ ۔ نارد کا جسم بجلی کی طرح چمکتا اور اس کے بال بڑھاپے کی وجہ سے سفید سے زردی مائل ہو گئے ہیں ۔

۲ ۔ یہ ایک زرد رنگ کی دوا ہوتی ہے جو گائے کے سر میں سے نکلتی ہے اور ایک زرد رنگ کے دھاریدار پتھر کا بھی نام ہے ۔

۳ ۔ کل پاو رکھشا ایک شجر بہشتی مثل شجرطوبیٰ کے ہے ، جس کی صفت یہ ہے کہ جس چیز کی دل میں خواہش ہو اس کو پورا کرتا ہے ۔

نارد ۔ تم سب کی عمر دراز ہو ۔

پروراوس۔ جناب اس آسن پر لطف فرمائیں ، (نارد آس پر بیٹھ جاتا ہے اور آس کے بیٹھنے کے بعد اور سب لوگ بھی بیٹھتے ہیں ۔

نارد ۔ مہاراج! اب اندر کا پیغام ذرا گوش دل سے سنیے ۔

پروراوس۔ میں ہمہ تن گوش ہوں ۔

نارد ۔ اندر کو سب حال علم غیب سے معلوم ہوگیا ہے اور آس کی آپ سے ، جو جنگل میں جا کر تپاس لینے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں ، خواہش ہے ۔

پروراوس۔ کیا حکم ہے ؟

نارد ۔ رُشیوں نے جن کے سامنے ماضی و حال و استقبال مثل آئینہ کے ہیں پیشین گوئی کی ہے کہ دیوتاؤں اور راکسوں میں ایک بڑی جنگ ہونے والی ہے ۔ لہٰذا تم جو ہمارے قوت بازو ہو ، کمر سے ہتیار نہ کھولو ۔ آروسی تمہاری زندگی تک تمہارے پاس رہے گی ۔

آروسی ۔ کیا کہوں ، میرے دل سے تو کسی نے کانٹا سا نکال لیا ۔

پروراوس۔ میں دیوتاؤں کے سردار کا تابع فرمان ہوں ۔

نارد ۔ بہت درست ۔ اندر تمہاری خواہشیں پوری کرتا ہے ، تم کو اندر کی مرضی پوری کرنی چاہیے ۔ آفتاب آگ روشن کرتا ہے اور آگ سے آفتاب کی گرمی بڑھتی ہے ۔ (آسمان کی طرف دیکھ کر) اری رمبھا وہ سامان تو لا جو اندر نے خود اپنے دست مبارک سے کمار ایوس کے

یوراج[1] مقرر کیے جانے کے لیے تیار کیا ہے - (پریاں سب سامان لے کر آتی ہیں) -

پریاں - بھگوان سامان حاضر ہے -

نارد - بڑی عمر والے کمار کو اس طلائی تخت پر بٹھاؤ -

رمبھا - بچے ادھر آ ! (کمار کو تخت پر بٹھاتی ہے) -

نارد - (پانی کا لوٹا[2] کمار کے سر پر ڈال کر) رمبھا اب باقی رسم تم پوری کرو-

رمبھا - (تمام رسوم ادا کر کے) بچے مقدس رُشی اور اپنے والدین کو آداب عرض کر !

کمار - (ہر ایک کو آن کے درجے کے مطابق سلام کرتا ہے) -

نارد - تو خوش نصیب ہو !

پروراوس - تو خاندان کا چراغ ہو !

آروسی - باپ کا مورد عنایت رہے ! (دو بھاٹ پردوں کے پیچھے سے) -

پہلا بھاٹ - کمار کی جے - جس طرح کہ آسمانی رُشی آتری[3] خالق اکبر کے مشابہ تھا اور چاند آتری کے اور بدھ ٹھنڈی روشنی والے چاند کے اور ہمارے ان داتا بدھ کے ، اسی طرح تو اپنے صفات حمیدہ سے اپنے باپ کی مثل ہو ! تیرے عالی شان خاندان پر تمام برکتیں حقیقت میں ختم ہیں !

---

۱ - یوراج ، ولی عہد -

۲ - اس رسم کو زبان سنسکرت میں ابھی شک کہتے ہیں اور اس کو صرف برھمن ہی ادا کرتے ہیں -

۳ - آتری ایک مشہور رشی ہے جو برھما کا فرزند تھا اور آتری کا بیٹا چاند ہے اور چاند کا بیٹا بدھ اور بدھ کا بیٹا پروراوس ، یہ سب بیٹے اپنے باپوں کا مثنیٰ تھے -

دوسرا بھاٹ ۔ جس طرح کہ گنگا کا پانی کوہ ہمالیہ اور سمندر میں تقسیم ہو کر زیادہ خوش نما معلوم ہوتا ہے ، اُسی طرح اب راج تمھارے اس باپ میں جو عزم و استقلال میں فرد ہے اور تم میں جو ادائے فرض منصبی اور جرأت و ہمت میں بے نظیر ہو تقسیم ہو کر رونق تازہ پائے گا ۔

پریاں ۔ (آروسی کے قریب آ کر) ہم تم کو مبارک باد دیتے ہیں کہ تمھارا لختِ جگر تخت نشین ہوا اور تم کو بھی اپنے سرتاج کے سائے میں رہنے کی اجازت ملی ۔

آروسی ۔ کچھ میری خصوصیت نہیں ۔ اس مبارک باد میں ہم سب شریک ہیں ۔ (کمار کا ہاتھ پکڑ کر) آ اپنی بڑی ماں کو سلام کر!

کمار ۔ (اپنی جگہ سے اٹھنے کا قصد کرتا ہے)

نارد ۔ ذرا دم لو ، ان کے ساتھ جانے کی جلدی نہیں ہے ۔ تمھارا بیٹا ایوس جس شان و شوکت سے آج یوراج مقرر ہوا ہے ، اُس سے اندر کے کارتکیا کو آسمانی فوج کا سینا پتی مقرر کرنے کا واقعہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا ۔

پروراوس ۔ جب جناب کی اُس کے حال پر اس قدر عنایت ہے تو وہ اپنے آپ کو کسی لائق ثابت کر کے رہے گا ۔

نارد ۔ اب کہیے کہ اندر آپ کی اور کیا مراد پوری فرما سکتے ہیں ؟

پروراوس ۔ جب اندر کی خوشنودی حاصل ہے تو اور کیا چاہیے ؟ البتہ اس قدر آرزو ہے کہ :—

(فقرات دعائیہ)

کاش نیکوں کے بھلے کے لیے دولت اور علم میں جو شاذ ایک جگہ پائے جاتے ہیں اور اکثر برسر جنگ رہتے ہیں ، ہمیشہ کے لیے اتفاق ہو جائے۔

(ڈراپ)

مجلس ترقی ادب لاہور